ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی
اپریل2024ء جلد نمبر 25 شمارہ نمبر 04

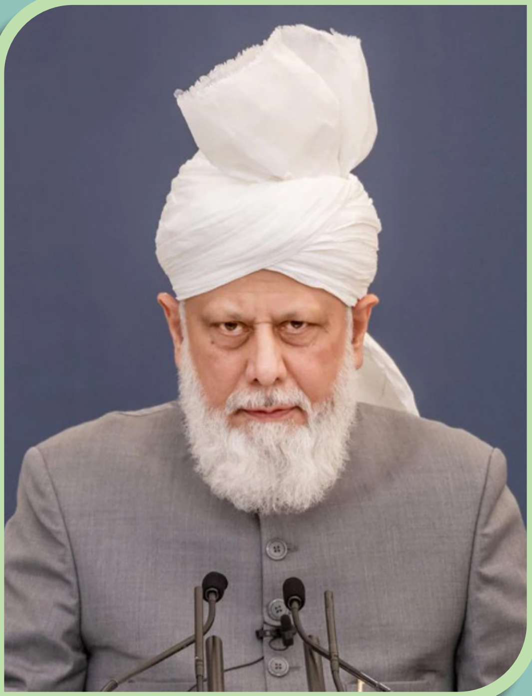

رمضان المبارک کے آخری ایام میں

خصوصی دعاؤں کی تحریک

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 29/مارچ 2024ء میں دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

رمضان کی دعاؤں میں خاص طور پر جماعت کی ترقی کے لیے دعائیں کریں، اسیران کے لیے دعائیں کریں اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے سامان جلد پیدا فرمائے۔ یمن کے اسیران کے لیے دعائیں کریں، خاص طور پر وہاں ایک خاتون کو قید میں ظالمانہ طور پر ایک تنگ سی کوٹھڑی میں رکھا ہوا ہے جو باقی اسیران سے علیحدہ ہیں، لیکن وہ بڑے صبر اور ایمان کی پختگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہاں رہ رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے بھی سامان جلد پیدا فرمائے۔ جو بدظنّیاں جماعت کے بارے میں ان لوگوں کے دلوں میں ہیں یعنی مخالفین کے، اللہ تعالیٰ انہیں دور فرمائے۔

فلسطینیوں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ بظاہر تو یہ کہتے ہیں کہ بڑی تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں، لیکن حالات تو بدتر ہی ہو رہے ہیں۔ یواین کا ریزولیوشن جو پاس ہوا ہے اس کے باوجود یہ ظلم اسی طرح جاری ہے اور یہاں بڑی مغربی طاقتوں کے دُہرے معیار کا بھی پتا چلتا ہے۔ یہی ظلم جب ان کے پسندیدہ لوگوں پر ہو، ملکوں پر ہو تو فوری دوسرے ملک پر پابندیاں عائد ہو جاتی ہیں لیکن اسرائیل پر پابندی نہیں لگائی گئی بلکہ امریکہ نے گزشتہ دنوں کئی بلین ڈالرز کی غیر مشروط امداد ان کے لیے منظور کی ہے۔ لیکن فلسطینیوں کے لیے چند ملین کی امداد منظور کی ہے اور پھر شرط یہ لگا دی کہ وہ اسرائیل کے خلاف عدالت انصاف میں نہیں جائیں گے یا کسی فورم پہ نہیں جائیں گے جہاں ان کو اس کے خلاف کچھ کہنے کا موقع ملے۔ تو ایسے لوگوں سے کیا توقع کی جاسکتی ہے؟ پس دعا ہی ہے، اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ان مظلوموں کو ان ظالموں سے نجات دے اور ہمیں بھی ان مظلوموں کے لیے دعا کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(الفضل انٹرنیشنل یکم اپریل 2024ء صفحہ 1،2)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

عید کی خوشیوں کو بڑھانے کا ایک بڑا ہی لطیف طریق

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 12 جولائی 1983ء کو عید الفطر کے روز خطبہ عید میں بیان فرمایا:

’’عید میں لذّت کیا ہے۔ مثلاً آج عید کی نماز کے بعد ضروری امور سے فارغ ہو کر اگر وہ لوگ جن کو خدا نے نسبتاً زیادہ دولت عطا فرمائی ہے زیادہ تموّل کی زندگی بخشی ہے وہ کچھ تحائف لے کر غریبوں کے ہاں جائیں اور غریب بچوں کے لئے کچھ مٹھائیاں لے جائیں جو ان کے گھر میں زائد پڑی تھیں اور جو ان کا پیٹ خراب کرنے کے لئے مقدر تھیں وہ غریب بچوں کا پیٹ بھرنے کے لئے ساتھ لے جائیں اور وہ زائد پھل بھی جس نے زائد از ضرورت استعمال کی وجہ سے ان کو ہیضہ کر دینا تھا۔ غریب بچوں کو دیں تا کہ ایک دن تو ایسا ہو کہ ان کو بھی کچھ نصیب ہو۔ تو کچھ وہ پھل پکڑیں کچھ مٹھائیاں گھر سے اُٹھائیں، کچھ بچوں کے لئے جو ٹافیاں یا چاکلیٹ آپ نے رکھے ہوئے تھے وہ آپ لیں اور بچوں سے کہیں آؤ بچو! آج ہم ایک اور قسم کی عید مناتے ہیں ہمارے ساتھ چلو، ہم بعض غریبوں کے گھر آج دستک دیں گے، ان کو عید مبارک دیں گے ان کے حالات دیکھیں گے اور ان کے ساتھ اپنے سُکھ بانٹیں گے...... ان کے حالات دیکھیں گے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بعض لوگ ایسی لذتیں پائیں گے کہ ساری زندگی کی لذتیں ان کو اس لذّت کے مقابل پر ہیچ نظر آئیں گی اور حقیر دکھائی دیں گی تو کچھ ایسے بھی واپس لوٹیں گے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہوں گے اور وہ استغفار کر رہے ہوں گے اور اپنے رب سے معافیاں مانگ رہے ہوں گے کہ اے اللہ! ان لوگوں سے ناواقفیت رکھ کر اور ان کے حالات سے بے خبری میں رہ کر ہم نے بڑے ناشکری کے دن کاٹے ہیں، ہم تیرے بڑے ہی ناشکر گزار بندے تھے، نہ ان نعمتوں کی قدر کر سکے جو تُو نے ہمیں عطا کر رکھی تھیں نہ ان نعمتوں کا صحیح استعمال جان سکے جو تو نے ہمیں عطا کر رکھی تھیں اور واپس آ کر وہ روئیں گے خدا کے حضور اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان آنسوؤں میں وہ اتنی لذّت پائیں کہ دنیا کے قہقہوں اور مسرتوں اور ڈھول ڈھمکوں اور بینڈ باجوں میں وہ لذتیں نہیں ہوں گی۔ ان کو بے انتہاء ابدی لذتیں حاصل ہوں گی اور زائل نہ ہونے والے بے انتہاء سرور ان کو عطا ہوں گے۔

یہ ہے وہ عید جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عید ہے۔ یہ ہے وہ عید جو درحقیقت سچے مذہب کی عید ہے۔ پہلے بھی یہی عیدیں تھی جو خدا نے عطا کی تھیں۔ لیکن بعد میں آنے والوں نے ان عیدوں کے مزاج بدل ڈالے۔ ان کے مضمون کو بھلا دیا۔ اپنی عید کے رنگ بگاڑ دیے تو وہ عیدوں کے مقاصد سے دُور جا پڑے۔ ان کے لئے وہ عیدیں، عیدیں نہ رہیں جو خدا اپنے مومن بندوں کو عطا کرنا چاہتا ہے‘‘۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 26 جولائی 1983ء صفحہ نمبر 1،5)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی

رمضان/شوال 1445 ہجری قمری | اپریل 2024ء | جلد نمبر 25 | شمارہ نمبر 04 | شہادت 1403 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جل جلالہ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ السلام
05	تبرّکات: ساقیا! آمدن عید مبارک بادت
06	منظوم کلام: یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِي
07	خطبہ جمعہ: مومن کا ہر روز ہی روزِ عید بن سکتا ہے
12	منظوم کلام: ساقیا آمدنِ عید مبارک بادت
13	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عید
15	سیرت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
17	تعارف کتب: روئدادِ جلسہ دعا
18	اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ جرمنی
19	تعلق باللہ
22	دلچسپ سائنسی خبریں: محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی
23	خلافت اور جماعت کے باہمی پیار کا تعلّق
26	تاریخ جرمنی
27	نمازیں جمع کر کے ادا کرنا
30	حالاتِ حاضرہ: ملکی و عالمی خبریں
31	مِٹ جائے گی مخلوق تو انصاف کرو گے؟
33	كَلْبٌ يَمُوْتُ عَلٰى كَلْبٍ
36	خدائی تقدیر
39	منظوم کلام: انجام یہی ہوتا آیا فرعونوں کا ہامانوں کا
40	آدھی صدی کا سفر
47	اعلانات وفات: بلانے والا ہے سب سے پیارا

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے اخبار احمدیہ جرمنی کی ویب سائٹ
www.akhbareahmadiyya.de
پر بھی پڑھے جا سکتے ہیں

مجلس ادارت

سرپرست
محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ
محمد الیاس منیر

مدیران
اویس احمد نوید، مدبّر احمد خان

معاونین
سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ
عبدالرحمٰن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ
آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق
احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی
سعید اللہ خان

مینیجر
سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین
محمد انیس دیالگڑھی، منور علی شاہد، صادق محمد طاہر

پتہ
شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

27

04

19

13

07

31

33

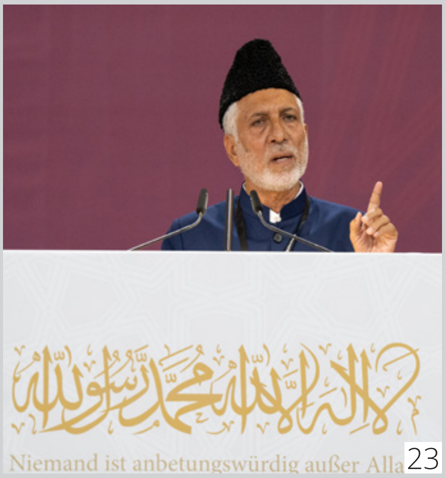

23

45

30

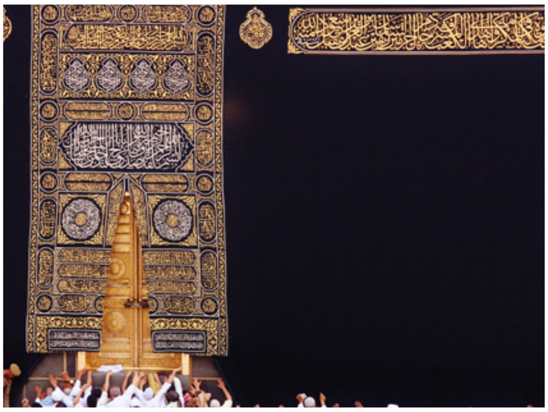

قال اللہ جلّ جلالہٗ

وَلَوۡ اَنَّ اَهۡلَ الۡقُرٰٓى اٰمَنُوۡا وَاتَّقَوۡا لَفَتَحۡنَا عَلَيۡهِمۡ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ

(الاعراف:97)

اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ضرور ان پر آسمان سے بھی برکتوں کے دروازے کھول دیتے اور زمین سے بھی

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنۡ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
مَنۡ قَامَ لَيۡلَتَيِ الۡعِيدَيۡنِ مُحۡتَسِبًا لِلّٰهِ لَمۡ يَمُتۡ قَلۡبُهُ يَوۡمَ تَمُوتُ الۡقُلُوبُ

(سنن ابن ماجہ کتاب الصیام باب فِي مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ)

ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جو شخص عیدین کی راتوں میں ثواب کی نیّت سے اللہ کی عبادت کرے گا، تو اس کا دل نہیں مرے گا جس دن دل مردہ ہو جائیں گے۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''تم خوش ہو اور خوشی سے اُچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے اور آسمانی سکینت تم پر اترے گی اور رُوح القدس سے مدد دیئے جاؤ گے اور خدا ہر ایک قدم میں تمہارے ساتھ ہو گا اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا''۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 68)

ساقیا آمدنِ عید مبارک بادت

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

’’اللہ تعالیٰ نے اسلام میں بعض ایسے دن مقرر کئے ہیں کہ وہ دن بڑی خوشی کے دن سمجھے جاتے ہیں اور ان میں اللہ تعالیٰ نے عجیب عجیب برکات رکھی ہیں۔... ایسا ہی اسلام میں دو عیدیں ہیں۔ان دونوں دنوں کو بھی بڑی خوشی کے دن مانا گیا ہے اور ان میں بھی عجیب عجیب برکات رکھی ہیں۔لیکن یاد رکھو کہ یہ دن بے شک اپنی اپنی جگہ مبارک اور خوشی کے دن ہیں۔لیکن ایک دن ان سب سے بھی بڑھ کر مبارک اور خوشی کا دن ہے۔... مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ دن انسان کی توبہ کا دن ہے جو ان سب سے بہتر ہے اور ہر عید سے بڑھ کر ہے۔کیوں؟ اس لیے کہ اس دن وہ بد اعمال نامہ جو انسان کو جہنم کے قریب کرتا جاتا ہے اور اندر ہی اندر غضبِ الٰہی کے نیچے اُسے لا رہا تھا دھو دیا جاتا ہے اور اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں‘‘۔(ملفوظات جلد 7 صفحہ 147-148 ایڈیشن 1984ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’آج عید کا دن ہے اور رمضان شریف کا مہینہ گزر گیا ہے۔یہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ایام تھے جبکہ اس نے اس ماہ مبارک میں قرآن شریف کا نزول فرمایا اور عامہ اہل اسلام کے لئے اس ماہ میں ہدایت مقدر فرمائی۔راتوں کو اُٹھنا اور قرآنِ شریف کی تلاوت اور کثرت سے خیرات و صدقہ اس مہینہ کی برکات میں سے ہے۔آج کے دن ہر ایک کو لازم ہے کہ سارے کنبہ کی طرف سے محتاج لوگوں کی خبر گیری کرے۔دو ٹَک گیہوں کے یا چار جَو کے ہر ایک نفس کی طرف سے صدقہ نماز سے پیشتر ضرور ادا کیا جاوے اور جن کو خدا نے موقع دیا ہے وہ زیادہ دیویں‘‘۔(خطبات نور صفحہ 179)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’حقیقی عید وہی ہے جس میں انسان کو عمل میں لذّت محسوس ہونے لگے اور وہ خدا کے لئے ہر قسم کی قربانیوں کی آگ میں کودنے کے لئے تیار رہے اور کبھی ترکِ عمل کے قریب بھی نہ جائے۔یہ مقام جب کسی فرد یا قوم کو حاصل ہو جاتا ہے تو اسے حقیقی عید میسر آ جاتی ہے اور دینی اور دنیوی مقاصد میں وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔پس کوشش کرو کہ تمہیں یہ عید میسر آئے اور تمہاری تمام تر لذّت اور تمہاری ساری خوشی اسی بات میں ہو جائے کہ تم خدا کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دو اور اسی کو اپنی عید سمجھو۔اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو اور وہ تمہیں اس حقیقی عید سے حصہ دے جس کے میسر آنے کے بعد دنیا کی کوئی تکلیف انسان کو پریشان نہیں کر سکتی‘‘۔(خطبات محمود جلد 1 صفحہ 265)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

’’ایک عید تو وہ ہے جس کا دروازہ ماہ رمضان میں کھلتا ہے اور ایک عید وہ ہے جو عاجزانہ دعائیں کرنے والے ایک مومن کو ہر وقت حاصل ہوتی رہتی ہے۔اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ سے بڑھ کر ایک مومن کے لئے اور کیا عید ہوگی۔اصل بات یہ ہے کہ ہر احمدی کو خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم کرنا چاہئے تاکہ قبولیت دعا کا حظّ اسے حاصل ہو۔لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ خالق اور مالک ہے کبھی بندے کی مانتا ہے اور کبھی اپنی منواتا ہے اور دونوں ہی حالتیں مومن کے لئے عید کی آئینہ دار ہوتی ہیں اس لئے کہ اس کی اصل عید رضائے الٰہی میں ہوتی ہے‘‘۔(خطبات ناصر جلد 10 صفحہ 110)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

’’آج کے دن امراء اپنے غریب بھائیوں کے گھروں میں جائیں اور وہ تحفے جو آپس میں بانٹتے ہیں ان میں اپنے غریب بھائیوں کو بھی شامل کریں۔آپس میں بھی ضرور کچھ نہ کچھ بانٹیں کیونکہ یہ حق ہے۔... لیکن ایک حق جو آپ مار کر بیٹھ گئے ہیں جب تک وہ حق ادا نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نظارہ نہیں دیکھ سکیں گے۔اور وہ حق جس کے متعلق مَیں نے کہا ہے مار کر بیٹھ گئے ہیں اس حق سے مراد ہے۔ فِیْٓ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ۔ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔(المعارج:26-27) کہ جن کو ہم نے بڑی بڑی نعمتیں عطا کی ہیں اور دولتیں بخشی ہیں ان کے اموال میں غرباء کا حق ہے۔... یہ ہے وہ عید جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عید ہے۔یہ ہے وہ عید جو درحقیقت سچے مذہب کی عید ہے‘‘۔(الفضل 26 جولائی 1983ء صفحہ 1 تا 5)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

’’عید والے دن صرف ایک تہوار منانے کی طرح جمع ہونے کا دن نہیں ہے بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے جو ہمارے سپرد کام کیے ہیں ان کا عام دنوں سے بڑھ کر حق ادا کرنا ضروری ہے۔اپنی عبادت کے بھی حق ادا کرنا ضروری ہے اور بندوں کے حق ادا کرنے کی جو ہر مومن کی ذمہ داری ہے اسے ادا کرنا بھی ضروری ہے۔اس دن یہ عہد کرنا چاہیے کہ مَیں اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کی بھی مستقل کوشش اب کرتا رہوں گا اور بندوں کے حق ادا کرنے کی بھی مسلسل کوشش کرتا رہوں گا، تبھی ہماری عیدیں حقیقی عیدیں ہوں گی۔پس ایسی عیدوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے‘‘۔

(خطبہ عید الفطر 2 مئی 2022ء۔الفضل انٹرنیشنل 17 جنوری 2023ء صفحہ 6)

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

حمد و ثنا اُسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اُس کا کوئی نہ کوئی ثانی
باقی وہی ہمیشہ غیر اُس کے سب ہیں فانی
غیروں سے دِل لگانا جھوٹی ہے سب کہانی
سب غیر ہیں وہی ہے اک دل کا یار جانی
دل میں میرے یہی ہے سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

یا رب ہے تیرا احساں میں تیرے دَر پہ قرباں
تُو نے دیا ہے ایماں تو ہر زماں نگہباں
تیرا کرم ہے ہر آں تُو ہے رحیم و رحماں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

کیونکر ہو شکر تیرا تیرا ہے جو ہے میرا
تونے ہر اک کرم سے گھر بھر دیا ہے میرا
جب تیرا نور آیا جاتا رہا اندھیرا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

(انتخاب از درِثمین، ''محمود کی آمین'')

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

مومن کا ہر روز ہی روزِ عید بن سکتا ہے

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ عید الفطر مؤرخہ 07/جولائی 2016ء کا متن

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج عید کا دن ہے اور مسلمان عید کے دن جمع ہو کر دنیا کے ہر خطے میں جہاں بھی وہ آباد ہیں عید مناتے ہیں۔ کچھ علاقوں میں اور ملکوں میں آج عید ہے۔ کچھ میں کل ہو چکی ہے۔ بہرحال جہاں بھی مسلمان آباد ہیں رمضان کے بعد اس عید کے دن عید مناتے ہیں۔ حقیقی مومن ہیں تو اس بات پر خوش ہیں کہ آج ہمیں اللہ تعالیٰ نے رمضان سے گزار کر جمع ہو کر خوشی کرنے اور اپنی عبادت کرنے کی توفیق دی۔ اور حقیقت میں خوشی اور عید وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو۔ یہ عید صرف مسلمانوں یا اسلام تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ دنیا کی ہر قوم میں، ہر مذہب میں بعض دن عید کے منائے جاتے ہیں یا بعض تہوار خوشی کے رکھے گئے ہیں۔ اور ہر جگہ عید کا یہی تصور اور مقصد ہے کہ خوشی یا عید کے دن ایک قوم یا مذہب کے افراد اکٹھے ہو کر خوشی منائیں۔ اور عموماً یہی سوچ ہوتی ہے کہ جب جمع ہو کر عید منائیں گے، خوشی اور شغل میلے کے سامان کریں گے تو حالات کی وجہ سے جو اکثریت میں لوگوں میں کوفت اور تکان پیدا ہو جاتی ہے وہ دور ہو گی۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ کھیل کود اور شغل میلہ کچھ وقت کے لئے پریشانیاں ختم کر کے انہیں وقتی ذہنی سکون کے سامان مہیا کرے گا۔

بچوں میں بھی دیکھیں تو یہ چیز نظر آتی ہے کہ اگر انہیں کچھ دن علیحدہ رکھیں یا بچے علیحدہ رہیں، گھر میں بند رہیں تو ان میں افسردگی اور چڑچڑا پن پیدا ہو جاتا ہے۔ مل جل کر رہیں، اکٹھے کھیلیں کودیں تو خوش رہتے ہیں اور باوجود اس کے کہ کھیل کود سے بچوں کو تھکاوٹ بھی ہوتی ہے آپس میں کھیلتے ہوئے بچے لڑ بھی پڑتے ہیں لیکن پھر بھی بڑے خوش اور تازہ دم نظر آتے ہیں۔ بچوں کی سوچ کے مطابق یہی ان کی عید ہے جو انہیں خوشی پہنچا رہی ہوتی ہے۔ ایک ماحول ہوتا ہے جو ان کی ذہنی تازگی کے سامان پیدا کر رہا ہوتا ہے۔ جن ماں باپ کے بچے بچوں میں مل جل کر کھیلتے نہیں، علیحدگی پسند ہوتے ہیں، ایک کونے میں لگے رہتے ہیں ان کے ماں باپ پریشان ہو جاتے ہیں کہ شاید کسی بیماری کا اثر ہے یا کوئی اور نفسیاتی وجہ ہے۔ بہرحال یہ انسان کی فطرت ہے کہ انسان مل جل کر رہے اور مل جل

کرخوشیاں منائے اورایسے مواقع پیدا کرے جہاں یکسانیت کو اجتماعی اکٹھ کے ذریعہ ختم کیا جائے۔اس انسانی فطرت کا اظہار بڑوں میں بھی ہوتا ہے۔خوشی کا ماحول خوشی کے اثرات قائم کر رہا ہوتا ہے۔غمی کا ماحول غم کے اثرات قائم کر رہا ہوتا ہے۔

غم کو خوشی میں بدلنے کے لئے بعض انسانوں نے اپنے لئے انفرادی طریقے بھی ایجاد کئے ہوئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ذہنی کوفت اور پریشانیوں کو دُور کرنے کے لئے شراب یا دوسری نشہ آور چیزوں کا استعمال انہیں فائدہ پہنچا رہا ہے، ان کے غموں کو دور کر رہا ہے۔حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ چیزیں بے سکونیوں کو زیادہ بڑھاتی ہیں۔ بے سکونی کی طرف لے کے جاتی ہیں اور نتیجۃً صحت کو بھی برباد کرتی ہیں۔تو بہرحال بات یہ ہو رہی ہے کہ انسان کی فطرت ہے کہ ماحول کے اثرات اس پر ظاہر ہوں۔بعض دفعہ انسان اپنے ذاتی مسائل کی وجہ سے غمگین بھی ہوتا ہے لیکن عارضی خوشی کا ماحول اسے خوش کر دیتا ہے اور وہ غم کے باوجود ہنسنے لگ جاتا ہے اور اس طرح اس کا کچھ غم کم ہو جاتا ہے۔اس انسانی نفسیات اور فطرت کو سامنے رکھتے ہوئے آجکل کے خود غرض دنیاداروں نے جنہیں صرف پیسے کا لالچ ہے اور اپنی ذات سے دلچسپی ہے لوگوں کو مختلف طریقوں سے نشوں اور بیہودہ تفریحات میں اس حد تک ڈبو دیا ہے کہ وہ گندگی میں ڈوبتے چلے جاتے ہیں اور دین اور خدا تعالیٰ سے بہت دُور ہو گئے ہیں۔ ان کی عیدیں اور خوشیاں بھی عارضی ہیں۔ان دنیاداروں کے سامنے دین کی اور دینی عید کی اوّل تو کوئی حقیقت رہی نہیں اور اگر دکھاوے کے لئے یہ عید مناتے بھی ہیں تو ایک روایتی تہوار کے طور پر جس میں مذہب کا عنصر مفقود ہوتا ہے۔صرف ظاہری ہاؤ ہُو، شراب اور کھانا پینا ہے۔زینت کے سامان ہیں اللہ تعالیٰ کا خانہ کوئی نہیں بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ صرف ان کی عید دنیاداری ہی ہے۔

کرسمس یا دوسرے مذاہب کے تہواروں کو آج کل اس طرح نہیں منایا جاتا کہ کتنے لوگوں نے عبادت کی اور کتنے لوگوں نے پاک تبدیلیاں پیدا کیں بلکہ ان کے ماپنے کے معیار یہ ہیں کہ اس تہوار میں فلاں کمپنی نے اتنے ملین پاؤنڈ کمائے اور فلاں نے اتنے ملین پاؤنڈ اور اس سال ان تہواروں میں اتنے بلین ڈالر کی جو خرید و فروخت ہوئی ہے وہ گزشتہ سال سے زیادہ تھی یا کم تھی یا اتنے بلین ڈالر کی شراب استعمال ہوئی اور اتنے بلین ڈالر جوئے میں لگے۔ لیکن کیونکہ صرف دنیاداری ہے اس لئے انہی معیاروں کے ساتھ اور اس عارضی خوشی کو تسکین کا باعث سمجھا جاتا ہے۔ان کی ترجیحات صرف یہ ہیں کہ انسان کی خواہشات اور امنگیں کیا چاہتی ہیں۔

مومن کی عید اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بن کر دائمی خوشی کے سامان پیدا کرنے والی ہے

لیکن ہماری عیدیں، ایک حقیقی مسلمان کی عیدیں اس سے بالکل مختلف ہیں اور مختلف ہونی چاہئیں۔ایک مومن کی عید یہ ہے اور اسلام جس عید کا تصور پیش کرتا ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں اپنی خواہشات اور امنگوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور نیکی اور بھلائی کی طرف پھیرنے کے لئے کون کون سے طریقے اختیار کرنے چاہئیں۔ دوسرے مذاہب یا قوموں کی عیدوں اور تہواروں میں تو صرف اس دن کی عارضی خوشی ہے جس دن تہوار منعقد ہو رہے ہیں لیکن مومن کی عید اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بن کر دائمی خوشی کے سامان پیدا کرنے والی ہے۔ چاہے اس عید میں دنیاوی مادی اور مالی تسکین کا سامان ہو یا نہ ہو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس فرق کی ایک ظاہری مثال یوں پیش فرمائی جو اپنے الفاظ میں بیان کر دیتا ہوں مثلاً کوئی بھوکا انسان ہے اس کی بھوک چاہتی ہے کہ اس کا پیٹ بھرا جائے لیکن اس کا پیٹ بھرنے کے لئے دوسرا شخص یہ کرے کہ اسے گندی، خراب اور بیماریاں پیدا کرنے والی غذا دے دے۔اس مجبور کا پیٹ تو اس سے بھر جائے گا لیکن کئی قسم کی بیماریاں اس میں پیدا ہو جائیں گی۔ پانی پینے کے لئے کوئی مانگے تو اس کی پیاس بجھانے کے لئے اسے پانی تو مہیا کر دے لیکن ایسا پانی جو غلیظ اور گندہ ہو، کڑوا ہو، نمکین ہو یا کوئی اور گندی چیز پینے کو دے دے جس سے پیاس عارضی طور پر تو رک جائے لیکن پھر مزید بھڑک جائے۔ وہ مجبوراً اسے پی تو لے گا جو مر رہا ہے اور اس کا گلا خشک ہو رہا تھا لیکن یہ چیزیں اس کے پیٹ میں خرابی پیدا کرنے والی ہوں گی بلکہ جسم کے بہت سارے عضو جو ہیں ان میں خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ایسا گندہ پانی ہوگا جو اس کی پیاس کو کچھ دیر بعد اور زیادہ بھڑکانے والا ہو۔گویا ایک عارضی انتظام کیا گیا ہے جو مستقل تکلیف میں ڈالنے کا ذریعہ بن گیا۔ بیماریاں پیدا کرنے کا ذریعہ بن گیا۔اب وہ شخص جس نے بھوکے اور پیاسے کو کھانا کھلایا اور پانی پلایا ہے اسے یا تو اس شخص کا جس کو کھلایا پلایا گیا اس کا دشمن کہیں گے یا ایسا شخص جس میں بالکل عقل نہیں ہے۔اس کے مقابلے میں ایک اور شخص ہے جس کے پاس کوئی اپنی بھوک اور پیاس مٹانے کے لئے آتا ہے تو وہ اسے پاک اور طیب غذا کھلاتا ہے اور صاف اور ٹھنڈا پانی پلاتا ہے جس سے وہ بھوکا پیاسا اچھی طرح سیر ہوتا ہے تو ایسے شخص کو یقیناً ہمدرد اور عقل مند انسان سمجھا جائے گا۔ پس یہی فرق ہے اسلامی عیدوں اور دوسرے مذاہب کی عیدوں میں اور یہ فرق ہونا بھی چاہئے۔ دوسروں نے انسانی خوشی کے فطرتی تقاضے کو تو سمجھا ہے لیکن جو علاج کیا ہے جو اس فطرتی تقاضے کو پورا کرنے کے لئے سامان کیا ہے چیزیں مہیا کی ہیں وہ عارضی طور پر تو خوشی کے سامان پیدا کرنے والی ہیں لیکن مستقل طور پر نہ صرف فطرتی تقاضے کا علاج نہیں بلکہ مستقل طور پر انسان کو نقصان پہنچانے والی اور اس کی صحت کو خراب کرنے والی اور روحانیت کو خراب کرنے والی اور نقصان پہنچانے والی چیزیں ہیں۔ جبکہ اسلامی عیدیں دائمی اور ہمیشہ کے لئے خوشی کا سامان پیدا کرنے والی ہیں۔

جہاں جماعت احمدیہ روحانی مائدہ اور پانی دنیا کو مہیا کر رہی ہے اور ان کی روحانی سیری کا سامان کر رہی ہے وہاں مادی پانی بھی مہیا کرتی ہے

یہ جو پانی پلانے کی مَیں نے مثال دی ہے اس بارے میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ آج اس زمانے میں جہاں جماعت احمدیہ روحانی مائدہ اور پانی دنیا کو مہیا کر رہی ہے اور ان کی روحانی سیری کا سامان کر رہی ہے وہاں مادی پانی بھی مہیا کرتی ہے۔ عموماً ترقی یافتہ ملکوں میں رہنے والوں کو پانی کی اہمیت کا اندازہ نہیں۔ پاکستان سے بھی آئے ہوئے بہت سے ایسے ہیں جن کے اپنے علاقوں میں نلکوں کا صاف پانی مہیا ہو جاتا ہے لیکن وہاں بھی دور دراز علاقوں میں تھر کے علاقے میں یا تو گندے تالابوں کا پانی ہے یا پھر ایسے کنوئیں کا پانی جو پیاس کو اور بھڑکا دیتا ہے۔ اسی

خوشی کے موقع پر صاف ستھرے کپڑے پہنو عطر لگاؤ اس لئے کہ یہ سنّت ہے

طرح افریقہ میں لوگ تالابوں کا یا پھر ایسے کنوؤں کا پانی پیتے ہیں۔ کنوئیں تو وہاں سیزن میں ہی مہیا ہوتے ہیں عموماً تالابوں کا پانی ہوتا ہے جہاں واش روم کا پانی اکٹھا ہو جاتا ہے جو اس قدر گندا ہوتا ہے کہ سوائے انسان پیاس سے مَر رہا ہو ورنہ کوئی اس پانی کو پینے کا یہاں بیٹھے ہوؤں میں سے تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس جگہ سے انسان پانی لے رہے ہوتے ہیں اور اس جگہ میں جانور بھی پانی پی رہے ہوتے ہیں بلکہ جانوروں کا گند وغیرہ بھی اس میں شامل ہوتا ہے۔ وہاں ان علاقوں میں جب ہم کنوئیں کھود کر دیتے ہیں اور نلکے لگاتے ہیں تو لوگوں کی خوشی دیکھنے

ہمیں عقل مند اور اپنی جان پر ظلم نہ کرنے والا بننے کے لئے اپنی نمازوں اور نیکیوں کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ دینے کی ضرورت ہے

والی ہوتی ہے۔ یہاں شاید آپ کو ہزاروں پاؤنڈ ملنے پر بھی وہ خوشی نہ ہو جو نلکے میں سے پہلی دفعہ صاف پانی دیکھ کر ان لوگوں کو ہو رہی ہوتی ہے۔ ہمارے نوجوان والنٹیرز جو وہاں اس کام کے لئے یہاں سے بھی جاتے ہیں اس کا تجربہ انہیں ہوتا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ کس طرح کے تجربات سے انہیں گزرنا پڑا اور تصویریں بھی دکھاتے ہیں کہ کس طرح پر بڑے بھی بچے بھی عورتیں بھی خوشی سے اچھل رہے ہوتے ہیں کہ انہیں صاف پانی مہیا ہو گیا۔ گویا وہ دن ان کے لئے عید کا دن ہوتا ہے۔

اس حوالے سے مَیں صاحب حیثیت لوگوں کو یہ بھی کہوں گا کہ ہیومینیٹی فرسٹ اور آئی ٹرپل اے ای (IAAAE) جو ہمارے مختلف جگہوں پہ نلکے وغیرہ لگانے کا کام کر رہی ہے، پانی مہیا کرنے کا کام کر رہے ہیں، جو لوگ ان کی مدد کر سکتے ہیں ان کو مدد کرنی چاہئے۔

بہرحال اب مَیں پھر اس اصل مضمون کی طرف آتا ہوں کہ غیروں کی عیدوں اور ہماری عیدوں میں کیا فرق ہے؟ غیروں کی عیدیں خوب ناچ گانا فحش اور گندے گیت گانا، کھانا پینا، غل غپاڑا کرنا، کھیل کود کرنا اور خرید و فروخت ہے جبکہ حقیقی اسلامی عید ایک مومن کی عید جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ ہم عید کے دن کہتے ہیں کہ آؤ آج عید کا دن ہے، ہم عام دنوں میں تو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور اپنے مقصد پیدائش کو پورا کرنے کے لئے پانچ نمازیں پڑھتے ہیں آج ہم چھ پڑھیں گے۔

خوشی بھی ایک مومن کرتا ہے اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اس لئے خوشی کے موقع پر صاف ستھرے کپڑے پہنو عطر لگاؤ اس لئے کہ یہ سنت ہے اور ہمیں آنحضرت ﷺ نے یہ کر کے دکھایا اور اللہ تعالیٰ ہم سے یہ چاہتا ہے کہ خوشی بھی مناؤ۔ آج اچھے کھانے بھی پکاؤ اور کھاؤ اس لئے کہ آج ہمیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا پہلے سے زیادہ موقع میسر آیا ہے۔ پس یہی حقیقی عید ہے۔

اگر یہ نہیں اور آج عید کی نماز کے بعد ہم بھی صرف شغل اور کھانے پینے میں مصروف ہو جائیں اور ہماری روحانیت میں کوئی تبدیلی پیدا نہ ہو، رمضان میں سے جو ہم نے حاصل کیا اس کو ہم بھول جائیں۔ عید کی نماز کے بعد ہم ظہر عصر کی نمازوں کو بھول جائیں اور صرف دنیاداری کی مصروفیات اور لہو و لعب میں مصروف ہو جائیں تو ہم بھی اس شخص جیسے ہی ہو جائیں گے جس کو گندا کھانا اور گندا پانی ملا۔ جس نے اس کا پیٹ بھر کر اور پیاس بجھا کر تسکین دینے کی بجائے بیماریوں میں اسے مبتلا کر دیا ایک عارضی سہارا تو اس کو ملا لیکن مستقل نہیں بلکہ اسے مستقل پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ہم ایسے بیوقوف شمار ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی پاک اور طیب غذا کو چھوڑ کر اور صاف اور ٹھنڈے پانی کو چھوڑ کر غلیظ اور گندی غذا کو ترجیح دیں گے۔ اگر یہ سوچ ہو گی تو کون ہمیں عقل مند کہے گا۔ اس گندی غذا دینے والے کو کوئی ظالم اور پاگل کہنے سے پہلے ہمیں پاگل اور اپنی جان پر ظلم کرنے والا کہے گا جس نے پاک اور اچھی غذا چھوڑ کر صاف ٹھنڈا شیریں پانی چھوڑ کر گندی غذا اور گندے پانی کو ترجیح دی۔

پس آج ہمیں عقل مند اور اپنی جان پر ظلم نہ کرنے والا بننے کے لئے اپنی نمازوں اور نیکیوں کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ آج فرض نمازوں میں اضافہ کر کے اللہ تعالیٰ نے یہ بتا دیا کہ مومن کی عید یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جائے اور جوں جوں اور جس طرح مومن کو اللہ تعالیٰ کے قرب کی راہ ملتی ہے اتنی ہی اس کی عید حقیقی عید بنتی جاتی ہے۔ پس ہمیں اس حقیقی عید کے حصول کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ اگر اس اصول کو ہم سمجھ لیں تو مومن کا ہر روز ہی روز عید بن سکتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ اگر تم چاہو تو ہر روز ہی عید کر لو اور ایک مومن کی حقیقی عید تو جنّت کا ملنا ہے۔ صرف سال کی دو عیدیں تو مومن کے لئے خوشی کا ذریعہ نہیں ہیں کہ سال میں دو عیدیں منا لیں اور بس بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کو خوش کر کے دائمی عید چاہتا ہے اور دائمی عید یہی ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتیں مل جائیں اور جنت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس دنیا سے شروع ہو جاتی ہے۔ (ماخوذ از الفضل مورخہ 22 اگست 1955ء جلد 3 نمبر 36 صفحہ 5-6)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ''یاد رکھو جو خدا تعالیٰ کی طرف صدق اور اخلاص سے قدم اٹھاتے ہیں وہ کبھی ضائع نہیں کئے جاتے۔ ان کو دونو جہان کی نعمتیں دی جاتی ہیں۔

جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ۔ (الرحمٰن: 47) (یعنی اور جو شخص اپنے ربّ کی شان سے ڈرتا ہے اس کے لئے دو جنّتیں مقرر ہیں دنیوی بھی اور اخروی بھی) آپ فرماتے ہیں ''اور یہ اس واسطے فرمایا کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ میری طرف آنے والے دنیا کھو بیٹھتے ہیں۔ بلکہ ان کے لئے دو بہشت ہیں۔ ایک بہشت تو اس دنیا میں اور ایک جو آگے ہوگا''۔

(ملفوظات جلد دہم صفحہ 78۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ ہے ایک حقیقی مومن کا مقام کہ اللہ تعالیٰ اسے نوازتا ہے جو اس کی رضا کی عید تلاش کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ بھی کر دیتی ہے۔ جس سے خدا خوش ہوگیا اس کے تمام رنج اور غم دور ہو جاتے ہیں۔ ہمیں عیدوں پر اپنی سوچوں اور اپنے عملوں کے یہ طریق اپنانے کی کوشش کرنی چاہئے جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے طریق ہیں اور ایک مومن کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی عید کا دن نہیں ہو سکتا جب خدا اس سے راضی ہو جائے۔ (ماخوذ از الفضل مورخہ 22 اگست 1955ء جلد 3 نمبر 36 صفحہ 6)

آنحضرت ﷺ کی قوت قدسی نے صحابہ میں بھی ایسا رنگ بھر دیا تھا کہ ان کی خوشی اللہ تعالیٰ کی رضا میں تھی۔ ان کو ذہنی سکون اللہ تعالیٰ کی رضا میں ملتا تھا۔ ان باندھ لیتا تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اس بھوک کی حالت میں ایسی جگہ بیٹھ گیا جہاں سے لوگ گزرتے تھے۔ میرے پاس سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ گزرے۔ مَیں نے ان سے ایک آیت کا مطلب پوچھا۔ میری غرض یہ تھی کہ وہ مجھے کھانا کھلائیں۔ براہِ راست سوال صحابہ نہیں کیا کرتے تھے ان میں غیرت تھی لیکن جب میں نے آیت کا مطلب پوچھا اور غرض تو کھانا کھانے کی تھی کہ سمجھ جائیں گے لیکن وہ آیت کا مطلب بیان کر کے چلے گئے۔ پھر حضرت عمر کا وہاں سے گزر ہوا۔ میں نے ان سے بھی آیت کا مطلب پوچھا۔ غرض یہی تھی کہ وہ کھانا کھلائیں۔ وہ بھی آیت کا

دائمی عید یہی ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتیں مل جائیں

کی طرف سے دنیاوی لحاظ سے بھی نوازا جاتا ہے اور روحانی لحاظ سے بھی اور جس کو اللہ تعالیٰ اس طرح نواز رہا ہے اس کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا عید ہو سکتی ہے؟ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ بڑی خوبصورت مثال بیان کی ہے کہ جس طرح دنیاوی گورنمنٹیں نمائشیں کرتی ہیں جن سے غرض یہ ہوتی ہے کہ لوگوں کو مختلف قسم کے مال اسباب دکھائے جائیں اور ان سے فائدہ اٹھانے کی تحریک کی جائے تو عیدیں تو اصل میں آسمانی بادشاہت کی نمائشیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ بتایا کہ اگر تم چاہو تو ہر روز عید کر لو اور جیسا کہ آیت وَلِمَنْ

کی عیدیں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے میں تھیں۔ بظاہر ان کے ایسے حالات تھے کہ انتہائی غربت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ ان میں سے بہت سے بلکہ اکثریت ایسوں کی تھی جنہیں دو وقت کا کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا تھا۔ آج کل ہم گندم کا آٹا کھاتے ہیں بڑا باریک پسا ہوا آٹا کھاتے ہیں۔ نرم گرم اور قسم ہا قسم کی غذائیں کھاتے ہیں اور عیدوں پر غیر معمولی کھانے کے انتظام بھی ہم کرتے ہیں۔ لیکن صحابہ کو اس ابتدائی زمانے میں جَو کا آٹا کھانے کو ملتا تھا۔ آج کل شاید وہ کبھی کوئی کھانا پسند بھی نہ کرے اور وہ بھی چھنا ہوا نہیں ہوتا تھا۔ ایک صحابی نے اس آٹے کی حالت یوں ایک

مطلب بتا کر چلے گئے۔ میں دل میں بڑا پیچ و تاب کھاتا تھا کہ بھلا مجھے نہیں پتا کہ اس آیت کا کیا مطلب ہے، یہ مجھے سمجھا رہے ہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ میرے پاس سے گزرے۔ میری حالت دیکھی اور میری کیفیت کو بھانپ لیا۔ آپ مسکرائے۔ آپ نے فرمایا ابوہریرہ میرے ساتھ آؤ۔ آپ اپنے گھر پہنچے اور اندر جانے لگے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے بھی اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آپ کی اجازت سے اندر گیا۔ وہاں دودھ کا ایک پیالہ پڑا ہوا تھا۔ آپ نے گھر والوں سے پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ پتا چلا کہ فلاں عورت نے تحفہ

جو شخص اپنے ربّ کی شان سے ڈرتا ہے اس کے لئے دو جنّتیں مقرر ہیں دنیوی بھی اور اخروی بھی

خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ۔ سے پتا چلتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ اس دنیا کی جنت حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر کے ہر روز ہی عید منا سکتے ہو۔

پس عیدیں اس بات کا نمونہ ہے کہ ایک مومن خدا تعالیٰ کے قرب کے راستے تلاش کرے اور جب خدا تعالیٰ کے قرب کے راستے مل گئے اور خدا تعالیٰ راضی ہو گیا تو پھر اس سے بڑھ کر خوشی کی کیا بات ہو سکتی ہے اور یہ ایک ایسی خوشی ہے جو مکمل طور پر تسکین کا سامان کرنے والی خوشی ہے جو اس دنیا کو بھی جنّت بنا دیتی ہے اور اگلے جہان کی جنت کے سامان

سوال پوچھنے والے کے جواب میں بیان فرمائی جس نے پوچھا تھا کہ چھلنی کا رواج اس وقت تھا کہ آپ لوگ آٹا چھان کے کھاتے تھے؟ تو اس نے جواب دیا کہ پتھر پر جَو رکھ کر کوٹ لیا کرتے تھے اور پھونک مار کر پھر اسے صاف کرتے تھے موٹا موٹا اور باریک کو علیحدہ کر دیتے تھے اور جو باریک آٹا ہوتا تھا اس آٹے کی روٹی پکا لیتے تھے وہ بھی مشکل سے حلق سے گزرتی تھی۔ (بخاری کتاب الاطعمۃ باب ما کان النبیؐ واصحابہ یاکلون حدیث 5413)

حضرت ابوہریرہؓ نے اپنی بھوک کا قصہ یوں بیان فرمایا ہے کہ میں بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر

بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا ابوہریرہ صُفہ کے رہنے والے جتنے لوگ ہیں ان کو بلا لو۔ وہاں جو بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات اچھی نہ لگی کیونکہ بھوک سے میرا بڑا برا حال تھا اور میں نے سوچا کہ یہ پیالہ مجھے ہی مل جائے تو بہتر ہے۔ لیکن بہرحال تعمیل ارشاد میں گیا۔ حکم تھا سب کو بلا لایا۔ پھر میں نے سمجھا کہ اب آپ یہ دودھ کا پیالہ سب سے پہلے مجھے پینے کے لئے دیں گے اور میں اچھی طرح پی لوں گا۔ لیکن آپ ﷺ نے پہلے کسی اور شخص کو دیا۔ پھر دوسرے کو دیا۔ پھر تیسرے کو دیا۔ کہتے ہیں مَیں نے سمجھا کہ اب دودھ مجھے نہیں ملتا یہ

تو ختم ہو جائے گا حتٰی کہ وہ جتنے آدمی تھے، سات آٹھ جو بھی تھے سب نے پیا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا کہ ابوہریرہ لو پیو۔ مَیں نے پیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اور پیو۔ میں نے پھر پیا اور سیر ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اور پیو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ اب تو بالکل گنجائش نہیں رہی۔ اس وقت آپ ﷺ نے وہ پیالہ لیا اور وہ بچا ہوا دودھ خود پی لیا۔ (بخاری کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبیؐ واصحابہ ... الخ حدیث 6452)

تو یہ حالت تھی ان لوگوں کی غربت کی۔ لیکن دل صرف خداتعالیٰ کی رضا کے طلبگار تھے۔ جنگوں میں کر لینا، بناوٹی باتیں کر کے عیدیں منا لینا، حقیقی عید نہیں ہے۔ حقیقی عید تو وہ ہے کہ ہم اپنے خدا کو راضی کر لیں۔ جب وہ ہمارا نگہبان ہو جائے، جب ہم اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے والے بن جائیں جو ہمارے ذمّہ ہیں۔ جب ہم اس کے حکموں پر چلتے ہوئے ایک دوسرے کے حق ادا کرنے والے بن جائیں۔ جب ہم ایک دوسرے کے لئے قربانیاں کرنے والے بن جائیں، صرف خود غرضی ہمارا مقصد نہ ہو۔ جب ہم یتیموں اور غریبوں، ضرورت مندوں کا درد اپنے دل میں محسوس کرتے ہوئے ان کی مدد کرنے والے بن جائیں۔ اب یتیموں

آپ نے فرمایا کہ ''دنیا کے لوگوں کی عادت ہے کہ کوئی ذرا سی تکلیف ہو تو لمبی چوڑی دعائیں مانگنے لگتے ہیں اور آرام کے وقت خداتعالیٰ کو بھول جاتے ہیں''۔

پس ہمیں جن کو سہولیات ہیں، جن کو آرام ہے ان کو ہمیشہ اس آرام اور سہولت کی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تبھی ہم عیدوں کو دائمی کر سکتے ہیں۔

فرمایا کہ ''جو خداتعالیٰ سے ڈرتا ہے اس کے لئے دو جنّت ہوتے ہیں۔ خداتعالیٰ کی رضا کے ساتھ جو متفق ہو جاتا ہے خداتعالیٰ اس کو محفوظ رکھتا ہے''۔ اللہ تعالیٰ اس کی

عیدیں تو اصل میں آسمانی بادشاہت کی نمائشیں ہیں

بھی صحابہ خشک کھجوریں کھا کر اور چند گھونٹ پانی پی کر سارا سارا دن جنگ لڑتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ فتوحات دکھائیں، ان کو ایسے عید کے دن دکھائے کہ نہ کسی نے دنیا میں دیکھے اور نہ دیکھ سکتا ہے۔ بڑے بڑے بادشاہ اُن کے زیرنگیں ہو گئے۔ یہی ابوہریرہ تھے جب ان کو کسریٰ کے شاہی لباس میں سے ایک رومال حصہ میں ملا تو انہوں نے اس میں تھوکا اور کہا کہ واہ ابوہریرہ! ایک وقت تھا جب تُو بھوک سے نڈھال ہو جایا کرتا تھا اور بعض دفعہ بیہوش ہو کر گر پڑتا تھا اور آج یہ حالت ہے کہ کسریٰ کے رومال میں تُو تھوکتا ہے۔

کے لئے بھی جماعت میں فنڈ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگ عطیہ دیتے ہیں۔ بیرونی دنیا کے لوگوں کو پھر میں کہتا ہوں اس میں حصہ لینا چاہئے۔ یہ سب کام ہم نے کس لئے کرنا ہے؟ اس لئے کہ اس سے ہمارا خدا راضی ہوتا ہے۔ یہی چیز ہم میں اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا کرنے آئے ہیں۔ آپ نے ایک جگہ فرمایا کہ ''خداتعالیٰ نے اس وقت ایک صادق کو بھیج کر چاہا کہ ایسی جماعت تیار کرے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے''۔ (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 60۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) پھر آپ نے فرمایا ''اصل مقصد

حفاظت بھی کرتا ہے ''اور اس کو حیات طیّبہ حاصل ہوتی ہے۔ اس کی سب مرادیں پوری کی جاتی ہیں۔ مگر یہ بات ایمان کے بعد حاصل ہوتی ہے''۔ (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 185-186۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر فرمایا کہ ''خداتعالیٰ کی دوستی تو وہ ہے کہ دنیاداروں میں اس کی کوئی نظیر ہی نہیں۔ دنیاداروں کی دوستی میں تو عذر بھی ہے۔ تھوڑی سی رنجش کے ساتھ دنیادار دوستی توڑنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ مگر خداتعالیٰ کے تعلقات پکے ہیں۔ جو شخص خداتعالیٰ کے ساتھ دوستی کرتا ہے خداتعالیٰ اس پر برکات نازل کرتا ہے۔ اس کے گھر

مومن کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی عید کا دن نہیں ہو سکتا جب خدا اس سے راضی ہو جائے

(بخاری کتاب الاعتصام باب ما ذکر النبی وحض علی اتفاق اھل العلم حدیث 7324) وہ غربت میں بھی دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے تھے۔ بھوک اور اس کی وجہ سے بیہوشی تک کی کیفیت انہوں نے گوارا کی لیکن آنحضرت ﷺ کا دَر چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا مقدم تھی کہ دلوں کی تسکین اس سے ہوتی ہے اور یہی دلوں کی خوشی ان کے لئے عید بن جاتی تھی۔ ہر روز انہیں عیدوں کی خوشخبریاں دیتا ہوا طلوع ہوتا تھا اور یہ دکھاتا تھا کہ اب کس طرح تمہارے لئے عید آ رہی ہے۔ پس عید دل کی خوشی ہوتی ہے۔ صرف نرم عمدہ غذا کھا لینا، شور شرابا

اللہ تعالیٰ کا تو یہ ہے کہ ایک پاک دل جماعت مثل صحابہؓ کے بن جاوے''۔ (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 184۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ فرماتے ہیں ''یاد رکھو کہ یہ جماعت اس بات کے واسطے نہیں کہ دولت اور دنیاداری ترقی کرے اور زندگی آرام سے گزرے۔ ایسے شخص سے تو خداتعالیٰ بے زار ہے۔ چاہئے کہ صحابہ کی زندگی کو دیکھو''۔

فرمایا ''انسان کو چاہئے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کی زندگی کا ہر روز مطالعہ کرتا رہے''۔ دیکھتا رہے۔

میں برکت دیتا ہے۔ اس کے کپڑوں میں برکت دیتا ہے۔ اس کے پس خوردہ میں برکت دیتا ہے''۔ (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 187۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ وہ معیار ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں کہ ہم حاصل کریں۔ صرف عارضی خوشیوں سے ہی خوش نہ ہو جائیں۔ عارضی عیدوں سے ہی خوش نہ ہو جائیں بلکہ مستقل خوشی اور مستقل عید کی تلاش کریں۔ اپنے خدا سے وہ تعلق پیدا کرنے والے ہوں جو کبھی ٹوٹنے والا نہ ہو۔ رمضان کی برکات کو جاری رکھنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا ہر چیز پر مقدم ہو۔ وہ سچی عید

حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں جو سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کی رضا کی طرف توجہ دلانے والی ہو۔ جیسا کہ ابھی ذکر ہوا کہ یہ عیدیں تو نمائش کے طور پر ہیں جو اس مال سے فائدہ اٹھانے کی تحریک کرتی ہیں جو نمائش میں دکھایا گیا۔

خدا کرے کہ ہم نے رمضان کے دنوں میں جو برکات حاصل کی ہیں یا کرنے کی کوشش کی ہے وہ ہمارے اندر اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی مستقل تحریک پیدا کرنے والی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں کو دور فرما دے۔ ہماری کمزوریاں اور بیماریاں عارضی طور پر دور ہو کر ہمیں خوشی پہنچانے والی نہ ہوں بلکہ ہمیشہ کے لئے ہم صحت مند ہو جائیں۔ ہم خدا تعالیٰ کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں اور لڑائی جھگڑوں اور فسادوں کو دُور کر کے حقیقی عید منانے والے بھی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اب اس کے بعد ہم دعا کریں گے۔ دعا میں امّت مسلمہ کو خاص طور پر یاد رکھیں کہ یہ آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہونے والے ہیں۔ خاص طور پر شام، عراق، لیبیا جو ملک ہیں ان میں تو بہت زیادہ خطرناک فساد ہے۔ ان کے لوگوں کو یاد رکھیں۔ وہاں کے احمدی بھی بڑی مشکلات میں ہیں۔ بعضوں کے پاس کھانے پینے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ عیدیں کیا منائیں گے بیچارے۔ اور وہاں تک کھانے پینے کا سامان پہنچانا بھی بہت مشکل ہے۔ کچھ احمدیت کی وجہ سے وہاں اسیر بھی ہیں۔ تو ان کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ اور وہ لوگ جن کو حکم ہے کہ ایک دوسرے سے محبّت پیار اور بھائی چارے کا سلوک کرو۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ بہت سارے دنیا کے ملکوں میں مسلمان ملکوں میں خاص طور پر حکومت رعایا کا خون کر رہی ہے۔ عوام حکومتوں سے لڑائی کر رہے ہیں اور مفاد پرست اور دہشتگرد اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ان حالات میں صرف ان کے اپنے ذاتی مفادات ہیں اور نتیجۃً اسلام کا نام بدنام ہو رہا ہے۔ پس

ساقیا آمدنِ عیدمبارک بادت

لاج رکھیو مرے ٹوٹے ہوئے پیمانے کی — خیر ہو خیر ہو ساقی ترے میخانے کی
ایک دن مرجعِ عالم تری چوکھٹ ہو گی — وہی حق ہے نہ کہ بَڑ ہے کسی دیوانے کی
احمدیت ہی ہے دنیا میں حقیقی اسلام — بات یہ بھی ہے کوئی آپ کو سمجھانے کی
مال قربان کیا جان بھی حاضر ہو گی — دیر ہے مُرشدِ اسلام کے فرمانے کی
آپ بیتی مری دلچسپ ہے سن لیجئے گا — دل میں خواہش ہو کسی رات جو افسانے کی
رات دن تیرے ہی کوچہ میں پڑا رہتا ہے — زندگی ہے تو اسی میں ترے مستانے کی
لہلہاتے ہوئے کھیتوں میں ہے لاکھوں کا رزق — خاک میں رُل کے ترقی ہوئی یہ دانے کی
نہ تو مایوس ہی کرنا نہ ہی دامن بھرنا — اچھی ترکیب ہے عشاق کے تڑپانے کی
سچ ہے ایمان ہے خوف اور رِجا کے مابین — ہے یہی رَہ کسی منزل میں پہنچ جانے کی
نیکی دشمن سے بھی کر اور اسے دریا میں ڈال — عادت اچھی نہیں احسان کے جتلانے کی
باندھ کر زانوئے اُشتر ہو توکل بہ خدا — یہ ہے تدبیر کسی گتھی کے سُلجھانے کی
کوئی حاجت بھی ہو مانگ اپنے خدا سے دائم — کبھی خواہش نہ ہو مخلوق سے کچھ پانے کی
دل دکھایا کسی بیکس کا تو یہ یاد رہے — ہیچ ہے، ہیچ ستمگر، تری صدہا نیکی
دن کو روزے سے رہے رات دعا میں کاٹی — ہے خوشی سچی انہی لوگوں کو عید آنے کی

بھول جاؤ نہ سبق جو رَمضان سے سیکھا
بات اکملؔ نے کہی ہے کسی فرزانے کی

(حضرت قاضی ظہور الدین اکمل صاحبؓ، روزنامہ الفضل قادیان دارالامان 10 نومبر 1939ء)

اُمّتِ مسلمہ کے لئے بہت زیادہ دعا کرنے کی ضرورت ہے۔ جماعت احمدیہ کے ان سب لوگوں کے لئے بھی دعا کریں جو کسی بھی رنگ میں مشکلات میں گرفتار ہیں۔ جماعت کے کارکنان، خدمت گاروں، واقفینِ زندگی کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فرائض احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسے قبول بھی فرمائے اور اپنی جناب سے ہمیں جزا دے۔ اللہ تعالیٰ عمومی طور پر سب کی مشکلات دور فرمائے۔ ہر ایک کی زندگی میں آسانیاں پیدا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور اس کے ایمان و ایقان کو بڑھاتا چلا جائے تا کہ ہمیں حقیقی خوشیاں نصیب ہوں۔ پاکستان کے احمدی ہیں جو مشکلات میں گرفتار ہیں اور بعض جگہ ہندوستان میں بھی احمدیوں پر مشکلات ہیں۔ عرب ممالک اَور بھی ہیں جہاں احمدی مشکلات میں گرفتار ہیں۔ سب کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان سب کو حقیقی عید کی خوشیاں نصیب کرے۔

آپ سب کو بھی یہاں جو سامنے بیٹھے ہوئے ہیں عید مبارک ہو اور دنیا میں رہنے والے ہر احمدی کو عید مبارک۔ (خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عید

حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ

یوں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ہر روز روزِ عید تھا۔ لیکن جب میں آپ کی عید کا ذکر کرتا ہوں تو میرا مطلب اس عید کے دن کا ہے۔ جو ہم سب عرفی رنگ میں مناتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ سے ایسا مقام قرب حاصل تھا کہ ایک مرتبہ خدا تعالیٰ نے عید کی تقریب پر آپ کو مبارک باد دی اور یہ الہام ہوا۔

”ساقیا آمدنِ عید مبارک بادا[1]“

پھر ایک عید کی تقریب پر آپ کو فصیح و بلیغ عربی خطبہ پڑھنے کی بشارت دی اور اس وقت آپ پر محویت اور فنافی اللہ کا ایک ایسا مقام حاصل تھا کہ ہم جو آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے اس تقریر کو سُن رہے تھے محسوس اور یقین کرتے تھے کہ آپ کی زبان سے خدا بول رہا ہے۔

2 فروری 1900ء کو عیدالفطر کی تقریب تھی۔ حضورؑ نے یہ نمازِ عید اپنی جماعت کو لے کر قادیان کی پُرانی عید گاہ میں جو قصبہ سے مغرب کی طرف آپ کے خاندانی قبرستان کے متصل ہے، پڑھی اور نماز کے بعد آپ ہی نے خطبہ عیدالفطر پڑھا۔ اس خطبہ میں حضورؑ نے قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ کی سورۃ کی تفسیر بیان فرمائی۔ اس تقریر میں سے بعض مطالب کو پیش کرتا ہوں۔ اور یہی ایڈیٹر الحکم کی طرف سے اپنے دوستوں کو ارمغانِ عید ہے۔

مومن کی فراست سے ڈرو!

فرمایا مجھے یقین ہے کہ میری جماعت میں نفاق نہیں ہے۔ اور میرے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں ان کی فراست نے غلطی نہیں کی۔ اس لیے کہ مَیں دَرحقیقت وہی ہوں جس کے آنے پر ایمانی فراست ملتی ہے اور خدا تعالیٰ گواہ اور آگاہ ہے کہ مَیں وہی صادق اور امین اور موعود ہوں جس کا وعدہ لوگوں کو ہمارے سیّد و مولیٰ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم

1- الہام کے اصل الفاظ کے مطابق ”ساقیا آمدنِ عید مبارک بادت“ ہے۔ (تذکرہ، صفحہ 622 ایڈیشن 2008ء)

کی زبان مبارک سے دیا گیا تھا۔ مگر جنہوں نے مجھ سے تعلق پیدا نہیں کیا وہ اس نعمت سے محروم ہیں۔ فراست گویا ایک کرامت ہے۔

یہ لفظ ''فراست'' بہ فتح الفا بھی ہے اور بکسر الفا بھی۔ زبر کے ساتھ اس کے معنے ہیں گھوڑے پر چڑھنا مومن فراست کے ساتھ اپنے نفس کا چابک سوار ہوتا ہے۔ خدا کی طرف سے اسے نور ملتا ہے۔ جس سے وہ راہ پاتا ہے۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِتَّقُوْا فَرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ۔ یعنی مومن کی فراست سے ڈرو۔ کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ غرض ہماری جماعت کی فراست حقہ کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے خدا کے نور کو شناخت کیا۔

سُنو اور یاد رکھو

فرمایا سنو اور یاد رکھو۔ تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور محض خدا کے لیے رکھتے ہو۔ نیکی کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرو اور بدی کرنے والوں کو معاف کرو۔ کوئی شخص صدیق نہیں ہوسکتا۔ جب تک وہ یک رنگ نہ ہو۔ جو منافقانہ چال چلتا ہے اور دورنگی اختیار کرتا ہے۔ وہ آخر پکڑا جاتا ہے۔ مثل مشہور ہے۔ دروغ گو را حافظہ نہ باشد

مَیں نے اسی خطبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے چند جملے محض ارمغانِ عید کے طور پر نقل کر دیئے ہیں۔ اس خطبہ میں سورۃ والناس کی بے نظیر تفسیر ہے۔

ایک مرحوم دوست کا ذکر خیر عید کی تقریب پر

مکرمی شیخ رحمت اللہ مرحوم لاہور کے مشہور تاجر اور ہماری جماعت کے مخلص احباب میں سے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ وہ عید کی تقریب پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیے نیا لباس لایا کرتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسے عید کے دن پہنا کرتے تھے۔ حضورؑ کی زندگی میں ان کا یہی طرزِ عمل رہا اور آپ کے وصال کے بعد وہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے لیے اسی طریق پر عامل رہے۔

قمری مہینہ کا آغاز رؤیت ہلال سے

حضرت کریب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امّ فضل بنت حارث نے انہیں امیر معاویہؓ کے پاس شام بھیجا۔ وہ کہتے ہیں میں شام آیا اور ان کا کام مکمل کیا۔ مَیں شام میں ہی تھا کہ رمضان کا چاند طلوع ہوگیا۔ میں نے چاند جمعہ کے دن دیکھا، پھر مہینہ کے آخر میں مدینہ آ گیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے (حال احوال) پوچھا پھر نئے چاند کا ذکر کیا اور کہا کہ تم نے نیا چاند کب دیکھا؟ مَیں نے کہا ہم نے اسے جمعہ کی رات دیکھا۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا تم نے خود اسے دیکھا؟ مَیں نے کہا ہاں اور دوسرے لوگوں نے بھی اسے دیکھا اور انہوں نے روزہ رکھا اور امیر معاویہؓ نے بھی روزہ رکھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نے اسے ہفتہ کی رات دیکھا ہم روزے رکھتے رہیں گے یہاں تک کہ تیس پورے کرلیں یا ہم اسے (چاند کو) دیکھ لیں۔ مَیں نے کہا کیا آپؓ کے لیے امیر معاویہؓ کی رؤیت اور ان کا روزہ رکھنا کافی نہیں؟ تو انہوں نے کہا نہیں، ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی حکم دیا تھا۔ (یعنی ہم اپنے اُفق پر نظر آنے والے چاند کی رؤیت کا خیال رکھیں گے)

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب بیان اَنَّ لِکُلِّ بَلَدٍ رُؤْیَتَھُمْ...)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اِن ملکوں میں جو مغربی ممالک ہیں، یورپین ممالک ہیں نہ ہی حکومت کی طرف سے کسی رؤیت ہلال کا انتظام ہے اور نہ ہی اس کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اس لئے ہم چاند نظر آنے کے واضح امکان کو سامنے رکھتے ہوئے روزے شروع کرتے ہیں اور عید کرتے ہیں۔ ہاں اگر ہمارا اندازہ غلط ہو اور چاند پہلے نظر آ جائے تو پھر عاقل بالغ گواہوں کی گواہی کے ساتھ، مومنوں کی گواہی کے ساتھ کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے پہلے بھی رمضان شروع کیا جا سکتا ہے۔ ضروری نہیں کہ جو ایک چارٹ بن گیا ہے اس کے مطابق ہی رمضان شروع ہو۔ لیکن واضح طور پر چاند نظر آنا چاہئے۔ اس کی رؤیت ضروری ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ ہم ضرور غیر احمدی مسلمانوں کے اعلان پر بغیر چاند دیکھے روزے شروع کر دیں اور عید کرلیں یہ چیز غلط ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کو اپنی ایک کتاب سرمہ چشم آریہ میں بھی بیان فرمایا۔ حساب کتاب کو یا اندازے کو ردّ نہیں فرمایا۔ یہ بھی ایک سائنسی علم ہے لیکن رؤیت کی فوقیت بیان فرمائی ہے''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 3؍ جون 2016ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 24؍ جون 2016ء صفحہ 5)

اس عہد کا ایک مخلص دوست

حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (رضی اللہ عنہ) کی خلافت کے وقت انہیں ابتلا آ گیا۔ یہ ابتلا جہاں تک مَیں سمجھتا ہوں محض بعض تعلقات کی بنا پر تھا۔ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم اور دوسرے لوگوں سے ان کے گہرے تعلقات تھے۔ باایں حضرت خلیفہ ثانی کے حضور وہ مؤدب تھے اور اگر زندگی انہیں موقعہ دیتی تو وہ خلافت کے سایہ تلے آجاتے۔ خدا کرے یہ فضل اب ان کی اولاد کو مل جاوے۔ حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز (رضی اللہ عنہ) کے عہد میں ایک نہایت ہی مخلص دوست ہیں ان کا نام نامی سیٹھ محمد غوث احمدی حیدر آبادی ہے۔ ان کو حضرت خلیفۃ المسیح اور اہل بیت مسیح موعود علیہ السلام سے بے انتہا محبت ہے۔ وہ اس محبت کے اظہار کے نہایت قیمتی نمونے اپنی زندگی میں رکھتے ہیں۔ ان کے معمول میں بھی یہ بات ہے کہ وہ ہر عید پر حضرت کے حضور لباس کا ہدیہ پیش کرتے ہیں اور یہ ان کی سعادت اور خوش بختی ہے اور یقیناً یہ لباس ان کے لیے لباس التقویٰ کا تحفہ لے کر آتا ہے۔

(الحکم قادیان 21 جنوری 1934ء جلد 37 نمبر 2 صفحہ 8)

سیرت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مکرم مولانا زین الدین حامد صاحب۔ ناظم دارالقضاء قادیان

تقریر برموقع جلسہ سالانہ قادیان 2023ء

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا۔ (الفتح:30)

اس آیت کریمہ کا ترجمہ یہ ہے: محمد رسول اللہ اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں کفار کے مقابل پر بہت سخت ہیں (اور) آپس میں بے انتہا رحم کرنے والے۔ تُو انہیں رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھے گا وہ اللہ ہی سے فضل اور رضا چاہتے ہیں۔

قارئین کرام! آنحضرت ﷺ کی قوت قدسی اور حسن تربیت کے نتیجہ میں صحابہ کرام کے اندر جو عظیم الشان روحانی اور اخلاقی، معاشرتی اور تمدّنی انقلاب رونما ہوا اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اَحْيَيْتَ اَمْوَاتَ الْقُرُوْنِ بِجَلْوَةٍ
مَاذَا يُمَاثِلُكَ بِهٰذَا الشَّانِ

یعنی تو نے صدیوں کے مردوں کو ایک ہی جلوہ سے زندہ کیا۔ کون ہے جو اس شان میں تیرا مثیل ہو سکے۔

حضرت اقدس رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کی اس رنگ میں تربیت فرمائی کہ حضور ﷺ نے ان کو آسمان روحانیت کے چمکتے دمکتے ستاروں سے تشبیہ دی۔ فرمایا:

أَصْحَابِي كَالنُّجُوْمِ بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ

یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی تم اتباع کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

صحابہ کی شان میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اِنَّ الصَّحَابَةَ كُلَّهُمْ كَذُكَاءِ
قَدْ نَوَّرُوْا وَجْهَ الْوَرٰي بِضِيَاءِ

یعنی صحابہ سب کے سب سورج کی مانند ہیں۔ انہوں نے مخلوقات کا چہرہ اپنی روشنی سے منور کر دیا۔

حضرات ان درخشندہ ستاروں میں سے ایک عظیم الشان ستارہ سیّدنا حضرت عثمان کا وجود ہے جو خلافت راشدہ کا تیسرا مظہر بن کر اسلام کی سربلندی کے لئے عظیم الشان کارہائے نمایاں سرانجام دیتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کی خاطر جامِ شہادت نوش فرما گیا۔

حضرت عثمان قریش کے قبیلہ بنو اُمیہ میں اصحاب الفیل کے واقعہ سے پانچ سال بعد سن 575 عیسوی میں مکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کپڑے کے تاجر تھے اور کافی امیر آدمی تھے۔ بچپن سے ہی آپ کی طبیعت نیکی کی طرف مائل تھی۔ آپ کی عمر اس وقت 34، 35 سال تھی جب نبی کریم ﷺ نے خدا کے حکم سے دعویٰ نبوت فرمایا۔ آپ حضرت محمد ﷺ کو ان کے بلند اخلاق کی وجہ سے بہت اچھا سمجھتے تھے۔ اور حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ حضرت عثمانؓ کے بھی دوستانہ تعلقات تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے میں سب پر سبقت لے گئے۔ ان دنوں حضرت عثمان تجارت کے سلسلہ میں شام گئے ہوئے تھے۔ واپس آئے تو حضرت ابوبکرؓ نے اپنے دیگر دوستوں کے ساتھ حضرت عثمان بن عفان کو بھی اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ چنانچہ باری باری سب نے بیعت کی۔ ان میں حضرت عثمان سب سے پہلے بیعت کرنے والے بنے۔

نبوت کے چوتھے سال کے آغاز میں آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کھلم کھلا تبلیغ کرنے کا حکم دیا اور جلد ہی مکہ کی گلی کوچوں میں اسلام کا چرچا ہونے لگا جس کے نتیجہ میں قریش مکہ نے مخالفت شروع کی اور جو لوگ مسلمان ہو چکے تھے ان کو منحرف کرنے کے لئے ظلم شروع کر دیا۔ آپ کے چچا حکم بن ابی العاص نے آپ کو خوب مارا پیٹا اور آنحضرت ﷺ کے پاس جانے سے روکنے کے لیے آپ کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں۔ آپ نے صبر و تحمّل سے کام لیا اور ان مصائب کی کچھ پرواہ نہ کی۔ چند دن بعد آپ کے چچا نے غصہ میں آکر آپ کو گھر سے نکال دیا۔

حضرت عثمانؓ بہت نیک، باعزت، خوبصورت اور شریف نوجوان تھے اور اپنے خاندان سے الگ کر دیئے گئے تھے۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے اپنی صاحبزادی رُقیہ کا نکاح حضرت عثمان سے کر دیا۔

مکہ میں دن بدن قریش کے سرداروں کے منصوبوں کی وجہ سے مسلمانوں کے لئے تکالیف کا سلسلہ بڑھ رہا تھا اور حضرت عثمان کو بھی سخت خطرہ تھا۔ ان حالات میں بعض مسلمان مردوں اور عورتوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت مل گئی ان میں حضرت عثمان اور ان کی بیوی حضرت رقیہ بھی شامل تھیں۔ جب آپؓ حبشہ ہجرت کر کے تشریف لے گئے تو آپ ہی امیر قافلہ تھے۔

حبشہ میں اپنے مختصر قیام کے دوران آپ کو تبلیغ کی بھی توفیق ملتی رہی۔ اس طرح آپ بھی ان چند خوش نصیبوں میں سے تھے جنہیں اسلام کے آغاز میں ہی بیرونِ ملک تبلیغ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

جب آنحضرت ﷺ نے ایک ایک دو دو کر کے مکہ کے مسلمانوں کو یثرب (مدینہ) ہجرت کرنے کی اجازت دیدی تب حضرت عثمانؓ بھی اپنی اہلیہ حضرت رقیہ کو ساتھ لے کر مکہ سے مدینہ ہجرت کر گئے۔ مکہ سے مدینہ ہجرت کے بعد حضرت عثمانؓ کی بیوی حضرت رقیہ انتقال کر گئیں۔ حضرت رقیہ کی وفات کے بعد آنحضرت ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت اُمّ کلثوم کا نکاح آپ سے کر دیا۔ اس طرح آنحضرت ﷺ کی دو صاحبزادیوں کے ساتھ نکاح کے نتیجہ میں آپ ذوالنورین کے لقب سے مشہور ہوگئے۔

عرب میں قدیم سے غلامی کا رواج تھا۔ اسلام نے اس کی ممانعت فرمائی اور غلام آزاد کرنے کو ایک بہت بڑی نیکی قرار دیا۔ روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے ہزاروں غلاموں کو آزاد کیا اور مدینہ کی کوئی گلی ایسی نہ تھی جہاں آپ کا خرید کردہ آزاد غلام نظر نہ آئے۔ بعد میں اس نیک کام کو جاری رکھنے کے لیے آپ نے یہ معمول بنالیا کہ ہر جمعہ کے روز ایک غلام آزاد کیا کرتے تھے۔

حضرت عثمان کو بعض غیر معمولی مالی خدمات کی سعادت ملی۔ ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانوں پر نہایت تنگی کا زمانہ تھا چنانچہ بنیادی ضرورتوں میں سے ایک پینے کا پانی تھا آنحضرت ﷺ نے ایک دن مسلمانوں میں تحریک فرمائی کہ میٹھے پانی کا کنواں جو ایک یہودی کی ملکیت تھا اسے خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا جائے چنانچہ آپ نے یہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔

حضرت محمد ﷺ حضرت عثمانؓ اور باقی صحابہ کو مدینہ آئے ہوئے چھ سال گذر چکے تھے۔ مشرکین مکہ کی طرف سے حج ان کا بند کر دیا گیا تھا۔ ان حالات میں آپ ﷺ نے ایک مبارک خواب دیکھا کہ آپؐ چودہ پندرہ سو صحابہ کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں اس خواب کے مطابق چودہ پندرہ سو صحابہ کو ساتھ لے کر آپؐ طواف کے لیے کعبہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مکہ کے قریب حدیبیہ کے مقام پر پہنچ کر آنحضرت ﷺ نے قریش کے ساتھ بات چیت کرنے کا فیصلہ کیا یہ معاہدہ صلح حدیبیہ کے نام سے تاریخ اسلام میں جانا جاتا ہے اور اس موقعہ پر آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو اسلام کا سفیر بنا کر قریش مکہ کے پاس بھیجا۔ اسلام کے سفیر کے طور پر حضرت عثمانؓ کا حدیبیہ میں خدمت سر انجام دینا آپ کی زندگی کا ایک نہایت اہم واقعہ ہے اور اپنے دُور رس نتائج کے پیش نظر ایک بہت بڑی خدمت ہے۔

صلح حدیبیہ کے دو سال بعد اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے یہ رنگ دکھایا کہ 8 ہجری میں آنحضرت ﷺ دس ہزار صحابہ کے ساتھ فاتحانہ شان سے مکہ میں داخل ہوئے۔ حضرت عثمانؓ بھی ان میں شامل تھے۔

جوں جوں اسلام پھیل رہا تھا مسلمانوں کی تعداد بڑھ رہی تھی اور مسجد نبوی نا کافی ہوگئی تھی۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اس کی توسیع کا منصوبہ بنایا اور صحابہ کو تحریک فرمائی کہ مسجد کے اردگرد کے مکانات خرید کر مسجد میں شامل کر لیے جائیں۔ حضرت عثمانؓ کو مالی وسعت حاصل تھی اور آپ کے اندر مالی قربانی کا جذبہ بہت بڑھا ہوا تھا۔ آپ نے فوراً 30-25 ہزار درہم کا انتظام کیا اور مسجد نبوی کے اردگرد کے مکانات اور زمین وغیرہ خرید کر مسجد نبوی میں شامل کر دیئے۔ آپ کی اس قربانی اور دینی خدمت کو قیامت تک آنے والی نسلیں یاد رکھیں گی۔

آنحضرت ﷺ نے غزوہ تبوک کے لئے مالی قربانی کی تحریک فرمائی حضرت عثمانؓ نے اس موقع پر ایک ہزار اونٹ جن میں سے سو اناج سے لدے ہوئے تھے، سو یا پچاس گھوڑے اور دس ہزار دینار نقد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کئے اور فوج کے ایک تہائی کے لیے ہر قسم کی ضروریات پیش فرمائیں۔ آنحضرت ﷺ حضرت عثمان کی اس غیر معمولی قربانی سے بہت خوش ہوئے۔ حضرت عثمانؓ خود بھی اس غزوہ میں شامل ہوئے۔

حضرت عثمانؓ کو جو خدمات اسلام کے لیے سر انجام دینے کی سعادت نصیب ہوئی ان میں سے ایک نمایاں خدمت قرآن کریم کی کتابت ہے۔ آپ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں کاتب وحی کا کام کیا کرتے تھے حضرت عثمان کو کتابت وحی اور آنحضرت ﷺ کی ہدایت کے مطابق آیات اور سورتوں کی ترتیب کا کام کرنے کی خدمت بھی نصیب ہوئی اور یہ سلسلہ سارے قرآن کریم کے نزول اور آخری ترتیب تک جاری رہا۔

حضرت عثمانؓ کو حضرت ابو بکرؓ کے دور خلافت میں آپ کا دست و بازو بن کر خدمات کی توفیق ملتی رہی۔ حضرت ابو بکر کے امور خلافت میں آپ نہایت قیمتی مشورے دیا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی بنے اور آپؓ نے جب استحکام سلطنت کے لیے مختلف محکمے بنائے تو حضرت عثمانؓ کو صدقات کے حساب کتاب پر مامور فرمایا۔ آپؓ امین خلافت کہلاتے تھے۔

حضرت عمر فاروقؓ پر 23 ذی الحجہ 23 ہجری کو قاتلانہ حملہ ہوا۔ حضرت عمرؓ نے خلافت کے انتخاب کے لیے ایک کمیٹی مقرر کر دی تھی۔ اس میں سرفہرست حضرت عثمان بن عفانؓ کا نام بھی تھا۔

حملہ کے چار دن بعد حضرت عمرؓ کی وفات 27 ذی الحجہ 23 ہجری کو ہوئی اور اس کے تین دن بعد حضرت عثمانؓ کو کثرت رائے سے خلیفہ ثالث منتخب کیا گیا۔

حضرت عمرؓ جو نظام حکومت چھوڑ گئے تھے اسی کو آپؓ نے جاری رکھا اور کوئی خاص تبدیلی نہ فرمائی۔

البتہ بعد میں ضرورت کے مطابق آپؓ نے بعض گورنر تبدیل فرمائے۔ آپؓ نے سارے عالم اسلام میں جمعہ کی نماز کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ دلائی اور نماز جمعہ سے پہلے دوسری اذان کی ابتداء آپؓ ہی نے فرمائی۔

باقی صفحہ 21 پر

تعارف کتب

مرتبہ: محمد انیس دیالگڑھی

روئداد جلسہ دعا

2 فروری 1900ء کو حضرت مسیح موعودؑ نے خطبہ عیدالفطر ارشاد فرمایا جو بعد میں ''روئداد جلسہ دعا'' کے نام سے شائع ہوا۔ اس میں انگریز حکومت سے قبل کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

ہم پر سکھوں کا ایک زمانہ گذرا ہے اس وقت مسلمانوں پر جس قدر آفتیں حائل تھیں وہ پوشیدہ نہیں ہیں اُن کی یاد سے بدن پر لرزہ پڑتا ہے اور دل کانپ اٹھتا ہے۔ اُس وقت مسلمانوں کو عبادات اور فرائض مذہبی کی بجاآوری سے جن کا بجالانا ان کو جان سے عزیز تر ہے روکا گیا تھا۔ بانگِ نماز جو نماز کا مقدمہ ہے اس کو باآواز بلند پکارنے سے منع کیا گیا تھا۔ اگر کبھی مؤذّن کے منہ سے سہواً اللہ اکبر باآواز بلند نکل جاتا تو اُس کو مار ڈالا جاتا تھا اِسی طرح پر مسلمانوں کے حلال وحرام کے معاملہ میں بیجا تصرّف کیا گیا تھا۔ ایک گائے کے مقدّمہ میں ایک دفعہ پانچ ہزار غریب مسلمان قتل کئے گئے۔ بٹالہ کا واقعہ ہے کہ ایک سیّد وہیں کا رہنے والا باہر سے دروازہ پر آیا وہاں گائیوں کا ہجوم تھا اس نے تلوار کی نوک سے ذرہ ہٹایا ایک گائے کے چمڑے کو اتفاق سے خفیف سی خراش پہنچ گئی اس بیچارہ کو پکڑ لیا گیا اور اِس امر پر زور دیا گیا کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ آخر بڑی سفارشوں کے بعد جان سے بچ گیا لیکن اُس کا ہاتھ ضرور کاٹا گیا۔ مگر اب دیکھو کہ ہر قوم ومذہب کے لوگوں کو کیسی آزادی ہے۔

(روئیداد جلسہ دعا۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 605)

پھر انگریزی گورنمنٹ کے امن اور آزادی کے دور کا ذکر کرتے ہوئے اس خطبہ میں بیان فرماتے ہیں:

یہ اَمن کی شرط انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اس کا انحصار علی الخصوص سلطنت پر رکھا گیا ہے۔ جس قدر سلطنت نیک نیّت اور اس کا دل کھوٹ سے پاک ہوگا اسی قدر یہ شرط زیادہ صفائی سے پوری ہوگی اب اس زمانہ میں امن کی شرط اعلیٰ درجہ پر پوری ہو رہی ہے۔ مَیں خوب یقین رکھتا ہوں کہ سکھوں کے زمانہ کے دن انگریزوں کے زمانہ کی راتوں سے بھی کم درجہ پر تھے یہاں سے قریب ہی 'بوٹر' ایک گاؤں ہے وہاں اگر یہاں سے کوئی عورت جایا کرتی تھی تو رو رو کر جایا کرتی تھی کہ خدا جانے پھر واپس آنا ہوگا یا نہیں۔ اب یہ حالت ہوگئی ہے کہ انسان زمین کی انتہا تک چلا جائے اس کو کسی قسم کا خطرہ نہیں سفر کے وسائل ایسے آسان کر دیئے گئے ہیں کہ ہر ایک قسم کا آرام حاصل ہے گویا گھر کی طرح ریل میں بیٹھا ہوا یا سویا ہوا جہاں چاہے چلا جائے۔ مال وجان کی حفاظت کے لئے پولیس کا وسیع صیغہ موجود ہے۔ حقوق کی حفاظت کے لئے عدالتیں کھلی ہیں جہاں تک چاہے چارہ جوئی کرتا چلا جائے۔ یہ کس قدر احسان ہیں جو ہماری عملی آزادی کا موجب ہوئے ہیں۔ پس اگر ایسی حالت میں جبکہ جسم ورُوح پر بے انتہا احسان ہو رہے ہوں ہم میں صلح کاری اور شکر گزاری کا مادہ پیدا نہیں ہوتا تو تعجب کی بات ہے؟ جو مخلوق کا شکر نہیں کرتا وہ خداتعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔

ٹائیٹل بار اول

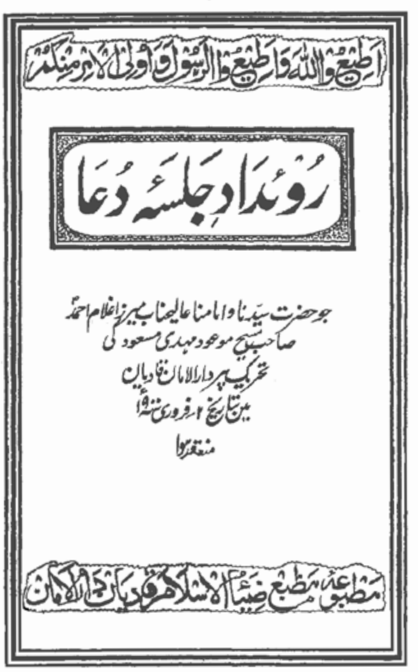

آپ نے آزادی اور اَمن کے ماحول اور حکومت کے دیگر احسانات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

یہ سب اُمور جو میں نے بیان کئے ہیں ایک نیک دل انسان کو مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ ایسے محسن کا شکر گذار ہو یہی وجہ ہے کہ ہم بار بار اپنی تصنیفات میں اور اپنی تقریروں میں گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانوں کا ذکر کرتے ہیں کیونکہ ہمارا دل واقعی اس کے احسانات کی لذّت سے بھرا ہوا ہے احسان فراموش نادان اپنی منافقانہ فطرتوں پر قیاس کر کے ہمارے اِس طریق عمل کو جو صدق واخلاص سے پیدا ہوتا ہے جھوٹی خوشامد پر حمل کرتے ہیں۔

(روئیداد جلسہ دعا۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 616،617)

جو یہ گمان رکھتا ہے کہ حضورؑ نے انگریزی حکومت کی خوشامد کے لئے یہ باتیں لکھی ہیں تو اس کو جان لینا چاہئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی ساری زندگی جھوٹے خداؤں کو مارنے میں صرف ہوئی اور خصوصاً عیسائیت کے عقیدے پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ اس کا زور ٹوٹ گیا۔ آپ کی بے شمار تحریریں اور مناظرے اس بات کے شاہد ہیں کہ اگر کوئی مردِ حق عیسائیت کے مقابلہ پر کھڑا ہوا تو وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ ہی تھے۔ اور اس بات کے معترف غیر از جماعت لوگ بھی ہیں بلکہ ایسے لوگ بھی جو کہ احمدیت کے مخالف تھے۔

اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ جرمنی

جامعہ احمدیہ جرمنی میں نئی کلاس کا آغاز ان شاءاللہ ماہ ستمبر 2024ء سے ہو رہا ہے۔ تمام امیدوار جو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہوں ان سے درخواست ہے کہ جامعہ احمدیہ جرمنی واقع Riedstadt کے دفتر سے داخلہ فارم حاصل کر کے اپنی درخواست صدر جماعت و لوکل امیر کی تصدیق کے ساتھ 30 مئی 2024ء تک جامعہ کے پتہ پر بھجوادیں۔ تحریری ٹیسٹ جامعہ احمدیہ میں ہو گا جو زیادہ تر نصاب وقفِ نَو اور عام دینی معلومات میں سے ہو گا تاہم اس کے علاوہ بھی سوالات پوچھے جاسکتے ہیں تحریری ٹیسٹ کے علاوہ زبانی انٹرویو ہو گا۔ انٹرویو کے بعد کامیاب قرار پانے والے طلباء ہی داخلہ کے اہل سمجھے جائیں گے۔ داخلہ کے لئے اُمیدوار کا درج ذیل شرائط کا پورا کرنا لازمی ہو گا۔

1۔ امیدوار کم از کم دس جماعتیں (Realschulabschluss) پاس کر چکا ہو تاہم Abitur کرنے والے کو ترجیح دی جائے گی۔

2۔ امیدوار کی عمر زیادہ سے زیادہ 18 سال ہو البتہ Abitur ہونے کی صورت میں عمر میں اسی لحاظ سے رعایت ہو گی۔ لیکن امیدوار کی عمر کسی صورت میں بھی 20 سال سے زائد نہ ہو۔

3۔ امیدوار کو قرآن کریم صحتِ تلفّظ کے ساتھ پڑھنا آتا ہو اور اگر کچھ حصہ کا ترجمہ بھی آتا ہو تو اُسے اضافی اہلیت کا حق دار سمجھا جائے گا۔

4۔ اُمیدوار نے وقف نو کا مکمل نصاب پڑھا ہو نیز اسلام اور احمدیت کے متعلق بنیادی معلومات رکھتا ہو، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعارف اور مطالعہ رکھتا ہو۔

5۔ جرمنی سے باہر کے ممالک کے طلباء کی تعلیمی قابلیت کا فیصلہ ملک کی تعلیمی صورت حال کے لحاظ سے انٹرویو بورڈ کرے گا۔

6۔ بیرون از جرمنی سے صرف وہی طلبہ درخواست دیں جنہیں جرمنی میں رہنے کے لئے قانونی طور پر اجازت ہو اور جامعہ احمدیہ میں داخلے اور ہوسٹل میں رہائش کے سلسلے میں ملکی قانون کے مطابق کوئی روک نہ ہو۔

7۔ کسی دوسرے ملک سے جرمنی آ کر آباد ہونے والے طلباء جو عرصہ پانچ سال یا اس سے کم عرصہ سے جرمنی میں مقیم ہیں ایسے طلباء کے لئے استثنائی طور پر بعض رعایتیں ہوسکتی ہیں لیکن اس کا فیصلہ انٹرویو بورڈ کرے گا۔

8۔ اُمیدوار کا جسمانی اور ذہنی طور پر تندرست ہونا ضروری ہے۔ درخواست کے ہمراہ اپنے تعلیمی سرٹیفکیٹ کی نقول اور اپنے ڈاکٹر سے فٹنس سرٹیفکیٹ بنوا کر ارسال کریں۔

9۔ داخلہ کی سفارش ٹیسٹ اور انٹرویو کو ملا کر رزلٹ کی بنیاد پر کی جائے گی۔

10۔ اُمیدواران سے درخواست ہے کہ ابھی سے اپنا وقت قرآن کریم کا تلفظ، ترجمہ سیکھنے اور کُتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ میں گزاریں۔ وقفِ نو کے نصاب کو دہراتے رہیں۔ نمازوں میں باقاعدگی اختیار کریں اور دُعائیں کرتے رہیں۔

11۔ داخلہ فارم کے ہمراہ دو عدد فوٹو، تعلیمی اسناد کی نقول، ڈاکٹر کا سرٹیفکیٹ، پاسپورٹ اور ویزہ کی کاپی ارسال کریں۔

یہ فارم جامعہ کی ویب سائٹ jamia.de سے بھی ڈاؤن لوڈ کئے جاسکتے ہیں۔

Tel: +49 (0) 6158 87837-0
Fax: +49 (0) 6158 87837-37

Am alten Grenzstein 4-6
64560 Riedstadt-Goddelau

(پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی)

تعلق باللہ

مکرم جمیل احمد بٹ صاحب

لفظ تعلق کے معنی لگاؤ، میلان اور محبّت کے ہیں۔ اس کا مادہ عربی زبان میں علق ہے۔ اور یہی لفظ انسانی پیدائش کے بیان میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ فرمایا:

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (علق:3)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''(اس آیت) کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ انسان کی فطرت میں اس نے اپنی محبّت کا مادہ رکھ دیا ہے''۔
(تعلق باللہ از حضرت مصلح موعودؓ انوار العلوم جلد 23 صفحہ نمبر 137)

اس طرح اللہ تعالیٰ سے تعلق کی خواہش رکھنا اور ایسا کر سکنا انسانی سرشت میں داخل ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ تعلق باللہ کے سب سے اعلیٰ مظہر آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں۔ اللہ سے محبّت کی تڑپ آپ کو بار بار زندگی کی ہلچل سے دور ایک تنگ و تاریک غار میں لے جاتی جہاں کئی کئی دن آپ تنِ تنہا قیام کر کے ہمہ وقت اللہ کی یاد میں محو رہتے۔ آپ کو وہاں تاریکی سے وحشت ہوتی نہ تنہائی سے اداسی، نہ بچھوؤں کا خوف اور نہ سانپوں کا ڈر۔ آپ کو شب و روز یوں عشقِ الٰہی میں گم دیکھنے والے آپ کے مخالف بھی پکار اٹھتے کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ یعنی محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے ربّ کا عاشق ہو گیا ہے۔

عشق الٰہی کی یہی سرشاری تھی کہ جب اہلِ مکہ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اللہ کی راہ سے روکنے کے لئے مال و دولت، حسین عورت اور سرداری کی پیش کش کی تو آپ نے ان سب کو بلا تامل ٹھکرا کر اللہ کی خاطر اپنے لئے گالیاں، کانٹے، برستے پتھر، بہتا خون اور جلاوطنی کو اختیار کر لیا۔ اسی دیوانگی عشق نے ہی آپ کو مکہ کی گلیوں میں مجنوں کہلوایا۔

نماز میں خُدا کے حضور اتنی دیر کھڑے رہتے کہ پنڈلیاں سوج جاتیں۔ سجدہ کا یہ عالم تھا کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک بار اتنا لمبا سجدہ کیا کہ مجھے شبہ ہوا کہ کہیں حضور نے اپنی جان جاں آفریں کے سپرد نہ کر دی ہو۔ بے چینی سے اٹھی، پاؤں کو ہاتھ لگایا تو تسلی ہوئی۔ خدا تعالیٰ سے راز و نیاز کرنا آپ کو اتنا عزیز تھا کہ کئی یخ بستہ اور تاریک راتوں میں آپ حضرت عائشہؓ کا بستر چھوڑ کر نماز میں مصروف ہو جاتے۔ ایک بار ام المومنین حضرت عائشہؓ آپ کو بستر پر نہ پا کر تلاش کے لئے نکلیں تو آپ کو اس حالت میں سجدہ میں پایا کہ سینہ ہنڈیا کی طرح ابل رہا تھا اور زبان پر بہ تکرار یہ اظہار عشق تھا:

سَجَدَ لَكَ سَوَادِي وَ خَيَالِي (مجمع الزوائد ھیثمی جلد 2)

ترجمہ: (اے اللہ) تیرے حضور سجدہ کرتے ہیں میرے جسم و جان۔

یہ شوقِ عبادت ہی تھا کہ وفات سے کچھ پہلے شدّتِ بیماری میں نماز کے لئے اس حال میں چلے کہ آپ

کے ہاتھ دو صحابہؓ کے کندھوں پر تھے اور پاؤں زمین پر گھسٹتے جاتے تھے۔ (بخاری کتاب الاذان)

عبادتِ الٰہی میں مشقت کو بھی آپ شکر گزاری کا تقاضا جانتے۔ چنانچہ جب ایک بار ام المومنین حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ آپ کو اللہ نے بخش دیا ہے تو پھر کیوں آپ عبادت میں اتنی تکلیف اٹھاتے ہیں تو فرمایا:

’کیا میں اپنے ربّ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں‘؟

(بخاری کتاب التفسیر)

خدا سے اس عظیم محبّت کو دیکھنے والے بھی اسی راستے پر چلے اور خود بھی تعلق باللہ کی ڈور میں پروئے گئے اور نہ صرف باخدا ہوئے بلکہ ایسے خدانما وجود بن گئے جن کے بارے میں ایک موقع پر یہ ارشاد ہوا:

’’اللہ کے بعض بندے پراگندہ بال اور غبار آلود ہوتے ہیں۔ دروازوں پر سے ان کو دھکے دئے جاتے ہیں لیکن اگر وہ اللہ کی قسم کھالیں کہ ایسا ہو تو خدا تعالیٰ ویسا ہی کر دیتا ہے‘‘۔ (ریاض الصالحین کتاب المقدمات)

یہ خدا سے عشق ہی تھا کہ حضرت بلالؓ مظالم سہنے کے بعد بھی کہتے احد، احد کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ ایک ہے۔ یہ عشق ہی تھا جس نے اپنی شہ رگ سے اُبلتے ہوئے خون کو دیکھ کر حضرت حرام بن ملحانؓ سے یہ نعرۂ مستانہ لگوایا: فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَۃِ (بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع) کہ ربِّ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

پھر اس زمانہ میں آنحضرت ﷺ کے غلام صادق حضرت مسیح موعودؑ نے ایک بار پھر اس تعلق باللہ کا سبق دہرایا۔ خدا سے محبت آپ کی زندگی تھی جیسا کہ فرمایا:

؎ مرا باعشق او وقتے ست معمور
چہ خوش وقتے چہ خرّم روزگارے

ترجمہ: میرا وقت اسی کے عشق سے بھرپور ہے واہ کیا اچھا وقت ہے اور کیا عمدہ زمانہ ہے۔

(درّثمین فارسی صفحہ 812، مطبوعہ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی، لاہور)

محبّتِ الٰہی کی تڑپ ہمیشہ آپ کے دل میں رہی اور اسی طلب میں آپ مسیحؑ کہلائے، 8، 9 ماہ کے مسلسل روزہ دار ہوئے اور تنہائی میں ہفتوں چلہ کشی کی۔ آپ خدا سے خود اسی کے یوں طلب گار ہوئے:

؎ و آنچہ می خواہم از تو نیز توئی

(براہین احمدیہ حصہ اوّل روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 16 2008ء)

ترجمہ: اور جو چیز مَیں تجھ سے چاہتا ہوں وہ بھی تو ہی ہے۔ (درّثمین فارسی صفحہ 12، مطبوعہ شیخ محمد اسماعیل پانی پتی، لاہور)

1885ء میں آپ نے اپنے ایک عازمِ حج دوست کو دعا لکھ کر دی کہ وہ بیت اللہ کی زیارت پر خدا کے حضور ان الفاظ میں گزارش کر دیں کہ

’’اے ارحم الراحمین ...... میری زندگی اور میری موت اور میری ہر ایک قوت اور جو مجھے حاصل ہے اپنی ہی راہ میں کر اور اپنی ہی محبّت میں مجھے زندہ رکھ اور اپنی ہی محبّت میں مجھے مار اور اپنے ہی کامل متبعین میں مجھے اُٹھا‘‘۔ (مکتوباتِ احمد اوّل مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی جلد سوم صفحہ نمبر 28 شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

اور خود بھی یوں دعا گو رہے۔

اے میرے ربّ! تو اپنے فضل سے ... مجھے (اپنی) محبّت میں محو کر دے اور ایسی محبّت دے کہ میرے بعد کوئی اس سے بڑھ نہ سکے۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 5 ایڈیشن 2008ء۔ عربی سے ترجمہ از حضرت مرزا عبدالحق روح العرفان صفحہ 116 مطبوعہ 1981ء)

آپ کی یہ دعائیں قبول ہوئیں اور آپ کو محبتِ الٰہی کا ایک عظیم خزانہ عطا ہوا۔ آپ نے اللہ سے اپنی اس والہانہ محبّت کا بار بار اظہار کیا چنانچہ فرمایا:

’’مَیں تجھے پہچانتا ہوں کہ تو ہی میرا خدا ہے۔ اس لئے میری روح تیرے نام سے ایسی اُچھلتی ہے جیسا کہ شیر خوار بچہ ماں کے دیکھنے سے‘‘۔

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد صفحہ نمبر 15 ایڈیشن 2008ء)

’’دیکھ میری روح نہایت توکل کے ساتھ تیری طرف ایسی پرواز کر رہی ہے جیسا کہ پرندہ اپنے آشیانہ کی طرف آتا ہے‘‘۔

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ نمبر، ایڈیشن 2008ء)

خدا سے محبّت کا اظہار اس طرح بھی کیا۔

؎ چاند کو کل دیکھ کر مَیں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشان اس میں جمالِ یار کا

(سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 52، ایڈیشن 2008ء)

خدا پر اپنے غیر متزلزل یقین کا یوں اظہار فرمایا:

’’اگرچہ جو لوگ دل کے پاک ہیں مرنے کے بعد خدا کو دیکھیں گے لیکن مجھے اسی کے منہ کی قسم ہے کہ مَیں اب بھی اس کو دیکھ رہا ہوں‘‘۔

(اربعین روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 399 ایڈیشن 2008ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں توکل کا ایک خوبصورت اظہار آپ کے یہ الفاظ ہیں:

’’جب مَیں اپنی صندوقچی کو خالی دیکھتا ہوں تو مجھے خدا کے فضل پر یقین واثق ہوتا ہے کہ اب یہ بھرے گی اور ایسا ہی ہوتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ نمبر 216 مطبوعہ نظارت اشاعت ربوہ)

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی حیران کن قوتِ قدسیہ سے خود پر ایمان لانے والوں میں بھی وہ مضبوط ایمان پیدا کیا کہ گویا انہوں نے خدا کو دیکھ لیا۔ یہ ہزارہا لوگ خدا سے زندہ تعلق رکھنے والے بن گئے اور مکالمہ الٰہیہ اور رؤیا و کشوف ان کے لئے معمول کی ایک بات ہو گئے۔ گلیوں اور بازاروں میں چلتے پھرتے بظاہر عام سے نظر آنے والے یہ لوگ تعلق باللہ میں ایسے پہنچے ہوئے تھے کہ گویا فرشتے۔ ان کے دل کی خواہش بھی بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوتی۔ وہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو ساتھ ہی قبولیت کی خبر بھی پا لیتے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی یہ قوتِ قدسیہ آپ کے بعد کی اس دوسری صدی میں بھی کارفرما ہے۔ ہر روز ہم ایسے واقعات سنتے ہیں کہ کس طرح ملک ملک لوگ خدا سے ہدایت پا کر جماعت میں داخل ہوتے ہیں اور پھر قوتِ ایمانی میں ترقی کر کے رؤیا کشوف اور قبولیت دعا کا انعام پاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نہ صرف خود محبّتِ الٰہی میں سرشار تھے بلکہ اسی محبّت کو عام کرنے کو آپ نے اپنی ماموریت کی ایک غرض بھی قرار دیا جیسا کہ فرمایا:

’’وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبّت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں‘‘۔

(لیکچر لاہور روحانی خزائن جلد 20 صفحہ نمبر 180 مطبوعہ 2008ء)

نیز فرمایا:

؎ کوئی رہ نزدیک تر راہِ محبّت سے نہیں

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ نمبر 141 ایڈیشن 2008ء)

آپ ہمیشہ اس امر کے لئے کوشاں رہے کہ سب محبت کی اس راہ کو اپنائیں۔ افرادِ جماعت کو حصولِ محبتِ الٰہی کی طرف متوجہ کرنے کے لئے آپ نے بار بار قلم اٹھایا جن میں سے چند پُر اثر الفاظ یہ ہیں:

’’یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو...... مَیں کیا کروں اور کس طرح اس خوش خبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دَف سے مَیں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں‘‘۔

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ نمبر 22،21 مطبوعہ 2008ء)

’’وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پوری طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو مَیں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے‘‘۔

(الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ نمبر 308 ایڈیشن 2008ء)

اللہ سے محبت کے اس تعلق کو بڑھانے کے چند ممکنہ ذرائع پنج وقتہ نمازیں، نوافل، مجاہدات، صحبت صالحین، استقامت دکھانا ہیں۔ اسی طرح یہ یقین رکھنا کہ تعلق باللہ میں بڑھنا ایک ممکن بات ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (عنکبوت: 29: 70)

اور وہ لوگ جو ہمارے بارہ میں کوشش کرتے ہیں ہم انہیں ضرور اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیں گے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ نمبر 419 ایڈیشن 2008ء)

آنحضرت ﷺ نے اس کی خبر ان الفاظ میں دی ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ... جس وقت بندہ مجھے یاد کرتا ہے مَیں اس کے ساتھ ہوتا ہوں... اگر وہ میری جانب ایک بالشت بھر آئے گا تو مَیں اُس کی طرف ایک ہاتھ جاؤں گا۔ اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ آئے گا تو مَیں اُس کی طرف دو ہاتھ جاؤں گا، اگر وہ میری طرف چل کر آئے گا تو مَیں اُس کی طرف دوڑ کر آؤں گا۔ (ترمذی ابواب الدعوات)

اور محبّت الٰہی کے حصول کے لئے دعائیں بھی سکھائی ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

i۔ اے اللہ! مجھے اپنی محبّت عطا کر اور اس کی محبّت بھی جس کی محبّت مجھے تیرے حضور فائدہ بخشے۔ اے اللہ! میری محبوب چیزیں جو تو مجھے عطا کرے ان کو اپنی محبوب چیزوں کی خاطر میرے لئے قوت کا ذریعہ بنا دے اور میری جو پیاری چیزیں تو مجھ سے علیحدہ کر دے ان کے بدلے اپنی پسندیدہ چیزیں مجھے عطا کر دے۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

ii۔ ’’اے میرے اللہ! میں تجھ سے تیری محبّت مانگتا ہوں اور ان کی محبّت جو تجھ سے محبّت کرتے ہیں۔ اور اس عمل کی محبّت جو مجھے تیری محبّت تک پہنچا دے۔ اے میرے خدا ایسا کر کہ تیری محبّت مجھے اپنی جان، اپنے مال، اپنے اہل و عیال اور ٹھنڈے میٹھے پانی سے بھی زیادہ محبوب ہو جائے‘‘۔ (ترمذی کتاب الدعوات)

حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں یہ خوش خبری بھی دی ہے:

’’تمہیں خوش خبری ہو کہ قُرب کا میدان خالی ہے ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ سے داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں‘‘۔ (الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309-308 ایڈیشن 2008ء)

انسانی زندگی کا ماحصل یہی ہے کہ دل میں موجود اللہ سے تعلق کی چنگاری کو ہوا دے کر اس درجہ کو پہنچایا جائے کہ اس کا سب کچھ اللہ کا ہو جائے اور دل سے یہ صدا بلند ہو کہ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ (انعام: 6: 163)

ترجمہ: یقیناً میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور مرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے۔

اللہ کرے کہ ہم سب تعلق باللہ میں اس درجہ کو اپنا مطمح نظر بنانے والے ہو جائیں، آمین۔

بقیہ: سیرت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ از صفحہ 16

حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں کئی نئی تعمیرات ہوئیں۔ وسیع تعمیرات کے منصوبے بنے اور رفاہ عامہ کے کام ہوئے، کئی پبلک عمارات، سڑکیں، پل، مسافر خانے اور سرائیں تعمیر ہوئیں۔ آپؓ کے عہد میں جو علاقے فتح ہوئے تھے ان میں فوجی چھاؤنیاں تعمیر کی گئیں۔ اسی طرح قومی چراگاہوں میں بھی اضافہ کیا گیا اور لوگوں کو پہلے کی نسبت زیادہ سہولتیں میسر آنے لگیں۔

حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں جہاں ملک پر ملک فتح ہوتے گئے اور فوج در فوج لوگ اسلام میں داخل ہوتے رہے وہیں مملکت اسلامیہ میں خلافت اور مرکزیت دونوں ختم کرنے کے مذموم منصوبہ کے تحت یمن کے رہنے والے ایک نہایت بد باطن یہودی عبداللہ بن سبا کی سرکردگی میں خطرناک فتنوں نے سر اٹھانا شروع کر دیا اور انہی فتنوں کا نتیجہ تھا جو آپؓ کی شہادت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔

شہادت کے وقت حضرت عثمانؓ کی عمر 82 سال تھی۔ آپؓ نہایت متقی، پرہیزگار اور متوکل انسان تھے۔ آپؓ کی ساری عمر خدمت اسلام اور عبادات بجالانے میں گزری۔ آپؓ ان خاص صحابہ میں سے تھے جن کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ بطور خاص محبت تھی۔ آنحضرت ﷺ نے کئی مرتبہ اپنی زندگی میں آپ سے راضی ہونے کا اظہار فرمایا۔ آنحضرت ﷺ کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں جس کی وجہ سے آپ کو ذوالنورین کا خطاب ملا۔

جس طرح آپ نے اسلام کی سربلندی، اشاعت قرآن اور خلافت کے قیام کے لیے اپنا مال، جان، وقت اور عزت سب کچھ قربان کر دیا۔ بڑی وفا کے ساتھ اللہ کے کاموں میں لگے رہے اور فتنوں کے وقت باوجود طاقت اور قدرت کے امن کا شہزادہ بن کر صبر کا ایسا نمونہ دکھایا کہ آنے والی نسلیں قیامت تک آپ کے پاک نمونہ سے سبق حاصل کرتی رہیں گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

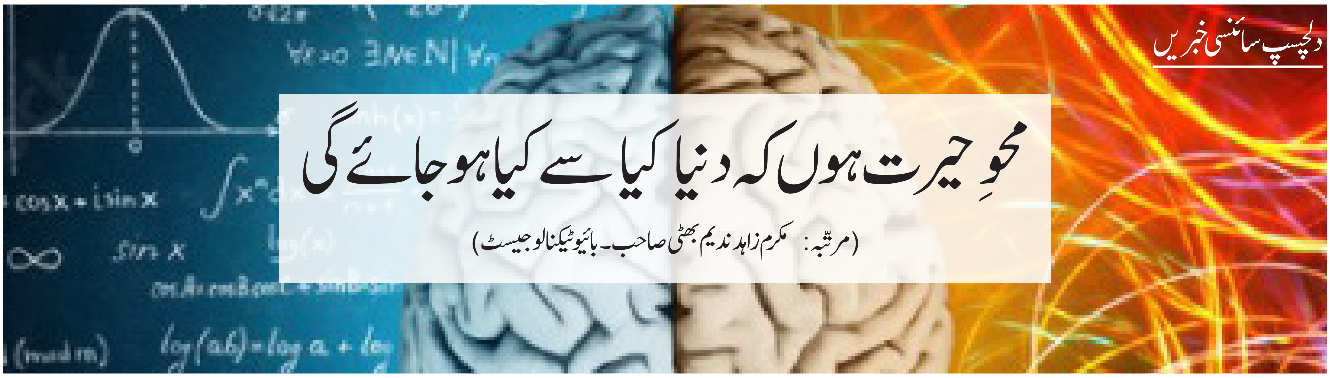

دلچسپ سائنسی خبریں

محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

(مرتبہ: مکرم زاہد ندیم بھٹی صاحب۔ بائیوٹیکنالوجیسٹ)

شہد کے غذائی اجزاء اور فوائد

خالص شہد میں امینو ایسڈ، اینٹی آکسیڈنٹس، وٹامنز، منرلز اور فرکٹوز نامی میٹھا پایا جاتا ہے۔فریکٹوز قدرتی طور پر پھلوں، سبزیوں اور ان سے تیار کردہ خالص جوس میں پایا جاتا ہے اور شہد کو چینی سے بھی زیادہ میٹھا بناتا ہے۔ لیکن یہ چینی کے مقابلے میں گلیسیمک انڈیکس پر کم ہے۔یعنی چینی کے مقابلہ میں شوگر لیول کو نسبتاً آہستگی سے بلند کرتا ہے۔

بالکل خالص شہد، جسے کسی بھی طرح سے پراسیس نہ کیا گیا ہو، میں وہ تمام غذائی اجزا پائے جاتے ہیں جو صحت کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔

شہد کو کئی سالوں سے جراثیم کش مادہ کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔خیال ہے کہ یہ زخموں کے بھرنے کے عمل کو تیز کرتا ہے۔ یہ نسبتاً کم گہرے زخموں، چھالوں اور جلنے کی صورت میں بننے والے زخموں کو بھرنے اور ان کے جسم پر سے داغ تک کو ختم کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔[1]

میٹھا کھانے کی خواہش کیوں پیدا ہوتی ہے

جب خون میں شوگر کی سطح کم ہو جاتی ہے تو آپ کے جسم میں قدرتی طور پر توانائی کے ایک فوری ذریعے کی چاہ پیدا ہونے لگتی ہے اور ایسی صورتحال میں عمومی طور پر آپ کا دل میٹھا یا کاربوہائیڈریٹس سے بھرپور غذا کھانے کو

کرسکتا ہے کیونکہ یہ دونوں اشیاء توانائی تک فوری رسائی کا ذریعہ ہوتی ہیں۔

لیکن بات صرف یہاں تک محدود نہیں۔ میٹھا کھانے سے انسانی جسم میں ڈوپامائن (ہارمون) جیسے کچھ نیورو ٹرانسمیٹرز متحرک ہو جاتے ہیں، جو کہ مزاج میں خوشی اور اطمینان پیدا کرتے ہیں۔ یہ وہی ہارمون ہے جو ایک نشہ کے عادی انسان کو نشہ ملنے پر خارج ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان میٹھا کھانے کی بار بار خواہش کرتا ہے اور کھاکر ایک اطمینان محسوس کرتا ہے۔[2]

خراب یا غیر معیاری چارجرز کے نقصانات

ہم میں سے بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ موبائل فون کے چارجر کی تار اگر ایک کنارے سے ٹوٹی ہوئی ہو تو اسے مرمت یا ٹھیک کر کے استعمال کرنا معمولی سی بات ہے۔ مگر بعض اوقات یہ 'معمولی' سی بات غیر متوقع طور پر حادثات کا باعث بھی بن سکتی ہے۔ بہت سے لوگوں کو معلوم نہیں ہوتا کہ ٹوٹی ہوئی یا مرمت شدہ کیبل ہمارے فون یا ہمیں کس حد تک نقصان پہنچا سکتی ہیں۔

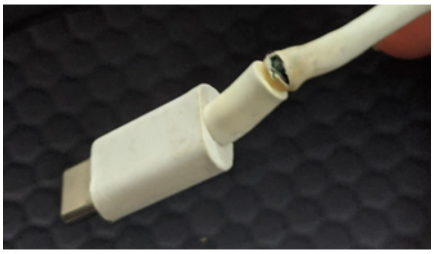

ٹوٹے ہوئے اور خراب فون چارجرز کے علاوہ بازار سے خریدے گئے غیر معیاری چارجرز (جو اوریجنل نہیں ہوتے) بھی ہمارے فون اور ہماری زندگیوں کے لیے مسائل پیدا کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایسے چارجرز کے استعمال سے صارف کو کرنٹ لگ سکتا ہے، فون گرم ہوکر پھٹ سکتا ہے اور گھر میں آگ لگ سکتی ہے لہٰذا ہمیشہ معیاری اور درست چارجر استعمال کرنا چاہیے۔[3]

مصنوعی ہاتھ میں لَمس

سوئٹزرلینڈ اور اٹلی کے محققین مصنوعی ہاتھ میں ایک ایسا آلہ نصب کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں جس کی مدد سے حامل نہ صرف ٹھنڈے اور گرم میں فرق کرسکتا ہے

JAMANI CAILLET/EPFL

بلکہ اشیاء کی شناخت میں بھی تمیز کرسکتا ہے مثلاً اس بات کا اندازہ کرسکتا ہے کہ جس چیز کو اس کا ہاتھ چھوا ہے وہ لکڑی ہے یا لوہا۔ یہ کامیابی سائنسدانوں کی اس خواہش کی تکمیل کی جانب ایک نہایت اہم قدم ہے جس میں وہ مصنوعی اعضاء میں لَمس کا احساس پیدا کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔[4]

1- www.bbc.com/urdu/articles/cd15625y45qo
2- www.bbc.com/urdu/articles/c03rpl4enejo
3- www.bbc.com/urdu/articles/cpv09rr1xg4o
4- www.sciencenews.org/article/new-device-sense-temperature-prosthetic-hand-touch

قسط سوم

خلافت اور جماعت کے باہمی پیار کا تعلّق

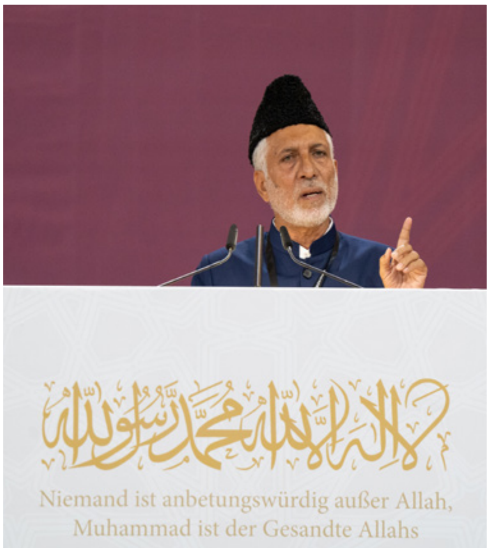

تقریر جلسہ سالانہ جرمنی 2023ء

مولانا عبدالسمیع خان صاحب، استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

1928ء کے جلسہ سالانہ کے پہلے روز سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے احباب جماعت کا غیر معمولی ہجوم دیکھ کر حکم فرمایا کہ تمام جلسہ گاہ حسب ضرورت وسیع کر دی جائے۔ چنانچہ افسر جلسہ سالانہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کی زیرِ نگرانی طالب علموں نے ساری رات نہایت محنت اور جانفشانی سے کام کیا اور صبح ہونے تک جلسہ گاہ کو حسب ضرورت وسیع کر کے دوبارہ تعمیر کر دیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اگلے روز خوشنودی کا اظہار فرمایا اور خاص دعا کی نیز تمام کارکنوں اور طالب علموں کو بطور انعام چاندی کے خاص تمغے عطا کئے گئے۔ (روح پرور یادیں صفحہ 144)

''حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو یورپ کے بعض احمدی دکانداروں کے متعلق معلوم ہوا کہ ان کے ہوٹل کے کاروبار ہیں اور وہاں شراب بھی بکتی ہے چنانچہ حضور نے اس کا سختی سے نوٹس لیا کہ آپ کو یہ کاروبار چھوڑنا ہو گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑی بھاری تعداد ایسی تھی جنہوں نے اس کاروبار کو ترک کر دیا بعضوں کو خدا تعالیٰ نے فوراً بہتر کاروبار بھی عطا کئے بعضوں کو ابتلاء میں بھی ڈالا۔ وہ لمبے عرصے تک دوسرے کاروبار سے محروم رہے لیکن وہ پختگی کے ساتھ اپنے اس فیصلے پر قائم رہے۔

(الفضل 17 جنوری 1989ء)

سلسلہ کی خاطر قربانیوں کا وقت آئے تو خلفا اور جماعت کی محبت کا ایک عجیب منظر نظر آتا ہے حضرت مصلح موعودؓ کے 13 بیٹے تھے سب کے سب دین کی خدمت کے لئے وقف کر دیئے تقسیم ہند کے بعد حضرت مصلح موعودؓ پاکستان میں لاہور تشریف لے آئے تھے مگر آپ کے سارے بچے ابھی قادیان میں تھے کچھ دنوں بعد قادیان کا محاصرہ کر لیا گیا تو حضور نے اپنے بچوں کے نام ایک خط میں لکھا جہاں تک ظاہری حالات اور ہماری معلومات کا تعلق ہے ہندوستان کی فوج کی مدد سے سکھوں کے جتھے قتل عام شروع کرنے والے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں تم سب بھی قتل کر دیئے جاؤ گے۔ میں نصیحت کرتا ہوں کہ تم سب بھائی بشاشت سے اور ہنستے مسکراتے خدا کی راہ میں جان دینا۔ کسی قسم کا خوف تمہارے چہروں پر بھی نہ آئے۔

(یادوں کے دریچے از مرزا مبارک احمد صفحہ 58)

قادیان کی حفاظت کے لئے ایک احمدی خاتون نے اپنے بیٹے کو بھیجا اور جاتے ہوئے یہ وصیت کی ''بیٹا دیکھنا پیٹھ نہ دکھانا'' سعادت مند بیٹے نے ماں کے فرمان کی لاج رکھ لی اور شہادت سے چند لمحے پہلے اپنی ماں کے نام یہ پیغام دیا ''میری ماں سے کہہ دینا کہ تمہارے بیٹے نے تمہاری وصیت پوری کر دی ہے اور لڑتے ہوئے مارا گیا ہے''۔ (الفضل 11 اکتوبر 1947ء)

پھر حضور نے تحریک فرمائی کہ ہم قادیان کسی صورت میں مکمل طور پر نہیں چھوڑیں گے اور ایسے 313 جانبازوں کی ضرورت ہے جو جان ہتھیلی پر رکھیں اور مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت کریں حضور نے فرمایا میرا ایک بیٹا میری نمائندگی میں ان کے ساتھ رہے گا چنانچہ اس خوش قسمت بیٹے مرزا وسیم احمد نے ساری عمر وہیں گزار دی انہوں نے مجھے بتایا کہ ایسے وقت بھی آئے جب سب درویشوں کے قتل کا فیصلہ ہو چکا تھا صرف خدا کی رحمت نے انہیں بچایا۔

عہد درویشی میں احمدیوں نے جس ایمان، استقامت اور فدائیت کا مظاہرہ کیا اس کا تذکرہ کرتے ہوئے ایڈیٹر اخبار ریاست نے لکھا: ان لوگوں کو انسان نہیں فرشتہ قرار دیا جانا چاہئے جو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر اپنے شعار پر قائم رہیں اور موت کی پروا نہ کریں۔ اب بھی...... قادیان کے درویشوں کے اسوۂ حسنہ کا خیال آتا ہے تو عزت و احترام کے جذبات کے ساتھ گردن جھک جاتی ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ ایسی شخصیتیں ہیں جن کو آسمان سے نازل ہونے والے فرشتے قرار دینا چاہئے''۔

(مرکز احمدیت قادیان۔ برہان احمد ظفر صفحہ 280)

حضرت مصلح موعودؓ نے فرقان بٹالین قائم کی تو حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کو اس کا نگران بنایا اس بٹالین میں شرکت کی تحریک کے لئے ایک بزرگ تحریک کر رہے تھے مجلس میں ایک نوجوان بھی تھا جس کی بیوہ ماں پردے کے پیچھے سن رہی تھی جب لوگ نام لکھوا رہے تھے تو اس عورت نے اپنے بیٹے کو آواز دی کہ خلیفہ کا نمائندہ تمہیں بلا رہا ہے تم اپنا نام کیوں نہیں لکھوا رہے حضرت مصلح موعودؓ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے دعا کی کہ اے خدا! اگر جان لینی مقدر ہو تو اس بچے کی جان نہ لینا

میرے بیٹے کی جان لے لینا۔ خدا نے یہ بات سن لی اور وہ سلامت واپس آ گیا۔

تحریک شدھی 1923ء کے موقع پر ایک بنگالی نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ مَیں بوڑھا ہوں اور میرے بیٹے راجپوتانہ میں دعوت الی اللہ کے لئے شاید اس لئے وقف نہ کر رہے ہوں کہ مجھے تکلیف ہو گی مگر خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اگر میرے 10 بیٹے ہوں اور وہ سارے کے سارے خدمت دین کرتے ہوئے مارے جائیں تب بھی میں کوئی غم نہیں کروں گا بلکہ میں خود بھی خدا کی راہ میں مارا جاؤں تو میرے لئے عین خوشی کا موجب ہو گا۔ (الفضل 15 مارچ 1923ء)

1974ء کے حالات میں احمدی طلبہ کو تعلیمی اداروں میں جان کا خطرہ تھا اور حکومت کوئی انتظام نہیں کر رہی تھی مگر اعلان کر دیا کہ احمدی طلبہ اپنی مرضی سے غیر حاضر ہیں تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے سب سے پہلے اپنے خاندان کے طلبہ کو بلایا اور سخت خطرناک حالات میں اپنی اپنی یونیورسٹی جانے کا حکم دیا جن میں ہمارے محبوب امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب بھی تھے کئیوں کو مشکلات بھی پیش آئیں مگر عمومی طور پر اللہ تعالیٰ نے سب کی حفاظت فرمائی۔ ('خلافت' صفحہ 65)

1970ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے نصرت جہاں سکیم جاری فرمائی جس میں ڈاکٹرز اور اساتذہ کو خصوصی خدمت کی توفیق ملی۔ ان میں خاندان مسیح موعودؑ کے بہت سے افراد نے بھی حصہ لیا خود ہمارے موجودہ امام نے گھانا میں نہایت تکلیف دہ حالات میں خدمت کی توفیق پائی سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے نہ صاف پانی ملتا تھا نہ سبزی نہ گندم نہ دودھ نہ کوئی خادم نہ کوئی سیکورٹی۔ الاؤنس بہت کم تھا گھر کے ساتھ جو خالی جگہ تھی اس میں سبزیاں لگالیں کچھ مرغیاں رکھ لیں اور گزارہ کر لیا اور نہایت اخلاص و وفا کے ساتھ امام وقت کی رہنمائی میں کام پر لگے رہے۔

حضور نے 1980ء میں فرمایا: اس سکیم کے تحت بہت سے احباب نے جانی قربانی کا جو نمونہ پیش کیا وہ بھی کچھ کم اہم نہیں ہے۔ بہت سے ڈاکٹروں نے مغربی افریقہ میں نئے کلینک کھولنے اور انہیں چلانے کے لئے تین تین سال وقف کئے۔ مَیں نے ان سے کہا تم خدمت کے لئے جا رہے ہو۔ جاؤ ایک جھونپڑا ڈال کر کام شروع کر دو اور مریضوں کی ہر ممکن خدمت بجالاؤ۔ مَیں ابتدائی سرمائے کے طور پر انہیں صرف پانچ سو پونڈ دیتا تھا۔ انہوں نے اخلاص سے کام شروع کیا۔ غریبوں سے ایک پیسہ لئے بغیر ان کی خدمت کی۔ دو سال کے اندر اندر 16 ہسپتال کھولنے کی توفیق مل گئی۔ پھر ان کی تعداد بڑھتی چلی گئی۔ وہاں لوگ ہمارے پیچھے پڑے رہتے ہیں کہ ہمارے علاقہ میں بھی ہسپتال قائم کرو۔

ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کر دیا گیا تو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت لکھا کہ: انہوں نے میرا ایک بھائی شہید کیا ہے مگر مَیں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ میری ساری اولاد بھی اس راہ میں شہید ہوتی چلی جائے تو مجھے اس کا دکھ نہیں ہو گا۔ خدا نے ان کی یہ آرزو سن لی اور انہیں بھی جلد ہی شہادت کا رتبہ عطا فرمایا اور یہ خط حضور کی خدمت میں پہنچنے سے پہلے وہ شہید ہو چکے تھے۔ (الفضل 4 دسمبر 1989ء صفحہ 5)

لاہور میں شہادتیں ہوئیں تو بیواؤں نے اپنے بچوں سے کہا کہ تم اگلا جمعہ وہیں کھڑے ہو کر پڑھو گے جہاں تمہارا باپ یا بھائی شہید ہوا تھا چنانچہ دونوں مسجدیں پہلے سے زیادہ پر رونق تھیں اور حضور کے خاص نمائندوں نے ربوہ سے آ کر جمعہ پڑھایا اور حضور کا سلام پہنچایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبات میں ہر شہید کا تذکرہ ضرور کرتے ہیں اور مستقل ہدایت فرمائی ہے کہ جہاں بھی جماعتی سطح پر نمائشیں لگیں وہاں شہدائے احمدیت کی تصاویر ضرور لگائی جائیں۔

جب بھی جماعت غیر معمولی ابتلاؤں سے گزری تو خلیفۃ المسیح نے اپنے نمائندوں کے ذریعہ جماعت کو سلام بھجوایا۔ 1971ء میں جنگی حالات کی وجہ سے جلسہ سالانہ منعقد نہیں ہو سکا تھا۔ اس وقت بھی ایسا ہوا 1984ء میں مجھے بھی یہ سعادت نصیب ہوئی خلافتِ خامسہ کے دَور میں بھی کئی دفعہ حضور کے نمائندے گھر گھر پہنچ کر حال پوچھتے رہے اور تحائف بھی تقسیم کرتے رہے۔

جلسہ سالانہ 1965ء پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فضل عمر فاؤنڈیشن کے لئے تحریک حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب سے کروائی اور اس کے لئے 25 لاکھ روپے کا جماعت سے مطالبہ کیا بعض احباب نے حضرت مصلح موعودؓ کے دَورِ خلافت کے سالوں کی تعداد کو مدِّنظر رکھتے ہوئے یہ رائے دی کہ اس تحریک کی مالی حد پچیس لاکھ کی بجائے باون لاکھ مقرر کی جائے اور بعض احباب نے عملاً باون کے عدد کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اپنی قربانی کو اس معیار کے مطابق بنانے کو موجب سعادت تصور کیا۔ حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے باون ہزار روپیہ حضرت مصلح موعودؓ کی اس یادگار تحریک میں ادا فرمایا۔ ضلع ملتان کے ایک دوست نے اپنے وعدہ کو بڑھا کر باون سو کر دیا۔ لاہور کے ایک دوست باون سالوں پر دس روپے فی سال کے حساب سے 520 روپے ادا کئے۔ کم استطاعت رکھنے والے دوستوں نے اپنی محبّت کے اظہار کے لئے باون باون روپے پیش کئے۔

(تاریخ احمدیت جلد 23 صفحہ 472)

حضرت مصلح موعودؓ نے وقارِ عمل کی تحریک فرمائی اور نمونہ دکھانے کے لئے کسی پکڑی تو مخلصین کی جان پر بن آئی تو کئی مخلصین ایسے تھے جو کانپ رہے تھے اور دوڑے دوڑے آئے اور کہتے حضور تکلیف نہ کریں ہم کام کرتے ہیں اور حضور کے ہاتھ سے کَسّی اور ٹوکری لینے کی کوشش کرتے۔ لیکن حضور ان کے ساتھ مل کر کام کرتے رہے۔ (تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 50)

حضرت مصلح موعودؓ نے 1944ء میں وقف جائیداد کی تحریک فرمائی تھی۔ حضرت مسیح موعود کے ایک صحابی حضرت میاں خدا بخش صاحب نے سرگودھا سے حضور کی خدمت میں لکھا: جائیداد یں وقف کرنے کی تحریک پڑھ کر دل کو اس قدر خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ میری جائیداد قریب قریب اس وقت دو لاکھ کی ہے۔ مَیں خدا کے دین کی اشاعت کے لئے بسم اللہ کر کے وقف کرتا ہوں۔ یہ جائیداد کیا چیز ہے میرا سر بھی اس کام کے لئے

حاضر ہے… 1954ء میں آپ نے اپنی زرعی زمین سے ایک کنال کا رقبہ صدر انجمن احمدیہ کے نام رجسٹری کرا دیا مسجد احمدیہ کی تعمیر شروع کی ادھر یہ مسجد پایہ تکمیل تک پہنچی ادھر واپسی کا بلاوا آ گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 10 صفحہ 539)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے تبلیغ اور فولڈرز کی تقسیم کی تحریک فرمائی اس پر جماعت احمدیہ ہالینڈ نے 2001ء میں بھرپور دعوت الی اللہ کر کے 14 لاکھ پچاس ہزار فولڈرز تقسیم کئے۔ اس کام کے لئے مسلسل طویل فاصلے پیدل طے کئے گئے بعض کے پاؤں اس کام کے دوران چھلنی ہوئے اور وہ پٹیاں باندھ کر دعوت الی اللہ میں مصروف رہے۔ ایک دعوت الی اللہ معذور تھے مگر انہوں نے وہیل چیئر (Wheel Chair) پر بیٹھ کر لوگوں کے گھروں میں یہ فولڈرز پہنچائے۔ کئی احباب نے اپنے کاموں، کاروبار وغیرہ سے چھٹیاں لے لیں۔ ایک دوست کو کام سے چھٹی دینے سے انکار کر دیا گیا تو انہوں نے وہ کام ہی چھوڑ دیا خدا نے محبت امام کے اس جذبہ کو پیار سے قبول فرمایا اور فولڈرز کی تقسیم کا کام مکمل ہوتے ہی پہلے سے بہتر کام ان کو عطا فرما دیا۔ (الفضل 10 نومبر 2001ء)

برطانیہ کے ایک 58 سالہ مخلص احمدی جو دل کے مریض ہیں اور ان کا بائی پاس کا آپریشن ہو چکا ہے، انہوں نے نے اپنے جواں سال بیٹے کے ساتھ مسلسل آٹھ گھنٹے یہ کام کیا اور پسینے سے شرابور ہو گئے اسی رات کو خواب میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی زیارت نصیب ہوئی۔

(الفضل سالانہ نمبر 28 دسمبر 2001ء صفحہ 35)

مکرم غلام محمد لون صاحب کاٹھ پوری کشمیر کے باسی تھے۔ 1954ء تا 1994ء (وفات تک) جلسہ قادیان میں شرکت کی توفیق پائی۔ آپ کا جوان بیٹا محمد اقبال دسمبر 1988ء میں کار کے حادثہ میں وفات پا گیا۔ اس وقت بھی آپ یہ کہتے ہوئے جلسہ پر جانے کی تیاری میں لگ گئے کہ میرا بیٹا ہمیں چھوڑ کر چلا گیا، میں امام سے ملنے اور جلسہ سالانہ کی برکات کیوں چھوڑ دوں۔

(الفضل انٹرنیشنل 12 ستمبر 2014ء صفحہ 18)

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی صحابی حضرت مسیح موعودؑ نے آنے والی نسل کو اس خدائی امانت کی حفاظت کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

جب تک یہ الٰہی امانت ہمارے پاس رہی اور جہاں تک ہم سے ہو سکا ہم نے خدمت کی۔ اب حکمتِ الٰہیہ کے ماتحت یہ امانت آپ کے سپرد ہے۔ اس کا حق ادا کرنا آپ لوگوں کے ذمہ ہے۔ پس دیکھنا اسے اپنے سے عزیز رکھنا اور کسی قربانی سے دریغ نہ کرنا۔

(اصحاب احمد جلد نمبر 9 صفحہ 279)

حضرت شیخ محمد اسماعیل سرساوی صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ نے نوجوانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

ہم نے خلافت کی حقیقت کو سمجھا تھا کہ خلافت ہی ایسی ضروری ہے کہ جس کے بغیر اسلام کی حفاظت ہو نہیں سکتی۔ پس ہم نے اپنے وقت میں اپنے خلیفہ کی بھی حفاظت کماحقّہ کر کے دکھا دی تھی اور حفاظت بھی کماحقّہ کر کے اپنے پیارے خدا کی خوشنودی حاصل کر لی تھی۔ اب ہم تو بوڑھے ہو گئے اور ہڈیاں بھی ہماری کھوکھلی ہو گئیں۔ ٹھوکریں ہی کھاتے رہے اور ٹھوکریں کھاتے ہی اس دنیا سے گزر جائیں گے۔ اب تمہارا نوجوانوں کا ہی کام ہے کہ آگے آگے قدم رکھو اور اپنے پیارے خلیفہ کی بھی حفاظت کرو اور خلافت کی بھی حفاظت کرو۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 6 صفحہ 78)

1935ء کے آغاز میں دعوت الی اللہ کے لئے قصبات اور دیہات کا جائزہ لینے کے لئے فارم چھپوائے گئے اور یہ جائزہ سائیکل سواروں کے ذریعہ لیا جاتا تھا ابتداء میں 4 سائیکل سوار بھجوائے گئے ایک کے پاس اپنی ذاتی سائیکل تھی 2 سائیکلیں ہدیہ آئی تھیں اور ایک سائیکل دفتر تحریکِ جدید نے خریدی تھی۔ 11 جنوری 1935ء کے خطبہ میں حضور نے 16 سائیکلوں کی تحریک فرمائی۔ اس پر جماعت نے اس کثرت سے سائیکلیں بھیج دیں کہ آئندہ سائیکل نہ بھجوانے کی ہدایت کرنا پڑی۔

خلافت اور جماعت کی باہمی محبت کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ جماعت نے 1939ء میں خلافت جوبلی یعنی حضرت مصلح موعودؓ کی خلافت کے 25 سال پورے ہونے پر کے موقع پر 3 لاکھ روپے بطور تحفہ حضور کی خدمت میں پیش کئے۔ حضورؓ نے اس تمام رقم کو سلسلہ کی ترقی پر خرچ کرنے کے حوالہ سے کئی مصارف کا ذکر کیا جن میں ایک تعلیم بھی ہے۔ حضور نے ذہین طلبہ کو وظائف دینے کا اعلان فرمایا۔ (انوار العلوم جلد 15 صفحہ 436) اس سلسلہ میں نہایت ایمان افروز امر یہ ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب بھی یہ وظیفہ حاصل کرنے والوں میں شامل تھے اور کچھ حکومتی وظیفہ کے ساتھ یورپ پڑھنے کے لئے گئے اور نئے سنگ میل قائم کئے۔

1940ء میں ڈاکٹر سلام نے میٹرک کے امتحان میں اوّل آ کر ریکارڈ توڑا۔ حضور بہت خوش ہوئے اور وظیفہ کے علاوہ ایک سو روپے نقد ریکارڈ توڑنے پر دیا۔ بی اے میں نئے ریکارڈ پر حضور نے علاوہ وظیفہ کے دو سو روپیہ نقد انعام دیا۔

(عالمی شہرت یافتہ سائنسدان عبدالسلام از عبدالحمید چودھری صفحہ 35)

اعلیٰ تعلیم کے لئے یہ وہ پودا تھا جو 1939ء میں لگایا گیا اور 1979ء میں اللہ تعالیٰ نے انہیں نوبل انعام حاصل کر کے دنیا میں احمدیت کا وقار بلند کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ اس موقع پر خلیفہ ثالثؒ نے ساری جماعت کے بچوں کے لئے عظیم تعلیمی منصوبہ کا اعلان کیا اور فرمایا کہ کوئی احمدی بچہ ضائع نہیں کیا جائے گا اس پروگرام کے تحت آج بھی سینکڑوں بچوں اور بچیوں کو تعلیمی وظائف اور انعامات دیئے جا رہے ہیں۔

ہمارے موجودہ امام کو بھی 2008ء میں خلافتِ احمدیہ صدسالہ جوبلی پر 10 لاکھ پاؤنڈ پیش کئے گئے حضور نے وہ ساری رقم تبلیغ اور خدمت خلق کے منصوبوں پر خرچ کر دی مجلس انصار اللہ پاکستان نے انصار اللہ کے 75 سال پورے ہونے پر حضور کی خدمت میں 75 لاکھ روپے تحفہ کے طور پر دینے کا منصوبہ بنایا مگر عملاً ایک کروڑ سے زیادہ رقم پیش کر دی مگر حضور نے فرمایا کہ اسے انصار کے لئے کسی منصوبہ پر لگائیں چنانچہ اس کے ذریعہ ایک نیا ہال بنایا گیا۔

تاریخ جرمنی (تئیسویں قسط)

مرتبہ: مدبّر احمد خان

تاریخ جرمنی

نپولین بوناپارٹ

بات ہو رہی تھی نپولین کی۔ نپولین نے اپنی سیاسی چالیں بہت ذہانت سے چلیں۔ Rheinbund بنا کر ان چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کے ساتھ ایسے معاہدے کیے، جن میں نپولین کو جنگوں کے لیے نفری میسر تھی اور اس کے بدلہ میں ان چھوٹی سلطنتوں کو فرانس کی حمایت اور حفاظت۔

Prussia اس دوران غیر جانب دار رہا اور فرانس کے ساتھ امن کے معاہدے پر قائم رہا۔ لیکن جب نپولین نے 1806ء میں برطانیہ کو Hannover شہر کی پیش کش کی، جسے وہ خود ایک سال پہلے Prussia کو دے چکا تھا، تو Prussia نے اس بات کو قبول نہ کیا۔ خزاں کی آمد بہت قریب تھی اور جنگ کا وقت اب گزر چکا تھا۔ کم از کم Prussia یہی سمجھا بیٹھا تھا۔ اور اس کے ساتھ اسے اپنی فوج پر ناز اور اعتماد بھی بہت تھا۔ اس لیے Prussia نے نپولین کو وارننگ دی، کہ Rheinbund کو توڑ دے ورنہ۔

لیکن نپولین وارننگ کو شاید دعوتِ جنگ مانتا تھا، سو اس نے Prussia پر حملہ کر دیا۔ Prussia اس حملے کے لیے تیار نہیں تھا۔ روس سے مدد اتنی تیزی سے پہنچ نہیں سکتی تھی۔ خزاں کی طوفانی ہوائیں ابھی چلنا باقی تھیں، کہ نپولین کے جھکڑ اس سے پہلے چل گئے۔ 14 اکتوبر 1806ء کو نپولین کی فوج نے Prussia کو دونوں شہروں، Jena اور Auerstedt، میں شکست دی۔ Prussia جو پورے جرمنی اور مشرقی یورپ پر حکومت کے خواب دیکھ رہا تھا، آناً فاناً بہت مختصر سا رہ گیا۔ بلکہ خود روس نے بھی ایک محاذ پر نپولین سے شکست کھائی۔ اور یوں روس اور فرانس مفاہمت کے لیے بیٹھے۔ اسے Peace of Tilsit کہا جاتا ہے۔ طے یہ پایا کہ Prussia کی سلطنت تو قائم رہے، لیکن دریائے ایلب کے مغرب میں جتنے بھی حصے اس کے زیرِ فرمان ہیں، وہ اب فرانس کے ہوں گے، پولینڈ آزاد ہو گا اور کچھ مشرقی حصے Saxony کو جائیں گے۔ Prussia اپنی حیثیت اور طاقت بالکل کھو چکا تھا۔

جرمنی کے عوام کچھ عرصہ تو نپولین سے خوش اور متاثر رہے۔ لیکن جب اس کی طرزِ سیاست کے نقصانات کا مزہ چکھا تو وہ ساری خوشی اور جذبہ مدھم پڑنے لگا۔ برطانیہ اور فرانس کی جنگ تقریباً 10 سال سے جاری تھی۔ پہلے برطانیہ نے فرانس سے تجارت بند کی۔ جب 1805ء میں فرانس برطانیہ سے جنگ مکمل طور پر ہار گیا تو فرانس نے برطانیہ پر ہر قسم کے بحری راستوں سے تجارت بند کر دی۔ یعنی اب کسی جرمن بندرگاہ پر بھی برطانیہ سے تجارت کا سامان نہیں آ سکتا تھا۔ برطانیہ نے فرانس سے اس کا بدلہ لیا۔ برطانیہ نے تمام بیرونی بحری جہازوں سے فرانس اور جرمنی کو کاٹ دیا اور بائی کاٹ کروا لیا۔ جرمن اور فرانسیسی عوام بحری تجارت سے مکمل طور پر کٹ گئے۔ وسائل میں بہت کمی آ گئی اور اجناس کی قیمتیں بہت بڑھ گئیں۔ ہاں، برطانیہ سے اب مال smuggle ہو کر آنے لگا۔ یوں ان پابندیوں کا نقصان فرانس کو تو ہوا، برطانیہ کو نہ ہوا۔

چونکہ پورے جرمنی کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑا، لہٰذا حکام و رعایا میں فرانس کے خلاف بغاوت کے آثار پیدا ہو چکے تھے۔ Prussia اس سارے عرصے میں غیر جانب دار رہا۔ جبکہ آسٹریا کی طرف سے مزاحمت ہوئی اور ایک دو چھوٹے پیمانے پہ جنگیں بھی ہوئیں۔ لیکن کوئی بڑی بغاوت نے سر نہ اٹھایا۔

روس اور فرانس کے درمیان جو امن کا معاہدہ ہوا تھا، اس کی دونوں طرف سے خلاف ورزی ہو چکی تھی۔ اس لیے یہ معلوم تھا کہ جنگ ناگزیر ہے۔ 1812ء میں نپولین سات لاکھ کی فوج کے ساتھ روس کی حدود تک پہنچ گیا۔ روس نے یہ حکمتِ عملی اپنائی کہ خود پیچھے ہوتا چلا گیا اور نپولین کو ان کے پیچھے پیچھے ملک کے بہت اندر تک آنا پڑا۔ موسم کی سختی اور بارشوں سے زمین کے دلدل ہو جانے کے باعث نپولین کے بہت سے فوجی ہلاک ہوئے۔

لیکن چند ایک جھڑپوں کے بعد 14 ستمبر 1812ء کو نپولین نے ماسکو کو فتح کر لیا۔ روس نے اسی دن ماسکو کو خالی کر دیا۔ اسی رات شہر میں آگ لگی جس سے تھوڑا بہت نقصان ہوا۔ دو راتوں بعد شہر میں بہت بڑی آگ لگی جس سے شہر، فوجی اور جانوروں کو بہت نقصان پہنچا۔ نپولین نے اس آگ کی ذمہ داری ماسکو کے گورنر پر ڈالی۔ نپولین ماسکو ہی میں رہا اور انتظار کرتا رہا کہ زار کی طرف سے کوئی پیشکش آئے گی۔ جب ایسا نہ ہوا تو نپولین نے خود معاہدے کی پیش کش کی اور بار بار کی۔ لیکن زار کی طرف سے واضح الفاظ میں انکار ملا۔ آخر نپولین نے واپسی کا فیصلہ کر لیا۔ اس کی واپسی کو روسی افواج نے مختلف مقامات پر مشکل بنانے کی بھرپور کوشش کی اور وہ اس میں کامیاب ہوئے۔ جب تقریباً دو ماہ میں ماسکو سے پیرس کا سفر طے کر کے نپولین واپس پہنچا تو اس کی فوج بہت مختصر سی رہ گئی تھی۔ اسے اپنی فوج نئے سرے سے کھڑی کرنا تھی۔ کچھ جاتے ہوئے، کچھ جنگ میں، کچھ واپسی میں، کچھ بھوک سے، کچھ آگ سے، کچھ دلدل میں، کچھ بیماریوں سے موت کے گھاٹ اتر گئے۔ (جاری ہے)

حوالہ جات:

Die kürzeste Geschichte Dutschlands, James Hawes, Ullstein 2019, Berlin

Schlaglichter der deutschen Geschichte, Helmut M. Müller, bpb, Brockhaus 2002

نمازیں جمع کر کے ادا کرنا

مکرم مولانا صداقت احمد صاحب، مبلغ انچارج جرمنی

اسلام دینِ فطرت ہے اور اِس کی تمام تعلیمات انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں۔معمول کے حالات کے لیے اور احکامات ہیں جبکہ مجبوری، بیماری، خطرہ، موسم کی شدّت اور سفر وغیرہ کے حالات میں اُنہی احکامات میں حالات کی مناسبت سے نرمی کی تعلیم دی گئی ہے اور اِس کا مقصد لوگوں کو حرج اور تکلیف مالایطاق سے بچانا ہے۔نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے بارے میں تمام اسلامی احکامات میں یہی فلاسفی کارفرما ہے۔

اسلام میں نماز اہم ترین عبادت ہے جو ہر مسلمان مرد وزن پر دن کے مقررہ اوقات میں پانچ دفعہ ادا کرنی فرض قرار دی گئی ہے۔بنیادی طور پر یہ ایک اجتماعی عبادت ہے جو معمول کے حالات میں مَردوں کے لیے مساجد میں جا کر باجماعت ادا کرنی ضروری ہے۔اِس مقصد کے لیے ضروری تھا کہ اِس عبادت کے اوقات کی تعیین کی جاتی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا۔ (سورۃ النساء: 104)

ترجمہ: ''یقیناً نماز مومنوں پر ایک وقتِ مقررہ کی پابندی کے ساتھ فرض ہے''۔ یہ حکمِ قرآنی معمول کے حالات کے لیے ہے اور اوقات کی پابندی کے حوالے سے یہی اصل حکم ہے کہ پانچوں نمازیں الگ الگ اُن کے مقررہ اوقات میں ادا کی جائیں۔اِسی لئے جب نماز کا وقت ہو جاتا ہے تو لوگوں کی اطلاع اور اُنہیں بلانے کے لیے اَذان کہی جاتی ہے اور پھر حکم یہ ہے کہ دیگر کام چھوڑ کر وقتِ مقررہ پر نماز ادا کی جائے۔ اِس اصل حکم میں مجبوری کے مخصوص حالات کی مناسبت سے کئی قسم کی نرمی کی تعلیم ہے جس میں احادیث کے مطابق نمازِ ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کا جمع کر لینا بھی شامل ہے۔اس بارے میں یہاں فقہ احمدیہ کی روشنی میں چند امور بیان کئے جاتے ہیں۔

بیماری، سفر، بارش، طوفانِ بادوباراں، سخت کیچڑ، سخت اندھیرے، خطرے اور سخت سردی وغیرہ کی صورت میں جبکہ مسجد میں بار بار جانے میں دِقّت کا سامنا ہو یا دینی اجتماع کی صورت میں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازیں اکیلے بھی اور باجماعت بھی جمع کر کے پڑھی

جا سکتی ہیں۔جمع تقدیم یعنی ظہر کے وقت میں ظہر وعصر اور جمع تاخیر یعنی عصر کے وقت میں ظہر وعصر دونوں جائز ہیں۔تقدیم اور تاخیر کی یہی صورت مغرب وعشاء پر بھی اطلاق پاتی ہے۔

یہ فیصلہ کرنا کہ آیا اِن حالات میں سے کوئی ایسی حالت ہے کہ نمازیں جمع کر لی جائیں دراصل امام اور مقتدیوں کی رائے پر منحصر ہے۔اگر مقتدیوں کی اکثریت صورتِ حال کی اِس اقتضاء کو مانتی ہو تو امام کو اُن کی رائے کا احترام کرنا چاہئے۔اِسی طرح اگر امام کی رائے ہو اور وہ نماز شروع کر دے تو مقتدیوں کو اُس کی اقتداء کرنی چاہئے۔بہرحال جب نمازیں جمع کرنے کا فیصلہ ہو جائے تو سب مقتدیوں کو اُس کی پابندی کرنی چاہئے۔

جمع نماز کی اصل بنیاد حرج سے بچنا ہے۔اگر موسم کی متوقع صورتِ حال سخت سردی، برف باری یا بارش کی ہو اور اِس کے پیشِ نظر امام الصلوٰۃ اور مقتدیوں کی اکثریت کی رائے ہو کہ نمازیں جمع کر لینی چاہئیں تو ایسا کرنا جائز ہے۔غرض اِس بارے میں مناسب فیصلہ موجود لوگوں کی اکثریت بشمول امام الصلوٰۃ کرسکتی ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے مدینہ میں بارش اور مرض کے بغیر نمازیں جمع کرائیں۔حضرت ابنِ عباسؓ جو اِس حدیث کے راوی ہیں اُن سے پوچھا گیا کہ آخر اِس کی کیا وجہ تھی تو آپ نے جواب دیا کہ مقصد یہ تھا کہ لوگ حرج سے بچ جائیں۔اِس حدیث میں اِس طرف بھی اشارہ ہے کہ بارش اور مرض کے علاوہ بھی بعض اور مشکلات اور دینی مصروفیات نمازیں جمع کرنے کا موجب بن سکتی ہیں۔اِسی پر ہم شدید سردی کو بھی قیاس کرسکتے ہیں۔لیکن کوشش یہ ہونی چاہئے کہ اِس بہانے سے لوگوں میں نمازیں جمع کرنے کی عام عادت جڑ نہ پکڑ سکے اور ضرورت کو ضرورت اور مجبوری پر ہی محمول سمجھا جائے۔

بعض مسائل

نمازِ ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کے جمع کرنے کی صورت میں اگر امام پہلی نماز پڑھا کے دوسری پڑھا رہا ہے اور اُس وقت ایک شخص مسجد میں آتا ہے تو اگر اُسے اِس بات کا علم ہو جاتا ہے کہ اُس وقت بعد والی نماز یعنی عصر یا عشاء ہو رہی ہے اور اُسے ابھی پہلی نماز یعنی ظہر یا مغرب بھی پڑھنی ہے تو وہ جماعت کے ساتھ شامل نہیں ہوگا اور پہلے ظہر یا مغرب کی نماز پڑھے گا اور پھر جماعت کے ساتھ شامل ہوگا۔لیکن اگر اُسے علم نہیں ہوتا کہ امام کون سی نماز پڑھا رہا ہے تو وہ جماعت میں شامل ہو جائے۔اِس طرح امام کی نیّت کے مطابق اُس کی نماز ہو جائے گی اور پھر بعد میں وہ اپنی پہلی نماز پڑھ لے۔

نمازیں جمع کرنے کی صورت میں سُنّتیں ادا نہیں کی جاتیں البتہ نماز جمعہ اور عصر جمع کرنے کی صورت میں پہلے والی چار سُنّتیں پڑھی جاتی ہیں۔اِسی طرح مغرب وعشاء جمع کرنے کی صورت میں وتر بھی پڑھے جاتے ہیں۔

(ماخوذ از فقہ احمدیہ حصہ اوّل مطبوعہ 2004 صفحہ 188-183)

خلاصہ کلام یہ کہ معمول کے حالات، صحت اور قیام کی صورت میں اصل حکم یہی ہے کہ پنجوقتہ نمازوں کو مقررہ اوقات میں الگ الگ ادا کیا جائے۔صرف مجبوری کے مندرجہ بالا حالات میں نماز ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کرنے کی اجازت ہے۔

انسان کا خاصہ ہے کہ وہ سہولت اور آرام کی طرف جلد مائل ہو جاتا ہے۔اِس لئے ہم سب جانتے اور اپنی روزمرّہ زندگی میں مشاہدہ بھی کرتے ہیں کہ ہم میں سے کچھ افراد نمازوں کو جمع کرنے کے حوالے سے کمزوری دکھاتے ہیں اور بہانے اور خود ساختہ جواز کے سہارے شریعت کی رخصتوں سے فائدہ اٹھانے کو اپنی دانست میں جائز سمجھتے ہیں حالانکہ عبادات کے معاملے میں ایسا کرنا کسی صورت میں بھی درست نہیں اور اخلاص اور تقویٰ جو عبادات کا مغز ہے، کے بھی منافی ہے۔مثال کے طور پر ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ گھریلو دعوتوں، ٹی وی پروگرامز اور دیگر معمولی مصروفیات کی وجہ سے بھی نمازیں جمع کرلی جاتی ہیں اور یوں ایسے لوگوں میں یہ عادت جڑ پکڑ جاتی ہے۔

بعض احباب ایک حدیث کی بناء یہ جواز بیان کرتے بھی سنے گئے کہ مسیح موعودؑ کے زمانے میں نمازیں جمع کی جایا کریں گی۔وہ مسند احمد بن حنبل کی حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: تُجْمَعُ لَهُ الصَّلٰوةُ یعنی اُس کے لیے نمازیں جمع کی جائیں گی۔یہ ایک پیشگوئی تھی جس کا تعلق آنے والے مسیح موعودؑ کی ذات سے تھا۔اِس کا صرف اتنا مطلب ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ مسیح موعودؑ کی دینی مصروفیات کی وجہ سے اُسے حرج سے بچانے کے لیے نمازیں جمع کی جائیں گی۔یہ مطلب نہیں کہ مسیح موعودؑ اپنے زمانے میں خدانخواستہ شریعت میں تبدیلی کر کے آئندہ ہمیشہ کے لیے بلاجواز نمازیں جمع کرنے کا راستہ کھول دے گا۔اِس کے لیے تو شریعتِ اسلامیہ کے مطابق اب بھی وہی شرائط ہیں جن کا فقہ احمدیہ کی روشنی میں اوپر ذکر ہو چکا ہے۔جہاں تک اِس پیشگوئی کا تعلق ہے تو یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں پوری ہو چکی ہے جس کا آپ نے خود ذکر فرمایا ہے۔چنانچہ اِس حوالے سے ذیل میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’دیکھو ہم بھی رخصتوں پر عمل کرتے ہیں۔نمازوں کو جمع کرتے ہوئے کوئی دو ماہ سے زیادہ ہو گئے ہیں بسبب بیماری کے اور تفسیر سورۃ فاتحہ کے لکھنے میں بہت مصروفیت کے سبب ایسا ہو رہا ہے اور اِن نمازوں کے جمع کرنے میں تُجْمَعُ لَهُ الصَّلٰوةُ کی حدیث بھی پوری ہو رہی ہے کہ مسیح موعودؑ کی خاطر نمازیں جمع کی جائیں گی۔اِس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود نماز کے وقت پیش امام نہ ہو گا بلکہ کوئی اور ہو گا اور وہ پیش امام مسیح کی خاطر نمازیں جمع کرائے گا۔سو اب ایسا ہی ہوتا ہے۔جس دن ہم بیماری کی وجہ سے بالکل نہیں آسکتے اُس دن نمازیں جمع نہیں ہوتیں۔اور اس حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسولِ کریم ﷺ نے پیار کے طریق سے یہ فرمایا ہے کہ اُس کی خاطر ایسا ہو گا... خدا تعالیٰ نے ایسے ہی اسباب پیدا کر دیئے کہ اتنے عرصہ سے نمازیں جمع ہو رہی ہیں، ورنہ ایک دو دن کے لیے یہ بات ہوتی تو کوئی نشان نہ ہوتا۔ہم حضرت رسولِ کریم ﷺ کے لفظ لفظ اور حرف حرف کی تعظیم کرتے ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل مطبوعہ 2003 صفحہ 446)

''سب صاحبوں کو معلوم ہو کہ ایک مدّت سے خدا جانے قریباً چھ ماہ سے یا کم و بیش عرصہ سے ظہر اور عصر کی نماز جمع کی جاتی ہے۔ مَیں اِس کو مانتا ہوں کہ ایک عرصہ سے جو مسلسل نماز جمع کی جاتی ہے، ایک نَووارد یا نَومرید کو (جس کو ہمارے اغراض و مقاصد کی کوئی خبر نہیں) یہ شبہ گزرتا ہوگا کہ کاہلی کے سبب سے نماز جمع کر لیتے ہوں گے۔ جیسے بعض غیر مقلّد ذرا اَبر ہوا یا کسی عدالت میں جانا ہوا، تو نماز جمع کر لیتے ہیں اور بلا مطر اور بلا عُذر بھی نماز جمع کرنا جائز سمجھتے ہیں مگر مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم کو اِس جھگڑے کی ضرورت اور حاجت نہیں اور نہ ہم اِس میں پڑنا چاہتے ہیں کیونکہ مَیں طبعاً اور فطرتاً اِس کو پسند کرتا ہوں کہ نماز اپنے وقت پر ادا کی جائے اور نماز موقوتہ کے مسئلہ کو بہت ہی عزیز رکھتا ہوں بلکہ سخت مطر میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ نماز اپنے وقت پر ادا کی جائے، اگرچہ شیعوں نے اور غیر مقلدوں نے اِس پر بڑے بڑے مباحثے کئے ہیں مگر ہم کو اُن سے کوئی غرض نہیں۔ وہ صرف نفس کی کاہلی سے کام لیتے ہیں۔ سہل حدیثوں کو اپنے مفید مطلب پا کر اُن سے کام لیتے ہیں اور مشکل کو موضوع اور مجروح ٹھہراتے ہیں۔ ہمارا یہ مدّعا نہیں، بلکہ ہمارا مسلک ہمیشہ حدیث کے متعلق یہی رہا ہے کہ قرآن اور سنّت کے مخالف نہ ہو۔ وہ اگر ضعیف بھی ہو، تب بھی اُس پر عمل کر لینا چاہئے۔

اِس وقت جو ہم نمازیں جمع کرتے ہیں تو اصل بات یہ ہے کہ مَیں اللہ تعالیٰ کی تفہیم، القا اور الہام کے بدوں نہیں کرتا۔ بعض اُمور ایسے ہوتے ہیں کہ مَیں ظاہر نہیں کرتا مگر اکثر ظاہر ہو جاتے ہیں۔ جہاں تک خدا تعالیٰ نے مجھ پر اِس جمع صلوٰتین کے متعلق ظاہر کیا ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے تُجْمَعُ لَهُ الصَّلوٰةُ کی بھی ایک عظیم الشان پیشگوئی کی تھی جو اب پوری ہو رہی ہے ...... مَیں صاف صاف کہتا ہوں کہ مَیں جو کچھ کرتا ہوں خدا تعالیٰ کے القاء اور اشارہ سے کرتا ہوں۔ یہ پیشگوئی جو اِس حدیث تُجْمَعُ لَهُ الصَّلوٰةُ میں کی گئی ہے یہ مسیح موعود اور مہدی کی ایک علامت ہے۔ یعنی وہ ایسی دینی خدمات اور کاموں میں مصروف ہوگا کہ اُس کے لئے نماز جمع کی جاوے گی۔ اب یہ علامت جبکہ پوری ہوگئی اور ایسے واقعات پیش آ گئے پھر اِس کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے، نہ کہ استہزاء اور انکار کے رنگ میں''۔

(ملفوظات جلد دوم مطبوعہ 2003 صفحہ 45-46)

نمازوں کو جمع کرنے کے حوالے سے ایک اور خرابی بھی راہ پا چکی ہے کہ بالعموم جماعتی پروگرامز میں نمازیں جمع کرنا ایک معمول نظر آتا ہے اور اِس نے اب باقاعدہ ایک رسم اور رواج کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اکثریّت یہ سمجھنے لگ گئی ہے کہ جب بھی کوئی پروگرام ہو نمازیں جمع کر لینی چاہئیں حالانکہ اگر نمازوں کے اوقات کو مدِّنظر رکھ کو پروگرامز ترتیب دیئے جائیں تو نمازیں جمع کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ بعض پروگرامز کی نوعیّت ایسی بھی ہوتی ہے کہ درمیان میں وقفہ کر کے نمازوں کو اپنے مقررہ وقت پر ادا کیا جا سکتا ہے۔ پروگرامز میں نمازیں جمع کرنے کے اِس معمول کے بارے میں حال ہی میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مندرجہ ذیل ارشاد موصول ہوا ہے:

''ہمارے جماعتی پروگراموں میں نمازیں جمع کرنے کا رواج بہت بڑھ گیا ہے۔ اِس رسم کو توڑیں۔ اِس کو ختم کریں''۔

حضورِانور کے اِس ارشاد پر عملدرآمد کے لیے عہدیداران کو توجہ دلائی گئی ہے اور ان شاء اللہ آئندہ اِس اَمر کا خیال رکھا جائے گا تاہم ضرورت اِس امر کی ہے کہ تمام افرادِ جماعت نمازیں جمع کرنے کے بارے شریعت کے احکامات اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے احمدیت کے ارشادات کو سمجھ کر اپنی ذاتی زندگی میں روزانہ کی پنجوقتہ نمازوں کو حتی المقدور الگ الگ اپنے مقررہ اوقات میں ادا کرنے کا التزام کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس کی توفیق عطا کرے، آمین۔

بابرگ و بار ہوویں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کی بیٹی عزیزہ طاہرہ وجیہہ کا نکاح ہمراہ عزیزم سیّد غیور احمد جرمنی سے مبلغ سات ہزار یورو حق مہر پر مکرم سیّد محمود احمد شاہ صاحب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ نے مؤرخہ 23 مارچ 2024ء کو ربوہ میں پڑھایا۔ خاکسار کی نمائندگی میں بیٹے عزیزم مدثر احمد طاہر بطور وکیل شامل ہوئے۔

عزیزہ طاہرہ وجیہہ مکرم شیخ احمد علی سراج فیروزپوری آف لاہور کی پوتی، حضرت میاں عبدالعزیز مغل رضی اللہ عنہ کی پڑنواسی ہے جبکہ مکرم مولانا عبدالباسط طارق صاحب مربی سلسلہ فرانکفرٹ کی بھانجی ہیں۔

عزیزم سیّد غیور احمد ابن مکرم ڈاکٹر سیّد نعیم احمد صاحب آف کراچی حال پروفیسر نصرت جہاں کالج ربوہ، مکرم سیّد نذیر احمد کے پوتے، مکرم سیّد محمد افتخار حسین سابق سیکشن آفیسر سندھ کے نواسے اور مکرم ڈاکٹر سیّد اعزاز حسین آف بھاگلپور کے پڑنواسہ ہیں۔ ددھیال کی جانب سے حضرت سیّد قاسم شاہ اور حضرت سیّد نذیر حسین رضی اللہ عنہ آف گھٹیالیاں اور مکرم سیّد باغ علی شاہ صاحب آف معین الدین پور گجرات کی نسل سے ہیں۔

احباب جماعت سے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعاؤں کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (منور علی شاہد۔ Rüdesheim جرمنی)

اِک سے ہزار ہوویں

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مؤرخہ 28 فروری 2024ء کو خاکسار اور اہلیہ محترمہ سدرہ یوسف صاحبہ کو بیٹی کے بعد پہلے بیٹے سے نوازا ہے، الحمدللہ۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نَومولود کا نام طلحہ احمد یوسف عطا فرمایا اور وقفِ نَو کی بابرکت تحریک میں قبول فرمایا ہے، الحمدللہ۔ نَومولود مکرم یونس احمد صاحب کا پوتا اور مکرم ناصر محمود صاحب کا نواسہ ہے۔

احباب سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو صحت و تندرستی والی دراز عمر عطا فرمائے، اسلام احمدیت کے لیے مفید وجود بنائے اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے، آمین۔

(محمد یوسف، صدر جماعت Wetzlar)

ملکی و عالمی خبریں

منور علی شاہد

بڑھتی شدّت پسندی ترقی کے لئے خطرہ

جرمنی میں دائیں بازو کی سیاسی جماعتوں کی مقبولیت جرمنی کی ترقی میں خطرہ بنتی جارہی ہے۔ اس تشویش کا اظہار جرمنی کے مرکزی بنک کے صدر یوآخم ناگل (Dr. Joachim Nagel) نے فنکے میڈیا گروپ کے مختلف اخبارات سے گفتگو کرتے ہوئے اپیل کے رنگ میں کہا کہ یہ شدت پسندی سرمایہ کاروں اور باہر سے آنے والے ملازمین کو خوفزدہ کرتی ہے۔ انہوں نے ان خدشات کا اظہار حالیہ انتخابات میں سیاسی پارٹی AFD کی مقبولیت کے تناظر میں کیا ہے۔

ماسکو حملہ میں ہلاکتیں 133 سے تجاوز کر گئیں

22 مارچ 2024ء کو ماسکو کے کنسرٹ ہال میں فائرنگ اور دستی بموں کے نتیجہ میں ہونے والی ہلاکتوں کی تعداد 133 ہوگئی ہے۔ خبر رساں اداروں کے مطابق دہشت گرد عالمی تنظیم اسلامک اسٹیٹ نے اس حملے کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ روس نے ابتدائی بیان میں اس حملہ کا ذمہ دار یوکرائن کو ٹھہرایا تھا۔ اقوام متحدہ، یورپین یونین، جرمنی سمیت عالمی ممالک نے اس حملہ کی مذمت کی ہے۔ روسی حکام کی طرف سے اب تک 11 افراد کو گرفتار کیا گیا ہے جس میں 4 دہشت گرد بھی شامل ہیں۔ ایک جرمن دفاعی ماہر کے مطابق پوٹن انتظامیہ کو قبل از وقت متنبّہ کیا گیا تھا جسے نظر انداز کیا گیا تھا۔

اب فلسطینی ریاست قائم ہو جانی چاہیے

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل انتونیو گوتریس نے کہا کہ وہ وقت آ پہنچا ہے کہ اب فلسطینی ریاست قائم کر دی جائے۔ انہوں نے غزہ کے علاقے پر اپنی تشویش اور فکر کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ غزہ میں پہلے سے کہیں زیادہ انسانی مدد اور خوراک کی ضرورت ہے۔ جنگ روکنے کا ہمارے پاس اختیار نہیں ہے، جن کے پاس اختیار ہے وہ اس جنگ کو فوری طور پر روکیں۔ انہوں نے متنبّہ کیا کہ رَفح کے علاقے میں زمینی آپریشن سے انسانی تباہی میں مزید اضافہ ہوگا، اب مزید انسانوں کو مَرتے نہیں دیکھا جاسکتا۔ اسرائیل کے ہاتھوں اب تک 32226 فلسطینی شہید ہو چکے ہیں۔

توہین مذہب، طالبات کو سزائیں سنادی گئیں

پاکستان کے شہر ڈیرہ اسماعیل خان کی ایک عدالت نے توہین مذہب کے ایک کیس میں قتل کا جرم ثابت ہونے پر دینی مدارس کی 2 طالبات کو سزائے موت جبکہ ایک کم سن طالبہ کو عمر قید کی سزا سنائی ہے۔ سزا میں 20،20 لاکھ اور 10 لاکھ روپے جرمانہ کی سزائیں بھی شامل ہیں۔ قتل کا یہ واقعہ 29 مارچ 2022ء میں ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقے انجم آباد کے مدرسہ جامعہ اسلامیہ فلاح البنات میں پیش آیا تھا جب تین طالبات نے اپنی معلّمہ کو گلے پر چھری پھیر کر قتل کر دیا تھا۔ پولیس کے مطابق دورانِ تفتیش پتہ چلا کہ ان طالبات کی کسی رشتہ دار نے خواب میں دیکھا تھا کہ مقتولہ نے توہین مذہب کی ہے۔

بھارت میں مذہبی آزادی کی ابتر صورت حال

امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی انسانی حقوق کی رپورٹ میں بھارت میں مذہبی آزادیوں کے بارہ میں تشویش کا اظہار کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق مذہبی آزادی کے حوالہ سے بھارت میں مزید 11 پوائنٹس کی کمی دیکھی گئی ہے۔ واضح کیا گیا ہے کہ مسلمان اور عیسائی سب سے زیادہ ظلم و بربریت کا شکار ہوئے۔ اسی طرح دَلّت ذات کے ہندو بھی شدید متاثر ہو رہے ہیں۔ لکھا گیا کہ مودی سرکار نے اپنے دَور میں 'ہندوتوا' نظریہ کو بہت زیادہ فروغ دیا ہے جس کے باعث دیگر اقلیتیں شدید متاثر ہو رہی ہیں اور ان کے خلاف تشدّد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

دنیا بھر میں مہنگائی میں اضافہ کا خطرہ

گلوبل وارمنگ دنیا بھر میں مہنگائی اور خوراک کی قیمتوں میں اضافہ کا سبب بن سکتی ہے۔ اس حوالے سے زرعی ماہرین اور یورپین بنک نے خبردار کرتے ہوئے کہا ہے کہ گلوبل وارمنگ ہیٹ ویو، خشک سالی اور بے تحاشہ سیلاب زراعت اور خوراک کی پیداوار شدید متاثر کر سکتے ہیں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ درجہ حرارت میں اضافہ سے خوراک کی عالمی منڈیوں میں خوراک کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے جس سے ترقی پذیر ممالک براہ راست زیادہ متاثر ہوسکتے ہیں۔

مِٹ جائے گی مخلوق تو انصاف کرو گے؟

غزہ میں ہونے والی بربریت اور عالمی رائے عامہ

مکرم زبیر خلیل خان صاحب

یوں تو گزشتہ 75 سال سے فلسطین میں خون کی ہولی کھیلی جارہی ہے تاہم اکتوبر 2023ء کو اس میں ایسی شدّت آئی ہے کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہی۔اس کا مختصر پس منظر اس طرح سے ہے کہ 2007ء میں غزہ کے علاقہ میں مقیم فلسطینیوں کی سیاسی پارٹی ''حماس'' نے غزہ کے انتظامی امور سنبھال لیے تھے۔اس کے برسرِ اقتدار آنے پر اسرائیل نے حماس کی دشمنی میں غزہ کے علاقہ کے لیے توانائی کے ذرائع مسدود کر دیے۔درآمدات پر سخت پابندیاں عائد کر دیں اور غزہ کی تمام سرحدوں کو مکمل طور پر بند کر کے ان کا کنٹرول اسرائیل نے خود سنبھال لیا۔اسرائیل کے اس ظالمانہ رویہ کے خلاف 2008ء اور پھر 2014ء سے 2022ء تک حماس اور اسرائیل کے درمیان وقتاً فوقتاً مسلح جھڑپیں ہوتی رہیں یہاں تک کہ 7 اکتوبر 2023ء کو حماس نے اسرائیل پر ایک بڑا حملہ کر دیا ''تنگ آمد بجنگ آمد''۔حماس کی طرف سے کئے گئے اس حملہ کے ردِّعمل کے طور پر 1967ء کی جنگ کے بعد پہلی دفعہ اسرائیل نے فلسطینیوں کے خلاف باقاعدہ جنگ کا اعلان کر دیا جو نصف سال گزر جانے پر بھی جاری ہے۔ اسرائیل کی اس بربریت کے نتیجہ میں غزہ میں اب تک 32000 سے زیادہ ہلاکتیں ہو چکی ہیں جن میں دو تہائی تعداد بچوں اور عورتوں کی ہے اور 75000 سے زائد افراد زخمی ہو چکے ہیں۔جبکہ غزہ کا رہائشی، سماجی، معاشی، صحت اور ذرائع آمدورفت کے بنیادی ڈھانچہ کا 75 فیصد حصہ اسرائیلی بمباری کی وجہ سے بالکل تباہ ہو چکا ہے۔

فلسطین کے لیے احمدیہ مسلم جماعت کی مساعی

موجودہ جنگ کے آغاز میں ہی عالمگیر احمدیہ مسلم جماعت کے سربراہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دکھ اور صدمے کا اظہار کیا۔ جنگ کی شدید مذمت کی اور متحارب فریقین کو امن کے حصول کی طرف توجہ دلائی۔ابھی تک اسرائیل کی طرف سے نہتے فلسطینی بچوں، عورتوں اور بڑی عمر کے افراد پر کی جانے والی شدید قسم کی بربریت اور اس کے نتیجہ میں بے پناہ اموات اور زخمی ہو جانے والوں کے لیے نہ صرف دکھ اور صدمے کا مسلسل اظہار کرتے رہتے ہیں بلکہ باقاعدگی سے عالمگیر احمدیہ مسلم جماعت کے ممبران کو ان بے گناہ فلسطینیوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحم اور

فضل عطا ہونے کے لیے خصوصی دعاؤں کی تحریک بھی خطبہ جمعہ میں کرتے رہتے ہیں۔

بین الاقوامی سطح پر 9 مارچ 2024ء کو لندن میں احمدیہ مسلم جماعت کے زیرِانتظام اَمن سمپوزیم کا بھی انعقاد کیا گیا جس میں دنیا بھر کے رہنماؤں کے لیے دنیا میں اَمن قائم کرنے کے لیے اسلام کے سنہری اصولوں پر بھی احمدیہ مسلم جماعت کے سربراہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں روشنی ڈالی۔ اس خطاب کو مختلف زبانوں میں ترجمہ کرکے متعلقہ حکام تک پہنچانے کی مساعی بھی جاری ہے۔ احمدیہ مسلم جماعت کے سربراہ کی ہدایات کی روشنی میں دنیا بھر کے احمدیوں نے اپنے ممالک کے حکام کو غزہ میں ہونے والی بربریت رکوانے کے لیے بہت بڑی تعداد میں خطوط اور ای میلز بھی لکھی ہیں۔ فلسطین کے علاقہ حیفہ میں موجود احمدیہ مسلم جماعت کے مقامی سربراہ شریف عودہ صاحب اس جنگ کے آغاز کے بعد سے دو دفعہ بڑے پیمانے پر اَمن سمپوزیم کا انعقاد اسرائیل کے علاقہ میں کر چکے ہیں جن میں مقامی یہودیوں کی بڑی تعداد کو اَمن کے قیام کے لیے اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا گیا۔ احمدیہ مسلم جماعت کی انسانیت کی خدمت کے لیے قائم تنظیم Humanity First کے زیرِانتظام مصر کے علاقہ کے ساتھ ملحقہ رَفح کراسنگ سے خوراک، ادویات، پانی اور دیگر ضروریات زندگی فلسطینی مہاجرین کے لیے باقاعدگی سے تقسیم کروائی جا رہی ہیں۔ دنیا کے تمام ممالک میں احمدیہ مسلم جماعت کے ممبران اپنے فلسطینی برادران کی مدد کے لیے دل کھول کر عطیات بھی دے رہے ہیں۔

عالمی عدالت انصاف کا فیصلہ

26 جنوری 2024ء کے روز عالمی عدالت انصاف نے 1948ء میں قائم کئے جانے والے Genocide Convention کے مندرجات کے مطابق غزہ میں جاری فلسطینیوں کی انسانی نسل کشی کے خلاف جنوبی افریقہ کی طرف سے دائر مقدمہ کا عبوری فیصلہ سنایا۔ اس فیصلہ کو سترہ میں سے پندرہ ججز کی حمایت حاصل تھی۔ فیصلہ کے مطابق عالمی عدالت انصاف نے اسرائیل کو ہدایت کی کہ وہ غزہ میں فلسطینیوں کی نسل کشی پر مبنی سرگرمیوں کی روک تھام کے لیے اقدامات کرے۔ اسی طرح غزہ میں انسانوں کی فلاح وبہبود کے لیے بھی اقدامات یقینی بنائے۔ البتہ عالمی عدالت انصاف نے غزہ میں فوری جنگ بندی کے مطالبہ کو منظور نہیں کیا۔ اسرائیل نے اعلان کیا کہ وہ عالمی عدالت انصاف کے اس فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتا اس لیے وہ کوئی قدم نہیں اٹھائے گا۔ عالمی برادری کو عالمی عدالت انصاف سے یہ شکوہ ضرور پیدا ہوا کہ اتنی بربریت اور ظلم کے باوجود انصاف دلوانے والے اس عالمی ادارے نے فوری جنگ بندی کی طرف کیوں توجہ نہیں دی۔ اس سے اس خدشہ کو تقویت ملتی نظر آئی کہ انصاف بھی طاقتوروں کی مرضی سے ہی ملتا ہے۔

اقوام متحدہ کی سیکیورٹی کونسل کی بے توقیری

دنیا میں امن کے قیام کی ضمانت کے لیے اقوامِ متحدہ کا سب سے اہم ادارہ سیکیورٹی کونسل ہے۔ اس کے کل

SECURITY COUNCIL

پندرہ ممبر ہیں جن میں پانچ مستقل ممبر ہیں جن کے پاس ویٹو کا حق ہے۔ مستقل ممبران میں امریکہ، برطانیہ، فرانس، روس اور چین شامل ہیں۔ باقی دس غیرمستقل ممبران کا انتخاب دو سال کے لیے اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی دو تہائی ووٹوں سے کرتی ہے۔ غزہ میں جاری جنگ کے لیے اس وقت تک سیکیورٹی کونسل میں سات مرتبہ قراردادیں پیش ہوچکی ہیں جن میں سے دو قراردادیں جو انسانی ہمدردی کی بنیاد پر امدادی اشیاء سے متعلق تھیں وہ منظور ہوگئی تھیں۔ باقی پانچ قراردادیں جو جنگ بندی کے نقطۂ نظر سے تیار کی گئی تھیں ان میں سے تین کو امریکہ نے اور دو کو روس اور چین نے ویٹو کر دیا تھا۔ اگر گہرائی میں تجزیہ کیا جائے تو یہ کونسل انصاف کے اصولوں کے بالکل منافی بنائی گئی ہے۔ ویٹو کی طاقت رکھنے والا کوئی ملک بھی باقی چودہ ممالک کی رائے کو ردّ کر سکتا ہے جو کسی طرح بھی انصاف نہیں۔ اور اس ادارہ کی بے توقیری میں اضافہ ہی کرتا ہے۔ غزہ کے معاملہ میں ایسا ہوتا صاف نظر آ رہا ہے۔

25 مارچ کو اقوامِ متحدہ نے اپنے چودہ ممبران کی رائے سے غزہ میں فوری جنگ بندی کی قرارداد منظور کر لی ہے۔ اس مرتبہ امریکہ نے قرارداد ویٹو نہیں کی البتہ رائے شماری میں حصہ نہیں لیا۔ امریکہ کی طرف سے ویٹو استعمال نہ کرنے کی وجہ سے اسرائیلی وزیراعظم نے امریکہ کی شدید مذمت کی ہے اور امریکہ کا مجوزہ دَورہ بھی منسوخ کر دیا ہے۔ ساتھ ہی اسرائیل کے وزیرِدفاع نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ اسرائیل سیکیورٹی کونسل کی قرارداد پر عمل نہیں کرے گا اور غزہ میں جنگ جاری رکھے گا۔ طاقتور ممالک کی طرف ایسے اقدامات اقوامِ متحدہ کے اس اہم ادارہ کی بے توقیری میں مزید اضافہ کا باعث بن رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اقوامِ متحدہ کے ادارہ کے بارہ میں کیا ہی سچ فرمایا تھا:

’’یہ عجیب قسم کا امن عالم کا ادارہ ہے اور عجیب قسم کی یونائیٹڈ نیشنز ہے۔ فیصلے کرنے کا اختیار ہے، فیصلے نافذ کرنے کا اختیار نہیں۔ فیصلے نافذ کرنے کا اختیار بڑی طاقتوں کو ہے اور بڑی طاقتوں کی مرہونِ منت تمام دنیا کی قومیں بنی ہوئی ہیں۔ یہ ادارہ زندہ رہنے کے لائق نہیں ہے۔ یہ غلامی کو جاری رکھنے کا ادارہ ہے۔ غلامی کے تحفظات کا ادارہ ہے۔ آزادی کے تحفظات کا ادارہ نہیں ہے۔

(خطبات طاہر جلد 10 صفحہ 217، خطبہ جمعہ 8 مارچ 1991ء)

باقی صفحہ 35 پر

مکرم ڈاکٹر شکیل احمد شاہد صاحب پی ایچ ڈی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام

کَلۡبٌ یَمُوۡتُ عَلٰی کَلۡبٍ

اور اس کے پورا ہونے کا عبرت ناک منظر

خداتعالیٰ اپنے مرسلین سے کئے گئے وعدہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ[1] یعنی اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے کو ہمیشہ پورا کرتا آیا ہے۔ وقت کے فرعونوں کو زبردست دنیاوی طاقتوں کے حامل ہونے کے باوجود اپنے مرسلین کے مقابل آنے پر، ذلت آمیز ہلاکت سے دوچار کرتا ہے اور انہیں آنے والی نسلوں کے لئے نمونہ حسرت وعبرت بنا دیتا ہے۔ ہمارے پیارے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰؐ کی نصرت کے لئے تو گویا خداتعالیٰ خود زمین پر اُتر آیا۔ دشمنانِ محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل وخوار کرتے ہوئے صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ اسی طرح آپؐ کے روحانی فرزند جلیل اور عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ مسیح موعود ومہدی معہود کے مخالفین کو بھی گزشتہ انبیاء کے مکذبین کی طرح فَتِلۡکَ بُیُوۡتُھُمۡ خَاوِیَۃًۢ بِمَا ظَلَمُوۡا یعنی پس یہ ان کے گھر ہیں جو اُس ظلم کے سبب ویران پڑے ہیں جو انہوں نے کیا،[2] کا عبرت انگیز نمونہ بنا دیا۔

قارئین کرام! خداتعالیٰ کے مرسلین اس کی ہستی کا بڑا ثبوت ہوتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ سے امورِ غیبیہ پر اطلاع پاکر مستقبل سے تعلق رکھنے والی ایسی پیشگوئیاں کرتے ہیں جو اپنے وقت پر پوری ہوکر بہتوں کی ہدایت اور مومنین کے ثبات قدم کا باعث بنتی ہیں۔ انہی میں سے ایک عظیم الشان وہ پیشگوئی ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان الفاظ میں شائع فرمایا:

”ایک شخص کی موت کی نسبت خدائے تعالیٰ نے اعدادِ تہجی میں مجھے خبر دی جس کا ماحصل یہ ہے کہ کَلۡبٌ یَمُوۡتُ عَلٰی کَلۡبٍ یعنی وہ کتا ہے اور کتے کے عدد پر مرے گا جو 52 سال پر دلالت کررہے ہیں۔ یعنی اس کی عمر 52 سال سے تجاوز نہیں کرے گی۔ جب 52 سال کے اندر قدم دھرے گا تب اسی سال کے اندر اندر راہی ملک بقا ہوگا“۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 190)

یہ پیشگوئی حرف بحرف مؤرخہ 4/اپریل 1979ء کو تب پوری ہوئی جب پاکستان کے سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کو انہی مولویوں نے پھانسی گھاٹ تک پہنچا دیا جن کی خوشنودی کے لئے اس نے جماعت احمدیہ مسلمہ کو پاکستان کی منتخب پارلیمان کے ذریعہ 7 ستمبر 1974ء کو غیرمسلم قرار دلوا دیا۔ اِس پیشگوئی کے الفاظ کو واقعات کی روشنی میں دیکھا جائے تو انسان ورطہ حیرت میں ڈوب جاتا۔

1- المجادلہ:22

2- النمل:53

بھٹو کی پیدائش 5 جنوری 1928ء کی ہے اور جس دن اسے پھانسی دی گئی، اس کی عمر 51سال 2 ماہ اور تیس دن تھی۔یعنی حضور علیہ السلام کے الفاظ کے عین مطابق جب اس نے اپنی زندگی کے 51 سال پورے کر لئے اور 52ویں سال میں قدم رکھا تو راہی ملک بقا ہو گیا۔اب ایک اور زاویہ سے دیکھیں اور Gestational Age یعنی رحم مادر میں پرورش کے 9 ماہ بھی ملا لئے جائیں تو پھانسی کے وقت موصوف کی عمر 51 سال 11 ماہ اور 30 دن بنتی ہے[3]۔اور پیشگوئی کے الفاظ کہ اس کی عمر 52 سال سے تجاوز نہیں کرے گی ہر دو طرح سے پوری ہوئی۔

جماعت احمدیہ کی بنیاد سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 23 مارچ 1889ء کو رکھی، اور 7 ستمبر 1974ء تک جماعت احمدیہ کو قائم ہوئے محض 85 سال 5 مہینے اور 15 دن ہوئے تھے۔سال 1974ء میں جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوا کر بھٹو نے جگہ جگہ اعلانات کیے کہ مَیں نے نوّے سالہ مسئلہ حل کر کے اسلام کی عظیم خدمت کی ہے۔حقیقت تو یہ ہے کہ نوّے سال 23 مارچ 1979ء کو پورے ہوئے جس کے ٹھیک 12 دن بعد ذوالفقار علی بھٹو صاحب تختہ دار پر لٹکا دئے گئے۔وہ مولوی جو کل تک ان کی اس خدمت کو محمد بن قاسم، موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد اور صلاح الدین ایوبی کی خدمات سے تشبیہ دے رہے تھے اور ان کے لئے اخبارات میں عمر نوح اور خضر کی دعائیں شائع کروا رہے تھے، انہی مولویوں نے انہیں بدکار اور قاتل قرار دلوا کر مولوی مشتاق کی عدالت سے پھانسی کی سزا دلوا دی۔یوں 7 ستمبر 1974ء کو جماعت کے نوّے سال پورے ہونے پر نوّے سالہ مسئلہ کے حل کا کریڈٹ لینے والے کا اللہ تعالیٰ نے مسئلہ حل کر دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس پیشگوئی کے غیر معمولی ہونے سے متعلق فرمایا:

”اس پیشگوئی میں 52 کا کوئی ذکر موجود نہیں، مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذہن کلب کے اعداد پر گیا اور آپؑ نے فرمایا کہ کَلْبٌ یَمُوْتُ عَلٰی کَلْبٍ میں پہلا کلب احمدیت کے ایک دشمن سے متعلق ہے اور دوسرے کلب میں اس کی عمر بتائی گئی ہے کہ کس عمر میں مرے گا۔حضرت مسیح موعودؑ نے جس زمانے میں یہ پیشگوئی فرمائی اس وقت تو ایسے دشمن کا وجود نہیں تھا، مگر آپ نے نہایت صراحت سے فرمایا کہ یہ بات یقینی ہے کہ جس فرد سے متعلق پیشگوئی ہے وہ احمدیت کا ایک غیر معمولی دشمن ہوگا، جو احمدیت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا۔وہ 52 سال میں داخل ہونے سے پہلے نہیں مرے گا اور جب 52سال میں قدم رکھے گا تو سال گزرنے سے پہلے پہلے ضرور مر جائے گا۔

جب ضیاء نے بھٹو کی حکومت کا تختہ اُلٹا ہے تب بھٹو کی عمر 49 سال چھ ماہ تھی۔اور عجیب بات یہ ہے کہ اس وقت باوجودیکہ خلیفۃ المسیح کی جانب سے ایسا کوئی اعلان نہیں کیا گیا مگر اللہ تعالیٰ نے ہر احمدی کے دل میں یہ خیال ڈال دیا کہ یہ پیشگوئی بھٹو سے متعلق ہے۔چنانچہ ابھی 52سال پورے ہونے میں ڈھائی سال باقی تھے اور پتہ نہیں تھا کہ ہونا کیا ہے، مگر احمدیوں نے باتیں کرنا شروع کر دیں۔چنانچہ مودودی اخباروں میں یہ اپیلیں شائع ہونا شروع ہوگئیں کہ تم نے اگر اس کو مارنا ہے تو پہلے ختم کرو۔بعض نے کہا ہے کہ نہ مارو ورنہ احمدی کہیں گے کہ مرزا صاحب سچے نکلے، اس لئے اسے چھوڑ دو۔اور بعضوں نے کہا کہ اس سال یعنی 1979ء کو نہیں مارنا، یہ سال نہ آنے دو“۔

حضورؒ نے مزید فرمایا: ”مگر وہی ضیاء جو اپنے آپ کو آج سب سے بڑا دشمن احمدیت بنا رہا ہے، اسی کے ہاتھوں خدا تعالیٰ نے احمدیت کی تصدیق ظاہر کی ہے۔وہ مہر لگا چکا ہے اپنے ہاتھ سے کہ احمدیت سچی ہے۔اسی ضیاء کے ہاتھوں بھٹو کا فیصلہ ہوتا ہے اور فیصلہ میں تاخیر ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ 52 سال نہیں آیا اور جب 52 آیا تو پاکستان کی تاریخ میں صرف ایک سیاستدان ہے جس کی قومی سطح پر سالگرہ منائی گئی ہے اور 52 ویں منائی گئی ہے۔اور بی بی سی نے اعلان کیا کہ آج بھٹو صاحب کی سالگرہ ہے اور 52ویں سال میں قدم رکھ رہے ہیں۔اور یہ بات پاکستان کے اخباروں میں چھپی ہے۔قائد اعظم کی پیدائش کا سال نہیں منایا گیا، لیاقت علی خان کا نہیں منایا گیا، ایک ہی سیاستدان ہے پاکستان کی تاریخ میں جس کی سالگرہ کا اعلان ہوتا ہے اور تشہیر کی جاتی ہے۔بھٹو صاحب 1970ء سے آئے ہوئے ہیں، کبھی پیپلز پارٹی کو خیال نہیں آیا کہ سالگرہ منائیں، اتنا مشہور لیڈر ہے۔جب 52 میں داخل ہوتا ہے تو سالگرہ منائی جاتی ہے۔تو کیا ان واقعات میں نشانات نہیں ہیں؟ کیا خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تقدیر نظر نہیں آرہی؟“۔

(مجلس عرفان منعقدہ یکم فروری 1987ء)

محسن کشی

جماعت احمدیہ کا بھٹو پر یہ بڑا احسان تھا کہ انہیں پہلی مرتبہ وزیرِاعظم بنوانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔اس وقت بھٹو صاحب واحد سیکولر لیڈر تھے، باقی زیادہ تر

جنرل ضیاء الحق اپنے محسن وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کا استقبال کرتے ہوئے

3- www.calculator.net/age-calculator.html?today=01%2F05%2F1928&ageat=04%2F04%2F1979&x=Calculate

متشدد مذہبی سیاسی پارٹیاں تھیں۔ تاہم محسن کشی کی نئی مثال رقم کرتے ہوئے برسر اقتدار آکر بھٹو صاحب نے اپنے اقتدار کی مضبوطی اور مذہبی جماعتوں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کو غیرمسلم قرار دلوا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے بھی کام نرالے ہیں۔ اس محسن کش کی سزا دہی کے لئے مہا احسان فراموش ضیاءالحق کو بھٹو پر مسلط کر دیا۔ ضیاءالحق کو بھٹو ہی نے سینئر جرنیلوں کو نظرانداز کرتے ہوئے آرمی چیف لگایا۔ سلمان تاثیر صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ بھٹو صاحب اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے دوسروں پر مہربانیاں کرتے رہتے تھے۔ جنرل ضیاء کی ایک معذور بیٹی کے علاج اور ضیاء کی ساری فیملی کے بیرون ملک سفر و رہائش کے اخراجات ریاست کے خزانہ سے ادا کرتے رہے۔ ستم ظریفی دیکھئے کہ جب ضیاء نے بھٹو کا تختہ الٹا تو ضیاء کی فیملی ابھی بیرون ملک ہی تھی[4]۔

قبول نہ ہونے والی خدمات

اللہ تعالیٰ سے مقبول خدمتِ دین کی دعا مانگنی چاہئے کہ وہ خدمات جن کے پیچھے سیاسی و ذاتی مقاصد ہوں اللہ تعالیٰ کے ہاں مردود اور بعض اوقات قابل گرفت ٹھہرتی ہیں۔ سلمان تاثیر صاحب لکھتے ہیں کہ بھٹو کو سب سے زیادہ مخالفت کا اندیشہ قدامت پسند جماعتوں بشمول جماعت اسلامی، جمعیت علمائے اسلام، مرکزی جمعیت اہلحدیث سے تھا، جو آپس میں شدید خار رکھنے کے باوجود بھٹو کے خلاف سیاسی طور پر متحد تھیں۔ بھٹو کی ان کے خلاف حکمت عملی سادہ لیکن موثر تھی۔ بھٹو ان کی ضروریات کو قبل اس کے کہ وہ مطالبہ کریں پورا کر دیتے تھے۔ اقتدار میں آنے کے چند مہینوں کے اندر انہوں نے ریکارڈ تعداد میں لوگوں کو حج پر جانے کی اجازت دلوائی۔ اس کے بعد 1973ء کے آئین میں خاص طور پر اسلام کو ریاست کا مذہب قرار دلوایا اور یہ کہ ریاست کا سربراہ مسلمان ہوگا۔ انہی ملاؤں کے سامنے گھٹنے ٹیکتے ہوئے 1974ء میں انہوں نے احمدیہ جماعت کو قومی اسمبلی کے ذریعہ غیرمسلم اقلیت قرار دلوایا۔ جمعہ کو قومی تعطیل میں تبدیل کیا، اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لیے مختلف سرکاری تنظیموں کی بنیاد رکھی، عربی زبان کی حوصلہ افزائی کی اور قرآنِ پاک کو اسکول کے نصاب میں متعارف کرایا۔ 22 فروری 1974ء کو انہوں نے لاہور میں اسلامی سربراہی کانفرنس کا انعقاد کیا۔ بھٹو کی انہی خدمات اور علماء کے مطالبات سے قبل ہی انہیں پورا کردینے پر ان کے مخالفین میں سے ایک نے طنزیہ انداز میں کہا: ”مسٹر بھٹو ان سب میں سب سے بڑے مولانا ہیں۔ درحقیقت انہیں ’مولانا لاڑکانوی‘ کہا جانا چاہیے“[4]۔ اب بظاہر تو یہ خدماتِ دینیہ ہی تھیں، مگر نیّت درست نہ ہونے کے باعث اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہونے کی بجائے قابل سزا ٹھہریں۔

4-Bhutto: A Political Biography by Salman Taseer

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 1956ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے آنے والے خلیفہ سے متعلق فرمایا تھا: ”مَیں ایسے شخص کو جسے خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لاکر کھڑا ہوجائے گا تو اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہوجائیں گی“۔

(خلافت حقہ اسلامیہ، انوار العلوم جلد 26 صفحہ 31)

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دورِ خلافت میں جب معاندین احمدیت کے مطالبات پورے کرتے ہوئے اس وقت کی منتخب اور نہایت مضبوط سمجھی جانے والی حکومت نے جماعت احمدیہ کو مٹانے کا عزم کیا تو اللہ تعالیٰ نے خود اسے ریزہ ریزہ کر دیا۔ وہ جو جماعت کے ہاتھ میں کشکول پکڑانے کے اعلان کر رہے تھے، دربدر زندگی کی بھیک مانگنے پر مجبور ہوئے اور دوسری طرف اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ[5] یعنی یقیناً اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب رہتی ہے، کے تحت ہمیشہ خدا تعالیٰ کی رحمت جماعت احمدیہ کے سر پر سایہ فگن رہی ہے اور رہے گی، ان شاءاللہ۔

فَاعۡتَبِرُوۡا یٰۤاُولِی الۡاَبۡصَارِ[6]

5- الاعراف:57
6- الحشر:2

بقیہ: مِٹ جائے گی مخلوق تو انصاف کروگے؟ صفحہ 32

عرب اور مسلم ممالک کی بے حسی

اس وقت عرب دنیا میں 22 عرب ممالک پر مشتمل عرب لیگ موجود ہے۔ اس کے علاوہ آرگنائزیشن آف اسلامک کوآپریشن (OIC) بھی موجود ہے جس کے اس وقت 57 ممبران ہیں۔ لیکن عرب لیگ اور آرگنائزیشن آف اسلامک کوآپریشن میں اختلافات کی شدّت اس اَمر سے ظاہر ہو جاتی ہے کہ اردن کے سوا کسی مسلم ملک نے اپنے سفارتی تعلقات ختم نہیں کیے اور نہ ہی اپنے سفارتکار اسرائیل سے واپس بلائے ہیں۔ اگر عالمی عدالت انصاف میں Genocide کا معاملہ اُٹھایا گیا تو وہ بھی جنوبی افریقہ نے اُٹھایا جو مسلم ملک نہیں ہے۔ اسی طرح عالمی عدالت انصاف میں مقدمہ لڑنے کے لیے آئرلینڈ آگے آیا جو مسلم ملک نہیں ہے۔ عرب ممالک اور اسلامی دنیا میں اتفاق اور اتحاد کی کمی صاف ظاہر کر رہی ہے کہ اس وقت عالم اسلام کو کسی ایسے رہبر کی ضرورت ہے جو مسلم اُمہ کو ایک جھنڈے تلے جمع کر سکے۔

امت مسلمہ کے لیے عاجزانہ مشورہ

خدائے برتر نے تو اپنے پیارے محمد ﷺ کی اُمّت پر پیار اور رحم کی نظر کرتے ہوئے اپنے وعدہ کے مطابق اور زمانے کی ضرورت کو مدِّنظر رکھتے ہوئے عین وقت پر امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد مسیح ومہدی موعود علیہ السلام کو مبعوث کر دیا تھا۔ لیکن اُمّتِ مسلمہ کی بدقسمتی ملاحظہ ہو کہ اس نے خدائے برتر کی طرف سے بھیجے گئے اس مرسَل کا انکار کر دیا حالانکہ پوری امت مسلمہ روزانہ اس اَمر کا مشاہدہ کرتی ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت کے افراد جنہوں نے وقت کے امام کو قبول کیا وہ مسیح الزمان کے بعد قائم کردہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی بدولت کس طرح ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں اور خلافت کی بدولت ہی اتفاق اور اتحاد کے ساتھ ترقیات کی راہ پر گامزن ہیں۔ کاش دنیائے اسلام بھی اس نقطہ کو سمجھ کر وقت کے امام کو قبول کرلے تاکہ وہ بھی ہرقسم کے مسائل سے چھٹکارا حاصل کرکے مسیح محمدی کے حصار میں آجائے، آمین۔

ازل کے دن سے ثاقب ہم وہ فطرت لے کے آئے ہیں
عدو کو رنج پہنچے اور ہماری آنکھ بھر آئے

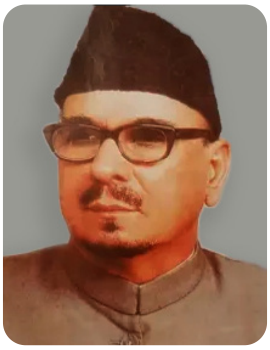

خدائی تقدیر

جناب ثاقب زیروی کی 45 سالہ پرانی ایک زندۂ جاوید نگارش

مرسلہ: قمرالزمان مرزا

پاکستان کے سابق وزیراعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کی طرف سے اپنی سزائے موت کو ختم یا عمر قید میں تبدیل کرنے کی کوشش ثمر آور نہ ہوئی۔ 24 مارچ 1979ء کو عدالتِ عظمیٰ نے اُن کی وہ درخواست بھی مسترد کر دی تھی جو انہوں نے فاضل عدالت کے 6 فروری 1979ء کے فیصلہ پر نظر ثانی کے لیے دی تھی اور جس کی سماعت درخواست دائر کرنے کے چالیسویں دن (17 مارچ 1979ء کو) مکمل کر لی گئی تھی۔ اب صرف صدر مملکت سے رحم کی اپیل ہی کا مرحلہ باقی رہ گیا تھا۔ جناب بھٹو اُن کی بیگمات اور اُن کی اولاد میں سے کسی نے شاید اس لیے ایسی اپیل نہ کی کہ وہ اقرارِ جرم اور ارتکاب جرم پر واشگاف اظہارِ ندامت کے بعد ہی مؤثر ہوتی ہے اور وہ اب اُنہیں مقدمہ میں بے قصور سمجھتے تھے۔ اُن کی عمر رسیدہ سوتیلی بہن اُن کے رفیقِ سیاست مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ اور راولپنڈی، لاہور اور کراچی کے بعض وکلاء نے جو اپیلیں کی، چونکہ وہ بھی اس نوع کے اقرار و اظہار سے معرّا تھیں، اس لیے وہ بھی بے اثر ثابت ہوئیں۔ ان کے علاوہ دنیا کے ساٹھ کے لگ بھگ چھوٹے بڑے ملکوں کے بادشاہوں، سربراہوں، صدر صاحبان اور وزرائے عظام نے بھی انسانی ہمدردی کی بنیاد پر اُن کی جان بخشی کی سفارش کی۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر کُرٹ والد ہائیم نے تو دو دفعہ زنجیر ہلائی اور درخواست کی کہ اُن سے درگزر کا معاملہ کیا جائے۔ لیکن خدائی تقدیر نہ ٹل سکی اور چیف آف سٹاف چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل صدر محمد ضیاء الحق نے مُلک میں قانون کی بالادستی قائم کرنے کے لیے ہر یادداشت، درخواست، اپیل اور سفارش کو مسترد کر دیا۔ جس کے بعد مسٹر بھٹو کو اپنی عمر کے 52ویں سال میں قدم دھرنے کے ٹھیک 90ویں دن (4 اپریل 1979ء کو) صبح کاذب کے وقت (دو بجے) ڈسٹرکٹ جیل راولپنڈی میں تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔

اور اُن کی نعش بذریعہ ہیلی کاپٹر نوڈیرو لے جا کر (نمازِ جنازہ کے بعد) گڑھی خدابخش میں (اُن کی خواہش کے مطابق) اُن کے آبائی قبرستان میں دفن کر دی گئی۔ ریڈیو رپورٹ کے مطابق تدفین کے وقت اُن کے دو چچا، ایک چچازاد، کچھ رشتہ دار اور نوڈیرو و لاڑکانہ کے بعض شہری موجود تھے۔

بیگم نصرت بھٹو اور مس بے نظیر (سہالہ میں نظر بندی کے باعث) تدفین کے وقت موجود نہ تھیں۔ تدفین کے تیسرے دن انہیں تین گھنٹوں کے لیے قبر پر لے جایا گیا اور یوں پاکستان کی تاریخ میں ایک ایسے فرمانروا کے عبرت انگیز انجام کے باب کا اضافہ ہو گیا۔

☆ جو دسمبر 1971ء سے اوائل جولائی 1977ء تک ملک کے سیاہ و سفید کا مالک رہا۔

☆ جسے حکمرانی کے لیے بے پناہ سیاسی و پارلیمانی طاقت میسر تھی۔

☆ جس کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ قانون کا درجہ رکھتا تھا۔

☆ جس کی آنکھ کے ایک ادنیٰ اشارے پر افراد ہی کی نہیں بڑی سے بڑی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کی وجاہتیں لُوٹ لی جاتی تھیں اور جس کا اوڑھنا اور بچھونا، چلنا اور پھرنا، اُٹھنا اور بیٹھنا، مذہب، عقیدہ، اخلاقی اقدار و اطوار حتّٰی کہ اس کی سوچ تک کا ہر پہلو سیاست اور صرف سیاست تھا۔ اور خدائی تقدیر! کہ وہ برگشتہ نصیب اپنی اس ہمہ جہتی سیاست ہی کی بھینٹ چڑھ گیا۔

فوجداری قوانین و تعزیرات پر عمیق و غائر نظر رکھنے والوں کے نزدیک نواب محمد احمد خاں کے قتل کا فوجداری مقدمہ ہرگز کوئی ایسا ٹھوس اور نپا تُلا مقدمہ نہ تھا کہ اگر قوانین و ضوابط کے دائرہ میں رہ کر اُس کا پوری سنجیدگی سے دفاع کیا جاتا تو ''سزائے موت'' سے بچ نکلنے کی کوئی گنجائش پیدا نہ ہو سکتی جبکہ اُس کے کئی واضح جھول اور ڈھیلی چُولیں تو ہم ایسے عامیوں کو بھی صاف دکھائی دیتی تھیں۔ لیکن اس برگشتہ نصیبی کا کیا علاج کہ جناب بھٹو نے قتل ایسے سنگین الزام کے تحت بنائے گئے اس مقدمہ کا دفاع بھی سیاست ہی سے کرنا مناسب سمجھا اور اُن کے وکلاء کی بھی اوّل سے آخر تک ساری توجہ عدالت کو اپنے موکل کی بے گناہی کا یقین دلا کر اُس کی بریت کے لیے ذہن ہموار کرنے کی بجائے اخبارات کو شہ سُرخیاں اور سنسناہٹ خیز عنوانات مہیا کرنے ہی پر مُرتکز رہی۔ اور وہ آخر وقت تک عدالت کو قائل کرنے کی بجائے اُسے مرعوب کرنے کی کوششوں ہی میں لگے رہے۔

ملک کے وہ خداپرست و خدا دوست طبقے۔ (یہ یقین جن کے ایمان کا ایک اہم جزو ہے کہ ایسی ہر عبرتناک خدائی گرفت کے پسِ پردہ ہمیشہ کوئی سنگین ترین روحانی گناہ کارفرما ہوتا ہے) اُن کے نزدیک یہ واقعہ تاریخ اعمال و جزا میں جرم کفرانِ نعمت کی تعزیر کے ایک

ایسے باب کا حکم رکھتا ہے جو سیہ روؤں کو رہتی دنیا تک درسِ عبرت و موعظت دیتے رہنے کے علاوہ ان جلال انگیز حقیقتوں کی یاد دہانی بھی کراتا رہے گا کہ

☆ اِس دنیا کا واقعی ایک خدا ہے جو رحیم و کریم بھی ہے اور جبّار و قہّار بھی۔ اور اُس سے بڑا اور بہترین منتقم اور کوئی نہیں۔

☆ تمام مخلوقات کو اُس کے بچوں کی حیثیت حاصل ہے۔ جب اُس کے ان بچوں پر ناحق ظلم ڈھایا جاتا ہے تو وہ بےقرار ہوجاتا ہے۔

☆ صبر و رضا میں سیاسی اقتدار سے کہیں زیادہ طاقت ہے۔

☆ ٹوٹے ہوئے دِل اُسے ہر شے سے عزیز ہیں۔

☆ جب کوئی مظلوم وستم رسیدہ بندہ اپنا انتقام اُس پر چھوڑ دیتا ہے تو وہ اُس سے کبھی بے وفائی نہیں کرتا اور اُسے کبھی بے سہارا نہیں چھوڑتا۔

☆ اُس حیّ و قیّوم اور جبّار و قہّار خدا کے سامنے بڑے بڑے جابروں، قاہروں، فرعونوں اور ہامانوں کی حیثیت ایک ذرّہ بےمقدار کی بھی نہیں۔

☆ ہر عزت اُسی کی طرف سے آتی ہے اور وہ اپنی نعمت کی ناشکری کرنے والوں سے جب چاہے اپنی عطا کردہ سطوتیں چھین لیتا ہے اور اُس کے احکامات اور اُس کے محبوب ترین رسول محمد ﷺ کے ارشادات کی بےحرمتی کرنے والے ہمیشہ گھاٹے میں رہتے ہیں۔

یہ کُفرانِ نعمت ہی تو ہے کہ جس خدا نے ایک ایسے شخص کو (جسے ایک وقت قومی اسمبلی کی پانچ نشستوں کی توقع بھی نہ تھی) ملک کے سب سے بڑے جمہوری ایوان میں دو تہائی اکثریت عطا کر کے ملک کے سات کروڑ انسانوں کی گردنیں اُس کے سامنے جھکا دیں مگر وہ موردِ انعام خصوصی برسرِ اقتدار آنے کے بعد دو ہی سالوں میں آپے سے ایسا باہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اس عطا کو اپنا حق اور اس ملک خداداد کو اپنی جاگیر سمجھ کر اُس جلیل وقدیر خدا کے بیّن احکامات اور اُس کے محبوب ترین رسول محمد ﷺ کے مطہّر ارشادات کی صداقت واصابت سے کھیلنے لگا۔ اور اُس نے دیدہ و دانستہ تمام احکاماتِ خداوندی و ارشاداتِ نبویؐ کو پسِ پشت ڈال کر اقتدار کے نشہ میں اُس کے لکھوکھا طاعت گزار بندوں کو بزورِ سیاست دائرہ اسلام سے دھکے دے کر نکال باہر کرنے کی جسارت کی اور اپنے اس خوفناک منصوبے کی تکمیل کے لیے (بلا لحاظ مذہب وعقیدہ ملک کے تمام باشندوں کے جان ومال کا محافظ ہوتے ہوئے) ان بےضرر خدا دوست محبّانِ وطن کو

☆ کرایے کے غنڈوں، لُٹیروں، شورہ پشتوں اور قاتلوں سے قریہ بہ قریہ اور شہر بہ شہر لُٹوایا، جلوایا، نچوایا اور محافظین قانون کی موجودگی میں گلیوں اور کوچوں میں بھیڑوں اور بکریوں کی طرح ذبح کرایا۔

☆ اس کے جوانوں پر رزق کے اور اُن کے بچوں پر تعلیم کے دروازے بند کیے۔

☆ اُن کے سالہا سال کے بنے بنائے روزگار اور کاروبار تباہ و برباد کرائے، اور

☆ اس خُونیں ڈرامے کے آخر میں جبراً اُن پر ناٹ مسلم کی تہمت لگا کر اُن پر حج بیت اللہ ایسی نعمت غیر مترقّبہ کی راہیں تک مسدود کردیں۔

محض اس ہوسِ جاہ میں کہ (بزعم خویش) اس اسلامی خدمت کے بعد وہ پاکستان کے سات کروڑ افراد کی گردنوں پر دسیوں سال اسی تمکنت وجلال سے مسلّط رہ سکے گا کہ اُس کا کوئی سیاسی رقیب و حریف اُس کی طرف میلی آنکھ سے دیکھنے تک کی جرأت نہیں کرسکے گا۔ کاش وہ اس راز سے آگاہ ہوتا کہ حق وہی ہے جو قرآن کریم میں ان الفاظ میں بیان ہوا ہے کہ

انسان بھی تدبیر کرتا ہے اور خدا بھی تدبیر کرتا ہے اور خدا سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

ایک طرف یہ مستِ مئے پندارِ سیاست خاک وخون کا یہ ڈرامہ کھیلنے میں مصروف تھا اور دوسری طرف اُس جبّار و قہّار کی تقدیریں حرکت میں تھیں۔ اس نے ملک کے ان لکھوکھا خدا دوستوں پر مہینوں عرصہ حیات تنگ رکھنے کے بعد قرآن وحدیث کو بالائے طاق رکھ کر ان بےنواؤں کے عقیدہ کے ماتھے پر ناٹ مسلم کا لیبل 7 ستمبر 1974ء کو چسپاں کیا تھا۔ فطرت نے اُس کے اپنے ہی ہاتھوں سے اُسی سال کے دوران میں (صرف سوا دو ماہ بعد) نواب محمد احمد خاں کے قتل کی صورت میں اُس کی اپنی موت کی بنیاد رکھوا دی جس کے بعد اُس رحیم وکریم خدا نے جس کی نگاہ اعمال سے زیادہ نیّتوں پر رہتی ہے اور اعمال کی بجائے نیّتوں ہی کے مطابق مواخذہ کرنا جس کی سنّت ہے۔ اور اگر کوئی خاطی وعاصی سچّے دل سے نادم ہو کر مغفرت طلبی کی غرض سے اُس کے آستانے پر گر جائے تو وہ جو گرفت میں دھیما ہے اور جس کا عفو بےپایاں ہے، اُسے اپنے فضل سے معاف بھی کر دیتا ہے۔

اس گھناؤنے روحانی گناہ کے ارتکاب کے بعد پورے پونے تین سال کا وقفہ استغفار اور مغفرت طلبی کے لیے بھی عطا فرمایا۔ مگر صد حیف کہ اُس بدنصیب نے اس ڈھیل سے بھی کوئی فائدہ نہ اُٹھایا اور اس کے اندھے اور منہ زور نشہ اقتدار نے اُسے پلٹ کر دیکھنے کی فرصت ہی نہ دی۔

اللہ تعالیٰ رحم فرمائے یہ سیاست بھی کیسا خوفناک نشہ ہے۔ جب کسی انسان کے ذہن پر سوار ہوجائے تو اُس کی نگاہوں سے نیکی وبدی روا و ناروا اور جواز کے تمام گوشے یکسر اوجھل ہوجاتے ہیں۔ اور اس کے پندار میں مبتلا شخص اپنے آپ کو تمام انسانوں سے بلند، منفرد، ممتاز حتّٰی کہ سنّت اللہ کے معاملہ میں بھی خود کو ترجیحی سلوک کا حق دار سمجھنے لگتا ہے۔ مگر فطرت کے خاموش انتقام کے انداز دیکھئے کہ جس شخص نے اپنی سیاسی فرمانروائی کی عمر بڑھانے کے لیے لکھوکھا عاشقانِ محمد ﷺ پر ناحق اور بلاجواز ''ناٹ مسلم'' کی تہمت لگائی جب وہ ملک کی عدالتِ عظمیٰ میں اپنے کیس کی بزبانِ خود وکالت کے لیے پیش ہوا تو پورے تین دن (بلاضرورت) بار بار یہی شکایت کرتا رہا کہ

ٹرائیل کورٹ (لاہور ہائی کورٹ) نے اپنے فیصلہ میں اُسے نام کا مسلمان کیوں قرار دیا ہے؟ اور کہ یہی تعصّب اُس کے سارے فیصلہ میں کارفرما ہے۔ جیسے پختہ قسم کے مسلمان سے ایسے جرم کا ارتکاب ممکن نہ ہو یا وہ

بشریت کے تمام تقاضوں سے مبرا ہوتا ہے۔ مگر ذی شعور صاحبِ نظر غصّہ بھانپ گئے تھے کہ اس میں بھی فطرت کا کوئی خاص بھید ہے اور اس شکایت کے رنگ میں فطرت اُس شخص سے (جو سیاسی اقتدار کے نشہ میں اپنے آپ کو اسلام کا اجارہ دار اور اپنے فیصلوں کو اللہ اور اُس کے رسول کے احکامات و ارشادات سے فائق و برتر سمجھنے لگا تھا اور جس نے اس زعم میں لاکھوں انسانوں کے دلوں کو توڑا اور سینے زخمی کئے) ملک کی سب سے بڑی عدالت کے رُوبرو یہ اقرار کروا رہی ہے کہ اُس نے جو کچھ کیا (اُسے) غلط جانتے ہوئے دیدہ ودانستہ کیا اور یوں احکامات خداوندی و ارشادات نبویؐ کی علی الاعلان توہین کی۔ کیونکہ اس مالک الملک نے یہ اختیار کسی شخص، کسی قانون، کسی اسمبلی اور کسی عدالت کو نہیں دیا کہ وہ کسی شخص کے ایمان وعقیدہ کے بارے میں فیصلہ کرے۔ چنانچہ قدرت نے اُس کے منہ سے ملک کی عدالتِ عظمٰی میں ایک بار نہیں، بار بار اُگلوایا کہ دُنیا کا کوئی شخص، کوئی قانون اور کوئی عدالت کسی کلمہ گو کو غیر مسلم قرار نہیں دے سکتی۔

ہم نہ کبھی جناب بھٹو کے سیاسی رقیب تھے نہ حریف۔ اور ''لاہور'' کے ادارتی کالم گواہ ہیں۔ ہم نے انسانیت دوستی کے جذبہ کے تحت متعدّد دفعہ مختلف رنگوں میں مغفرت ونجات کا یہ نکتہ اُن کے ذہن نشین کرانے کی کوشش بھی کی۔ تاکہ اُنہیں سیاست کے خوفناک چنگل سے نکل کر خدائے واحد و یگانہ کی رحمت سے لَو لگانے کی توفیق مل جائے اور وہ سچے دل سے توبہ کر کے مغفرت طلبی کے لیے ربّ جلیل وقدیر کے آستانے پر گر جائیں۔ کیونکہ اس سلسلہ میں ہماری نظروں سے اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ وراستباز بندے (بانیٔ سلسلہ احمدیہ) کی اپنے رب سے خبر پا کر دی ہوئی دو پیش خبریاں گزر چکی تھیں۔ جن میں اس عبرت انگیز انجام کے بعض واضح اشارے موجود ہیں۔ اور ہمارے ایقان و ایمان کے مطابق یہ خدائی تقدیر صرف اور صرف سچی توبہ، دلی ندامت اور کثرتِ استغفار ہی سے ٹل سکتی تھی۔ ان میں سے پہلی خدائی اطلاع کا ایک حصہ یوں ہے۔

"ایک شخص کی مَوت کی نسبت خدائے تعالیٰ نے اعداد تہجی میں مجھے خبر دی۔ جس کا ماحصل یہ ہے...... کہ اس کی عمر باون سال سے تجاوز نہیں کرے گی جب باون سال کے اندر قدم دھرے گا تب اُسی سال کے اندر اندر راہی ملکِ بقا ہوگا''۔ (1891ء ازالہ اوہام صفحہ 187-186)

اور دوسری کے الفاظ یہ ہیں:

"مَیں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھے کہتا ہے ''سزائے مَوت''، یعنی چالیس دن کے بعد مَوت کا حکم ہے۔ مَیں نے مولوی محمد علی صاحب سے پوچھا ہے۔ کیا اس حکم کا اپیل بھی ہوسکتا ہے۔ اُنہوں نے کہا اپیل ہوسکتا ہے بلکہ اپیل دَر اپیل بھی''۔ (17 مارچ 1905ء بحوالہ تذکرہ)

نہ جانے وطنِ عزیز میں کتنے انسان ہوں گے جنہوں نے اسی سال 52ویں سال میں قدم رکھا ہوگا۔ لیکن۔

52ویں سال میں قدم رکھنے کی خوشی میں کہاں سب کے لیے جگہ جگہ سینکڑوں کیک کاٹے گئے اور ان پر ایستادہ موم بتیاں بجھائی گئی ہوں گی اور کب کسی کے 52ویں سال میں قدم رکھنے کی اس قدر اشاعت ملکی و غیر ملکی اخبارات میں ہوئی ہوگی۔ جس قدر اشاعت پاکستان کے سابق وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے 52ویں سال میں قدم رکھنے کی ہوئی۔ اور اگر اس مقدمہ قتل میں ٹرائل کورٹ،

45 سال قبل شائع ہونے والی جناب ثاقب زیروی صاحب کی مندرجہ بالا جراٴت مندانہ اور حقیقت پر مبنی تحریر کی روشنی میں بھٹو صاحب کی پھانسی کے بارہ میں مندرجہ ذیل پاکستان سپریم کورٹ کی حالیہ رولنگ (6 مارچ 2024ء) ملاحظہ ہو۔

روزنامہ جنگ راولپنڈی 07 مارچ 2024ء

ہائی کورٹ کی بجائے سیشن کورٹ ہوتی تو اپیل دراپیل۔ ایسا غیر معمولی مرحلہ بھی کہاں پیدا ہوتا؟

بے شک۔ خدا سے مغفرت طلبی اور سچی توبہ کی توفیق بھی اُس کے فضل سے ہی ملتی ہے اور جب اس کی تقدیریں حرکت میں آجائیں تو کوئی دُنیوی کوشش اُن کا راستہ نہیں روک سکتی۔ نہ قانون و ضوابط کے تحت کی گئی چارہ جوئیاں اور نہ دُنیا بھر کے بادشاہوں، سربراہوں، عالمی اداروں اور وزرائے عظام کی طرف سے کی گئی عفوودرگزر کی اپیلیں اور وضاحتیں۔

وہ جو علیم و خبیر ہے۔ اور جس کی روحوں کے پاتال تک نظر ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ اباحت و کفرانِ نعمت کے اس حیرت انگیز انجام کی خبر سُن کر ہمارے قلب ورُوح مغموم ہیں کیونکہ ؎

ازل کے دن سے ثاقبؔ ہم وہ فطرت لے کے آئے ہیں
عدو کو رَنج پہنچے اور ہماری آنکھ بھر آئے

اور ہمارے نزدیک مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کا یہ انجام اُن کے متذکرہ بالا خوفناک روحانی جرم میں شریک تمام سیاسی مُلّاؤں، سیاست کاروں، پارلیمانی ساتھیوں، کرائے کے قاتلوں، لٹیروں اور زَرخرید مفتیوں کے لیے لمحۂ فکریہ کا حکم رکھتا ہے۔ اس میں اُن سب کے لیے عبرت و موعظت کا بڑا سامان ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا رحم فرمائے اور اپنے فضل سے ان سب کو سجدۂ سہو کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ اپنے نفسوں کا محاسبہ کریں۔ اس انجام سے عبرت حاصل کریں۔ مجروح دِلوں پر محبّت و مروّت کے پھاہے رکھیں۔ اور سچے دل سے توبہ کرتے ہوئے اپنے دِلوں اور رُوحوں کو الٰہ العالمین کے آستانے پر گرا دیں۔

کیونکہ یہ عبرت انگیز انجام گواہی ہے اس حقیقت کی کہ اُس جبّار و قہّار خدا کی تقدیریں حرکت میں آ چکی ہیں۔

خوش نصیب ہے وہ شخص جو پانی کے ہونٹوں تک چڑھ آنے سے قبل ہی سچّی توبہ کر لے۔

(ہفتہ وار ''لاہور'' 15 اپریل 1979ء)

اَنجام یہی ہوتا آیا فرعونوں کا ہامانوں کا

فرصت ہے کسے جو سوچ سکے پس منظر ان افسانوں کا
کیوں خوابِ طرب سب خواب ہوئے کیوں خون ہوا اَرمانوں کا

تاریخ کے سینے میں اب تک ہیں دفن وہ سارے ہنگامے
انسان کے ہاتھوں دنیا میں کیا حال ہوا انسانوں کا

طاقت کے نشے میں چُور تھے جو توفیقِ نظر جن کو نہ ملی
مفہوم نہ سمجھے وہ ناداں قدرت کے لکھے فرمانوں کا

پِستے ہیں بالآخر وہ اِک دن اپنے ہی ستم کی چکّی میں
انجام یہی ہوتا آیا فرعونوں کا ہامانوں کا

کم مایہ ہیں پر قدرت نے ہمیں احساس کی دولت بخشی ہے
ہر آنکھ سے آنسو پونچھیں گے دُکھ بانٹیں گے سب انسانوں کا

جب زخم لگیں تو چہروں پر پھولوں کا تبسّم لہرائے
فرزانوں کا اتنا ظرف کہاں یہ حوصلہ ہے دیوانوں کا

اے صبر و رضا کے متوالو اُٹھو تو سہی دیکھو تو سہی
طُوفانوں کے مالک نے آخر رُخ پھیر دیا طوفانوں کا

جھنکار پہ سونے چاندی کی ہوتا ہے ضمیروں کا سودا
اس دورِ خرابی میں یارو خطرہ ہے بہت ایمانوں کا

اب آئے جو یار کی محفل میں جاں رکھ کے ہتھیلی پر آئے
اس راہ پہ ہر سُو پہرہ ہے کم فہموں کا نادانوں کا

ہم دینِ ہدیٰ کے پرچم کو اونچا ہی اُڑاتے جائیں گے
جو طوفانوں کے پالے ہوں کیا خوف انہیں طوفانوں کا

آندھی کی طرح جو اُٹھے تھے اب گرد کی صورت بیٹھے ہیں
ہے میری نگاہوں میں ثاقبؔ انجام بلند ایوانوں کا

(یہ نظم جناب ثاقبؔ زیروی نے 1977ء میں کہی اور اسی سال جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی موجودگی میں اپنے مخصوص انداز میں سُنائی)

قسط دوم

آدھی صدی کا سفر

مکرم عرفان احمد خان صاحب۔ جرمنی

گنپت روڈ کاغذ کے کاروبار کا مرکز تھا۔ ابھی ہم دُکانوں کے آگے سے گزر رہے تھے کہ ایک صاحب کاؤنٹر کے پاس پڑی کرسی سے کھڑے ہو کر زور زور سے پُکارنے لگے مولانا آ گئے، مولانا آ گئے۔ اتنی دیر میں ہم دُکان تک پہنچ گئے۔ یہ مکرم عبداللطیف ستکوہی صاحب کی دُکان تھی اور میری ان سے پہلی ملاقات۔ سلام دعا کے بعد مکرم شفیع اشرف صاحب نے مکرم ستکوہی صاحب کو بتایا کہ یہ نوجوان ربوہ سے آیا ہے اس کو پاسپورٹ

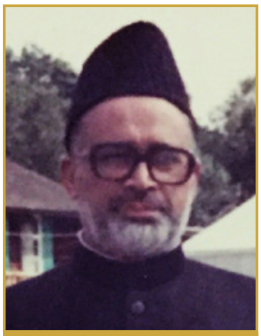

مکرم شفیع اشرف صاحب

بنوانے کے لئے ایک لاکھ روپے کی ضمانت چاہیے۔ ستکوہی صاحب اپنے مخصوص لب ولہجہ میں پنجابی زبان میں جس طور مخاطب ہوئے اس کو اسی طرح پنجابی زبان میں ادا کرنا یا لکھنا میرے بس میں نہیں۔ خلاصہ یہ ''بچیا بچیا... ضمانت چاہیے... جاؤ جاؤ کچہری جاؤ۔ وہاں وکلاء کے ڈھارے ہیں۔ وہاں محمود بھلر ایڈوکیٹ کا بورڈ تلاش کرنا اور محمود بھلر سے کہنا ستکوہی نے بھجوایا ہے۔ ضمانت

مکرم محمود احمد بھلر صاحب ایڈوکیٹ

کے کاغذات تیار کرو''۔ محترم ستکوہی صاحب تیز تیز بولنے کے عادی تھے۔ مَیں ابھی سنبھلنے نہ پایا تھا اور آنکھ اٹھا کر شفیع اشرف صاحب کی طرف دیکھنے کی کوشش کی کہ ستکوہی صاحب نے خود ہی پوچھ لیا پتہ ہے کچہری کہاں ہے؟ میرا جواب نفی میں تھا۔ ستکوہی صاحب ملازم سے مخاطب ہوئے کہ مجھے کچہری کا راستہ بتا دے۔ چنانچہ سمجھائے ہوئے راستہ پر پیدل کچہری کی طرف چل پڑا۔ سارا راستہ غور کرتا رہا کہ اس شخص نے یہ نہیں پوچھا یہ بچہ کون ہے۔ اس کا شجرہ نَسب کیا ہے۔ یہ کس ملک اور کیوں جانا چاہتا ہے۔ ایک لاکھ کی ضمانت کے لئے آپ میرے پاس کیوں آئے ہیں۔ ایک نوجوان جو ایک ہفتہ سے لاہور کی سڑکوں پر مارا مارا پھرا ہو۔ روزانہ میلوں کے فاصلے پیدل طے کر کے ہر شام ناکام گھر واپس لَوٹا ہو اس کے لئے یہ لمحات ناقابلِ یقین تھے۔ تب مجھے والد محترم کا نصیحت بھرا خط یاد آیا اور اپنے ان شکوہ بھرے بےصبرے الفاظ پر شرمندگی ہوئی جس کے جواب میں والد صاحب کو لکھنا پڑا۔ ''آخری کوشش کر کے دیکھو، پھر بھی بات نہ بنے تو ربوہ واپس آ جاؤ۔ خدا جس حال میں رکھے اس میں خوش رہنے کے ڈھنگ سیکھو''۔ محمود بھلر ایڈوکیٹ سے ملا۔ وہ ہنس پڑے تو میرے دل میں خطرے کی گھنٹی ایک بار پھر بجی۔ لیکن جلد ان کے جواب سے اطمینان ہوا۔ انہوں نے کہا کہ ستکوہی صاحب کو بتا دیں۔ ضمانت کے کاغذات ایسے نہیں بنتے۔ مَیں کچہری کے اوقات کے بعد مطلوبہ اسٹامپ فارم لے کر دُکان پر آؤں گا۔ ان کے بنک سے بھی کاغذات چاہئیں۔ ساری تفصیل بتاؤں گا۔ مجسٹریٹ کے سامنے ستکوہی صاحب کو بھی جانا پڑے گا۔ تین چار دن لگیں گے۔ میں محمود بھلر صاحب کا پیغام لے کر ستکوہی صاحب کے پاس واپس لوٹ آیا۔ مکرم شفیع اشرف صاحب ابھی تک وہاں نویدِ سحر سننے کے لئے موجود تھے۔ میرے واپس لَوٹنے تک دوپہر ہو چکی تھی اور ستکوہی صاحب دوپہر کے کھانے پر بے دَر نوجوان کے منتظر تھے۔ کچھ کھانا ستکوہی صاحب کے گھر سے آیا تھا اور کچھ بازار سے منگوایا گیا اور یوں سب مل کر ستکوہی صاحب کے دسترخوان سے سیر شکم ہوئے۔ کھانے کے بعد مولانا اشرف صاحب تو نیکی کی راہ ہموار کر کے دِلّی دروازے کی مسجد کو سدھار گئے اور مَیں دُکان کے ایک کونے میں سمٹ کر کاغذ کے بیوپار کے گُر ناپنے لگا۔ مَیں آج بھی مولانا شفیع اشرف صاحب مرحوم کا دل سے قدردان ہوں اور ان کی نیکی اور مشکل وقت میں ان کا مدد کے لئے کھڑے ہو جانے کا منظر میری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ محمود بھلر ایڈوکیٹ حسب وعدہ ستکوہی صاحب سے ملنے تشریف لائے۔ ضمانت کی ضرورت اور نوعیت مَیں نے بیان کی۔ پاسپورٹ فارم پر آفیسر کے

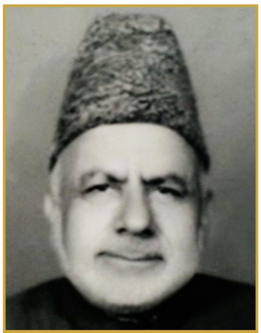

مکرم عبداللطیف ستکوہی صاحب

ہاتھ کا اندراج دکھایا۔ باقی گفتگو ان دونوں ستکوہی صاحب اور بھلر صاحب کے درمیان ہوئی۔ جس کا حاصل یہ طے پایا کہ آئندہ دو روز میں متعلقہ کام مکمل کئے جائیں گے۔ تیسرے روز ہم تینوں صبح کا ناشتہ ستکوہی صاحب کے مکان کرشن نگر میں ایک ساتھ کریں گے۔ جس کے بعد لاہور کارپوریشن کے دفتر میں موجود کسی مجسٹریٹ کے پاس حاضر ہو کر اسٹامپ فارم اور ضمانتی کاغذات کی تصدیق کنفرم کروائی جائے گی۔

تیسرے روز طے شدہ پروگرام سے فارغ ہوئے تو کاروبار اور عدالتیں کھل چکی تھیں لیکن مسیح پاک کے یہ دو درویش درختِ وجود کی ایک کونپل کی ہریالی کی خاطر اپنا وقت اور مال قربان کرنے پر خوشی خوشی آمادہ تھے۔ یہ پہاڑ جیسا مسئلہ حل کرنے میں دوپہر ہوگئی جس کے بعد پاسپورٹ فارم جمع کروانے کی باری آئی۔ متعلقہ افسر نے تین ماہ بعد پتہ کرنے کی تلقین کی۔ کمرے سے باہر نکلا تو ایک اَور صاحب کمرے سے میرے ساتھ باہر نکلے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا کہ خدمت کر دو تو جلدی بھی بن سکتا ہے۔ مَیں اس راز کو سمجھ نہ سکا اور اپنے محسنوں کا شکریہ ادا کرنے دِلّی دروازے اور گنپت روڈ کی راہ لی۔ جرمنی آنے کے بعد ستکوہی صاحب مرحوم سے بیسیوں ملاقاتیں ہوئیں۔ جلسہ سالانہ برطانیہ پر ہم متعدد بار ایک ہی گھر میں ابراہیم ایاز مرحوم صاحب کے ہاں ٹھہرتے رہے لیکن اس درویش صفت فدائی احمدی کو یاد نہیں تھا کہ میرے ساتھ رہائش پذیر وہ ہے جس کا کبھی مَیں نے مشکل حالات میں ہاتھ پکڑا تھا۔ ستکوہی صاحب عجیب بے نیاز شخصیت کے مالک تھے۔ مجھے یقین ہے ان سے فیض پانے والا مَیں اکیلا نہیں بلکہ اس فیض رَساں وجود سے محض احمدی ہونے کے ناطے سینکڑوں نے فیض پایا۔ عزیزم ڈاکٹر عمران احمد خان نے نشتر میڈیکل میں داخلہ لیا تو یہی مرحلہ دَرپیش تھا۔ ستکوہی صاحب سے رابطہ کیا تو وہ پہلے ہی کسی طالب علم کی ضمانت دے بیٹھے تھے۔ لیکن چودھری نصیر احمد صاحب جو سکول کالج کی سائنس لیبارٹری میں استعمال ہونے والا سامان فروخت کرتے تھے کو فون کر کے زَرِ ضمانت پر راضی کیا اور انہوں نے بھی کوئی دوسرا سوال نہیں کیا اور فوراً رضامندی ظاہر کر دی۔ نظامِ سلسلہ کی بدولت ہم خلافت کی جس لڑی میں پروئے گئے ہیں مشکل گھڑی میں کوئی نہ کوئی سبیل

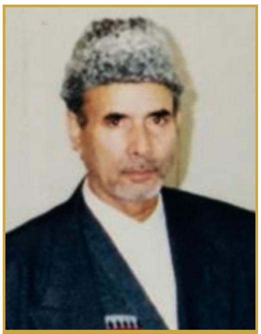

مکرم مبارک احمد صاحب

آسان راہ کی نکل آتی ہے۔ باہمی محبّت واخوت کی آواز پر کان دھرنے اور خلیفہ وقت کے منشاء کے مطابق زندگی بسر کرنے والے خسارے میں نہیں رہتے۔ گو ان واقعات پر آدھی صدی گزر گئی لیکن آج بھی کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ میں عبداللطیف ستکوہی صاحب کے بلندی درجات کے لئے دعا نہ کرتا ہوں۔

تین ماہ بعد پاسپورٹ کے اجراء کا پتہ کرنے گیا تو دفتر کے ملازمین نے ایک دوسرے کی شکلوں کو تکنا شروع کر دیا دس پندرہ منٹ بٹھا کر تین ماہ بعد دوبارہ آنے کو کہا، مجھ جیسے جب انکار سن کر باہر نکلتے تو شکاری خیرمقدم کے لئے موجود ہوتے۔ ایک بھلے شکاری نے حقیقت پسندانہ راہ سجھائی۔ اس نے صاف بتایا کہ پاسپورٹ بنوانے کے دو طریق ہیں۔ اوّل ہماری مدد حاصل کرو دوم بڑے افسر کو تگڑی سفارش سے اپروچ کرو۔ نہیں تو ایسے ہی چکر کاٹتے رہو گے۔ یہ فقرہ میں نے ربوہ واپس آ کر والد محترم (مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی) کے گوش گزارش کر دیا۔ انہوں نے اپنے حلقہ اثر میں مشورہ کیا اور فیصلہ ہوا کہ پاسپورٹ آفس میں کسی احمدی ملازم کا معلوم کیا جائے۔ چنانچہ لاہور کا ایک پھیرا خاص اس مقصد کے لئے کیا گیا۔ ملازمین سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آفس سپرنٹنڈنٹ احمدی ہیں۔ بعض اعتبار سے کیا بھلا وقت تھا کہ آپ ایسی گفتگو بلاخوف وخطر کر لیتے تھے۔ مَیں نے نام تو نوٹ کر لیا لیکن ساتھ ہی مجھے خیال آیا کہ اب ان کا تعلق دار تلاش کرنے میں وقت صرف ہوگا۔ فرید عارف صرف میری وجہ سے رُکا ہوا ہے۔ اس کو محوِ پرواز ہونے کی جلدی ہے۔ چلو سپرنٹنڈنٹ سے بات کر کے دیکھتے ہیں۔ مَیں ان کے دفتر میں پیش ہوگیا۔ بتایا ربوہ کا ہوں۔ پوچھنے

مکرم مسعود احمد دہلوی صاحب

لگے منور انیس کو جانتے ہو۔ مَیں نے کہا میرے سے کالج میں چار سال سینئر تھے۔ بڑے بھائی کے دوست تھے والد صاحب سے بہت عقیدت رکھتے ہیں۔ پوچھا والد کون ہیں۔ مَیں نے نام لیا۔ فوراً کرسی سے کھڑے ہو گئے۔ فرمایا مَیں منور انیس کا ماموں ہوں۔ کاغذ کے ایک ٹکڑے پر مجھ سے پوچھ کر کوائف لکھے۔ ملازم ساتھی کو دیئے۔ دو منٹ سے بھی کم وقت میں ملازم نے وہ پاسپورٹ ان کی میز پر رکھ دیا۔ انہوں نے پاسپورٹ کے ایک ایک صفحہ کو بغور دیکھا۔ پاسپورٹ کی کاپی بند کر کے میرے ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہا پہلے مل لیتے تو انٹرنیشنل پاسپورٹ جاری ہو جاتا۔ اب صرف چھ ملکوں کے لئے کارآمد ہے۔ اس ملازم کے ساتھ جاکر رجسٹر پر وصول پا لینے کے دستخط کر کے جرمنی جانے کی تیاری کرو۔ یوں اچانک پاسپورٹ مل جانے کی جو خوشی اس روز ہوئی اس کا لطف آج بھی اٹھاتا ہوں اور سر خدا کے حضور شکرانے سے جھک جاتا ہے۔

ربوہ پہنچا تو اگلا مرحلہ شروع ہوا۔ کافی عرصہ سے کرایہ کی رقم اکٹھی کرنے کی جہدِ مسلسل جاری تھی۔ جرمنی کا ویزہ تو نہیں چاہیے تھا البتہ مشورہ برداروں کا کہنا تھا کہ واپسی کا ٹکٹ پاس نہ ہو تو جرمنی میں داخل ہونے نہیں دیا جاتا۔ مَیں ابھی اسی کشمکش سے گزر رہا تھا کہ پاکستانی کرنسی کی قیمت گر گئی۔ ایئر ٹکٹ اور ساتھ لے کر جانے والا زرِمبادلہ دوگنا مہنگا ہوگیا۔ مایوسی نے ایک بار پھر میرے گرد حلقہ بنا لیا اور یوں جرمنی ایک بار پھر میرے لئے خوابوں کی سرزمین بن گیا۔ مَیں حسن عارف صاحب مرحوم کی اہلیہ خالہ اختر کی ڈانٹ کھا کر گھر میں دبک گیا اور برادرم فرید عارف اکیلا جرمنی کو پرواز کر گیا۔

اس داستان حیرت کے چند ماہ بعد 18 دسمبر 1972ء کو جرمنی آمد کیسے ہوئی۔ درمیانی عرصہ میں میرے پر کیا بیتی اور جرمنی میں پچاس سال کیسے گزرے اس کے ذکر کے لئے مضمون ابھی جاری ہے۔

کارکردگی دعوتِ اِلی اللہ شعبہ تبلیغ جرمنی

رپورٹ: مکرم صفوان احمد ملک صاحب، کارکن شعبہ تبلیغ جرمنی

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج

جماعت احمدیہ جرمنی ڈیڑھ دہائی سے اسلام احمدیت کے تعارف کے لئے جرمنی کے مختلف شہروں میں اسلام و قرآن نمائش لگا رہی ہے۔ اس کے ذریعہ اسلام احمدیت کا پیغام اہلِ جرمنی تک پہنچ رہا ہے، الحمدللہ۔ گزشتہ چند ماہ میں شعبہ تبلیغ کے ذریعہ جرمنی کے مختلف شہروں میں لگنے والی اسلام و قرآن نمائش کی مختصر رپورٹ بغرضِ دعا پیش خدمت ہے۔

Kiel

مؤرخہ 8 تا 12 اگست 2023ء کو جرمنی کے شہر Kiel میں اسلام و قرآن نمائش کا انعقاد ہوا۔ اس پانچ روزہ نمائش کو تین ہزار افراد نے دیکھا جن میں سے تقریباً 300 افراد نے اپنے تاثرات بھی قلم بند کئے۔ ان میں سے چند تاثرات بغرض دعا پیش ہیں۔

اس نمائش میں اسلامی اقدار کو بہت عمدگی سے پیش کیا گیا ہے۔ ڈیوٹی پر موجود افراد بہت ملنسار اور شائستہ گفتگو کرنے والے تھے جنہوں نے ہمیں اس نمائش کو دیکھنے اور اسلام کو سمجھنے میں مدد کی، ہمارے ذہنوں سے اسلام کے بارے میں منفی خیالات اور پراپیگنڈا کو زائل کرنے کا بہت بہت شکریہ۔

ایک جرمن مہمان نے لکھا کہ آپ کی نمائش بہت دلچسپ اور معلوماتی ہے۔ تعلیمات کے علاوہ اس نمائش میں سب سے زیادہ چیز جو مجھے پسند آئی وہ آپ کا دوستانہ رویہ تھا۔

ایک جرمن میاں بیوی نے لکھا کہ آپ کی نمائش بہت خوبصورت اور علم کا خزانہ ہے ڈیوٹی پر موجود احباب نے ہمارے تمام سوالات کا بڑی عمدگی، حکمت اور احسن طریق سے جواب دیا۔ ہم آپ لوگوں سے بہت متاثر ہوئے ہیں اور ہم گرمجوشی سے اس نمائش کی جس قدر ممکن ہوا تشہیر کریں گے تاکہ مزید لوگ اس سے مستفید ہوسکیں۔

Niedernhausen

Niedernhausen کے ساتھ واقع قصبہ Idstein میں مؤرخہ 3 تا 5 نومبر 2023ء کو ایک تاریخی ہال میں اسلام و قرآن نمائش لگائی گئی۔ اس ہال میں قبل ازیں دو مرتبہ 2013ء اور 2017ء میں بھی لگائی جا چکی ہیں۔

نمائش کا افتتاح علاقائی پارلیمنٹ میں شہر کے نمائندہ Dr. Alexander Koch نے کیا۔ اس موقع پر جرمن و دیگر قومیتوں کے افراد بھی موجود تھے۔ مہمان خصوصی و دیگر حاضر مہمانوں نے نمائش کو گہری دلچسپی لیتے ہوئے دیکھا۔ ہر روز صبح نو بجے سے شام چھ بجے تک مہمانوں کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ جن کی طرف سے پوچھے جانے والے سوالات کے جوابات مقامی مربیان سلسلہ مکرم نعمان خالد صاحب اور مکرم آفاق احمد صاحب نے دیئے نیز عرب اور ترک مہمانوں سے گفتگو کرنے کے

لئے مرکزی شعبہ تبلیغ کے دو مربیان مکرم ہارون احمد عطا صاحب اور مکرم عبدالنور خواجہ صاحب موجود رہے۔

مہمانوں نے نمائش کو بہت سراہا۔ ایک جرمن مہمان نے کہا کہ اسلام میں امام مہدی کی آمد کے بارہ میں نمائش سے پہلے مجھے علم نہیں تھا۔ نمائش میں آکر اسلام کی صحیح تصویر میرے سامنے آئی ہے۔ عامۃ المسلمین کو بھی اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا چاہئے۔

ایک جرمن نے کہا کہ اس شہر میں اسلام مخالف سیاسی پارٹی کے لوگ 12 فیصد ہیں۔ آپ لوگوں کو اسی طرح محنت کرکے ان کا اثر زائل کرنا پڑے گا۔

Eppelheim

مؤرخہ 27 تا 29 نومبر 2023ء کو جرمنی کے شہر Eppelheim میں تین روزہ نمائش لگانے کی توفیق ملی۔ اس نمائش کی تیاری اور جملہ انتظامات کو مقامی جماعت نے مکرم نویل احمد شاد صاحب مربی سلسلہ اور مکرم شبیر احمد صاحب صدر جماعت کی زیر نگرانی بخوبی سرانجام دیا۔

نمائش کی تیاری تقریباً ایک ماہ قبل شروع کی گئی اور پانچ ہزار دعوت نامے مقامی احباب جماعت نے مختلف مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں تک پہنچائے۔ اس نمائش میں اسلامی تعلیمات پر مبنی 16 قد آدم بینرز ترتیب کے ساتھ لگائے گئے تھے اسی طرح دُنیا بھر کی 70 سے زائد زبانوں میں جماعت احمدیہ کی طرف سے کئے جانے والے تراجم قرآن نمائش کے لئے رکھے گئے۔ اس تین روزہ نمائش کو 62 افراد نے وزٹ کیا۔ ان میں سے چند مہمانوں نے اپنے تاثرات بھی قلمبند کئے۔

جرمن مہمانوں کے تاثرات

ایک مہمان نے کہا کہ میں دعا کرتا ہوں کہ آپ لوگوں کی تعداد بڑھے اور آپ لوگ اپنا امن کا پیغام زیادہ سے زیادہ پھیلا سکیں۔

ایک شخص نے ہال میں داخل ہوتے ہی کہا کہ مجھے اسلام سے بہت اختلافات ہیں شائد تم انہیں دور نہ کرسکو۔ نمائش کو مکمل دیکھنے اور ڈیوٹی پر موجود احباب جماعت سے گفتگو کے بعد جاتے ہوئے اس نے کہا: ''میں اس نیّت سے آیا تھا کہ شائد آپ لوگ میرے اسلام سے اختلافات اور تحفّظات کو دور نہ کرسکو گے لیکن آپ نے میری سوچ اور منفی خیالات کو یکسر بدل دیا ہے''۔

ایک مہمان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کو دیکھ کر کہا: ''مجھے روحانی لوگوں کی پہچان ہے اور اس شخص کا یقیناً بہت اونچا روحانی درجہ ہے اور خدا کی معرفت اسے حاصل ہے''۔

Mannheim

مؤرخہ 30 نومبر تا 22 دسمبر 2023ء کو Mannheim میں اسلام و قرآن نمائش لگانے کی توفیق ملی۔ اس 22 روزہ نمائش کو ایک اسکول میں لگایا گیا جسے 62 افراد نے تفصیلی وزٹ کیا البتہ 1800 سے زائد افراد نے نمائش میں کچھ وقت گزارا اور اپنے ساتھ لٹریچر لے کر گئے۔ نمائش میں 80 افراد آنحضرت ﷺ کی سیرت کی کتاب، 45 افراد ترکی زبان میں دعوت الامیر لے کر گئے۔ جبکہ جرمن زبان میں حضورِانور کی کتاب عالمی بحران اور امن کا راستہ لینے والوں کی 225 تعداد تھی۔ اس کے علاوہ 2000 سے زائد مختلف قسم کے پمفلٹ تقسیم کرنے کی توفیق ملی۔ 400 افراد نے نوٹس بلاک اور 700 سے زائد افراد نے نمائش سے جماعت کے نام والی پنسلیں لیں۔

Hemer

Nordrhein Westfalen کے شہر Hemer میں جماعت احمدیہ Iserlohn کو مؤرخہ 2 تا 4 فروری 2024ء سہ روزہ نمائش لگانے کا موقع ملا۔ نمائش کی تشہیر کے لئے فلائرز تقسیم کرنے کے ساتھ ساتھ مرکزی سڑکوں پر پوسٹرز لگائے گئے اور مختلف سیاستدانوں، مذہبی نمائندگان اور اساتذہ سے بذریعہ ای میل اور ٹیلیفون رابطہ کیا گیا نیز انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے ذریعہ بھی اس نمائش کی بھرپور تشہیر کی گئی۔ نمائش سے دو روز قبل پریس کانفرنس بھی منعقد کی گئی جس میں علاقے کے سب سے بڑے اخبار Iserlohner Kreisanzeiger und Zeitung (IKZ) کا نمائندہ بھی شامل ہوا اور یوں جمعہ کے روز اخبار میں اس نمائش کے حوالہ سے ایک بڑی خبر شائع ہوئی جو بعدازاں اخبار کی ویب سائٹ پر بھی نشر کی گئی۔ نیز اس ریجن کے سب سے بڑے ریڈیو سٹیشن Radio MK نے بھی نمائش کی خبر اپنی ویب سائٹ پر نشر کی۔

نمائش کا باقاعدہ افتتاح مؤرخہ 2 فروری کو دوپہر بارہ بجے ہوا جس میں مہمانان خصوصی Hemer شہر کے میئر Christian Schweitzer، پروفیسر ڈاکٹر Roland Schröder ہمسایہ شہر

دائیں سے بائیں: جناب Norbert Beltz (SPD)، مکرم سہیل احمد ریاض صاحب مربی سلسلہ، جناب Klaus-Peter Güttler (SPD)، مکرم عثمان مبارک صاحب صدر جماعت

مینڈن Menden کے میئر اور نیشنل شعبہ تبلیغ سے مبلغ سلسلہ محترم سہیل احمد ریاض صاحب شامل ہوئے۔ نیز ماڈریٹر کا فریضہ تجربہ کار مخلص احمدی دوست مکرم چنگیز وارلی (Cengiz Varli) صاحب نے ادا کیا۔

موصوف نے اپنے استقبالیہ کلمات میں قیامِ اَمن کے لئے قابل عمل اسلامی تعلیمات کو پیش کیا، نیز فلسطینیوں پر ہونے والے مظالم کا ذکر کرتے ہوئے امن کی ضرورت پر زور دیا۔ موصوف نے جماعت کا مختصر تعارف اور مقامی جماعت کی تاریخ بھی بیان کی۔ بعدازاں دونوں میئرز نے اپنے تعارفی کلمات میں جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں کو سراہا اور نمائش کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی۔ آخر میں محترم سہیل احمد ریاض صاحب مربی سلسلہ نے نمائش کا تعارف اور اس کے انعقاد کی اغراض کو خوبصورت انداز میں پیش کیا۔

شام پانچ بجے ایک نہایت دلچسپ پینل ڈسکشن ''عالمی بحران اور اَمن کا راستہ'' کے عنوان سے منعقد کی گئی جس میں مکرم فرہاد غفار صاحب مربی سلسلہ، ایک مقامی FDP سیاستدان محترمہ Andrea Lippro**ß** صاحبہ، شہر کے سکول کے پرنسپل Kai Hartmann اور جماعت کے فلاحی ادارہ النصرت کے نمائندہ مکرم ظہیر احمد صاحب شامل ہوئے۔ نمائش کے دوسرے روز مکرم شاہد احمد بٹ صاحب مربی سلسلہ نے ''گلوبلائزیشن کے دَور میں مذہب کا کردار'' کے عنوان سے ایک مؤثر لیکچر دیا جس میں مختلف پہلوؤں سے قانون کی پاسداری، نسل پرستی، انصاف، جنگ اور ماحولیاتی تحفّظ کے بارہ میں اسلامی تعلیم کو پیش کیا گیا۔ نمائش کے آخری روز بھی مختلف طبقوں سے لوگ نمائش دیکھنے آتے رہے۔ یہ تین روزہ نمائش اتوار کی شام کو اپنے اختتام کو پہنچی اور اگلے روز اخبار Iserlohner Kreisanzeiger میں ایک مرتبہ پھر اس پروگرام کی ایک تفصیلی اور مثبت رپورٹ شائع ہوئی جس میں صحافی نے مندرجہ ذیل الفاظ استعمال کئے:

''احمدیہ مسلم جماعت ایزرلون نہ صرف ہیمر کے لئے ایک وسیع نمائش لائی بلکہ معاشرہ کے مختلف افراد کو ایک ساتھ لاکر ایک کھلی اور انتہائی دوستانہ گفتگو کا موجب بنی''۔

اس نمائش کے متعلق بعض مہمانوں نے اپنے تأثرات بھی درج کئے، جن میں سے بعض پیش خدمت ہیں۔

جناب Christian Schweitzer ہیمر شہر کے میئر نے لکھا:

''بہت بہت شکریہ اس دلچسپ اور اہم تقریب کے لئے۔ 'محبّت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' ہم سب کے لئے مرکزی پیغام ہے''۔

محترمہ Andrea Lippro**ß**، صدر FDP برائے شہر Hemer نے پینل ڈسکشن میں شمولیت کے بعد اپنے تأثرات یوں بیان کیے: ''انسانی اقدار! قیام امن کے لئے یکجائیت کے ساتھ کوشش کے لئے یہ ایک بہت اچھی گفتگو تھی۔ آپ کے اس مشن کے لئے بہت بہت شکریہ''۔

جناب Franz Josef Spiekermann نے اپنے جذبات کا اظہار کچھ یوں کیا: ''آج کا پروگرام، پینل ڈسکشن میں خیالات کا اظہار اور اس اچھے انداز میں گفتگو کرنا میرے لئے ایک خوبصورت اور قیمتی تجربہ تھا میں ہر چیز کے لئے آپ کا بہت شکرگزار ہوں''۔

Erzhausen

جماعت Erzhausen کو پہلی بار اپنے شہر کے کمیونٹی سنٹر میں مؤرخہ 2 تا 4 فروری 2024ء کو سہ روزہ اسلام و قرآن نمائش لگانے کا موقع ملا۔

نمائش کی افتتاحی تقریب میں 7 جرمن افراد نے شرکت کی۔ مہمانوں کو اسلام احمدیت کا تعارف کروانے کے لئے مکرم صغیر بٹ صاحب اور مکرم احیاءالدین صاحب مربیان سلسلہ کے علاوہ 9 مقامی احباب جماعت نے مدد کی۔ زائرین کے لئے ریفریشمنٹ کا انتظام تھا۔ ہفتہ کے روز شہر کی میئر محترمہ Claudia Lange صاحبہ نمائش کو دیکھنے کے لئے تشریف لائیں۔ مجموعی طور پر اس نمائش کو دیکھنے کے لئے 40 مہمانان تشریف لائے۔

Ingelheim

مؤرخہ 17 اور 18 فروری 2024ء کو جماعت Mainz Süd کو دوروزہ اسلام نمائش لگانے کی توفیق ملی۔ اس نمائش کی تشہیر کے لئے چار ہزار دعوت نامے تقسیم کئے گئے۔ یہ نمائش شہر کے کونسل ہاؤس میں صبح دس تا شام چھ بجے تک جاری رہی۔ دو دنوں میں 20 سے زائد جرمن احباب وخواتین نے اس سے استفادہ کیا۔

ہم احمدی انصار ہیں

رپورٹس: مکرم میاں عمر عزیز صاحب، ایڈیشنل قائد عمومی مجلس انصاراللہ جرمنی

ماہ فروری 2024ء میں مجلس انصاراللہ جرمنی کے تحت جرمنی بھر میں منعقد ہونے والے مختلف پروگرامز کی مختصر رپورٹ ہدیہ قارئین ہے۔

میٹنگز

علاقہ جات بیت الجامع، ناصر باغ، Bayern, Hessen Mitte, Baden, Hessen Süd, Württemberg, Hessen Süd Ost, Rheinland Pfalz میں زعماء مجالس اور ممبران علاقائی عاملہ کے ساتھ میٹنگ اور مجلس انصاراللہ میں نئے شامل ہونے والے انصار کے ساتھ خوش آمدید پروگرام کرنے کی توفیق ملی۔ان میٹنگز میں صدر مجلس انصاراللہ جرمنی مکرم بشیر احمد ریحان صاحب، نائب صدر صاحب، نائب صدر صاحب صف دوم اور دیگر نیشنل عاملہ ممبران بھی شامل ہوئے اور زعماء مجالس کو مجلس انصاراللہ جرمنی کے سالانہ پروگرام کے متعلق بتایا اور ان پروگراموں پر عمل درآمد کے حوالے سے عہدیداران کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

ان پروگرامز میں زعماء میٹنگز کے بعد انصاراللہ کی تنظیم میں نئے شامل ہونے والے انصار بھائیوں کے ساتھ Welcome Programmes بھی منعقد ہوئے جن میں 98 نئے انصار شامل ہوئے۔اس موقع پر نائب صدر صاحب صف دوم نے نئے انصار بھائیوں کو انصاراللہ کی تنظیم کے قیام، نظام اور سالانہ پروگرام کے متعلق تفصیل سے بتایا اور خاص طور پر توجہ دلائی کہ انصاراللہ کا مطلب ہے، اللہ تعالیٰ کے مددگار، اور اللہ تعالیٰ کا مددگار بننے کا سب سے بہترین طریقہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا ہے۔

احمدیہ لنگر

مجلس انصاراللہ جرمنی کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی کامیابی کے ساتھ احمدیہ لنگر اور احمدیہ موبائل لنگر کا مستقل بنیادوں پر اہتمام کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ ماہ فروری میں مجالس Raunheim Nord/ Süd, Rüsselsheim Süd, Wiesbaden West/ Nord میں موبائل لنگر کے ذریعہ 550 سے زائد بے گھر افراد کو کھانا مہیا کرنے کی توفیق ملی۔مقامی میڈیا میں بھی ان پروگرامز کی خبر دی گئی جس کی بدولت جرمن احباب تک جماعت کا پیغام پہنچا۔

شجرکاری مہم

مجلس انصاراللہ جرمنی ہر سال بڑی کامیابی کے ساتھ جرمنی کے مختلف شہروں میں شہری انتظامیہ کے ساتھ مل کر شجرکاری مہم کے تحت درخت لگاتی ہے، مؤرخہ 8 فروری کو مجلس Obertshausen میں پودا لگانے کی تقریب منعقد ہوئی۔ اس موقع پر شہر کے لارڈ میئر Mr. Manuel Friedrich ایک جرمن مہمان کے ساتھ شامل ہوئے، اس تقریب میں ایک مقامی اخبار کی نمائندہ خاتون بھی شامل ہوئیں۔

تبلیغی سرگرمیاں

مجلس انصاراللہ جرمنی کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے باقاعدگی کے ساتھ جرمنی کے مختلف شہروں میں تبلیغی سٹال لگانے اور اسلام احمدیت کا پیغام جرمنی کے طول وعرض میں پہنچانے کی توفیق مل رہی ہے۔اس سلسلہ میں مورخہ 4 فروری کو Waiblingen میں انصار نے تبلیغی سٹال لگایا۔ مؤرخہ 14 فروری کو Wiesbaden میں تبلیغی سٹال لگایا گیا جس میں 50 سے زائد مہمان تشریف لائے اور اسلام سے متعلق مختلف سوالات کئے۔ اسی روز Darmstadt میں انصار نے بڑے پوسٹرز اٹھا کر شہر میں ایک تبلیغی پروگرام کیا اور اسلام سے متعلق لوگوں کے سوالات کے جوابات دیے۔

مجلس انصاراللہ جرمنی کے تبلیغی پروگرامز میں سے ایک پروگرام شہروں میں واقع چھوٹی اور بڑی لائبریریوں میں جماعتی کتب رکھوانا بھی ہے۔ اس سلسلہ میں مورخہ 14فروری کو Köln میں انصار نے شہر کی مختلف لائبریریوں میں جماعتی کتب رکھوائیں، اس کے علاوہ مجلس Düsseldorf, Ratingen, Köln Süd, Paderborn, Pulheim میں بھی انصار بھائیوں نے لائبریریوں میں کتب رکھوائیں۔

مؤرخہ 16 فروری کو Bad Homburg میں انصار نے مجلس خدام الاحمدیہ اور مقامی مربی صاحب کے ساتھ مل کر ایک واک کا اہتمام کیا جس میں تقریباً 200 جرمن احباب نے بھی حصہ لیا۔ یہ واک مرکزی ریلوے اسٹیشن سے شروع ہو کر شہر کے درمیانی علاقہ Kurhausvorplatz تک کی گئی۔ اس واک میں شاملین نے ایک بڑا بینرز جس پر محبّت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں لکھا ہوا تھا، اُٹھا رکھا تھا۔ اس واک کے ذریعہ اسلام احمدیت کا پیغام ایک کثیر تعداد میں جرمن احباب تک پہنچا۔

مؤرخہ 24 فروری کو علاقہ Westfalen کی مجلس Bochum اور علاقہ Bayern کی مجالس München اور Augsburg میں انصار نے تبلیغی سٹال لگائے اور بڑے بڑے پوسٹرز اٹھا کر ایک تبلیغی پروگرام کیا جن پر درج ذیل الفاظ لکھے تھے۔

’’میں ایک مسلمان ہوں کیا آپ کے کوئی سوالات ہیں؟‘‘

’’اسلام میں جبر نہیں‘‘۔ ’’اسلام ایک امن کا مذہب ہے‘‘۔ ’’محبّت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘

اس کے علاوہ شرکاء نے اسرائیل کے فلسطین میں مظالم کے خلاف بھی بینرز اٹھا رکھے تھے جن میں اپیل کی گئی تھی کہ اب یہ مظالم بند ہونے چاہئیں۔ ان پوسٹرز نے جرمن احباب کو اپنی طرف متوجہ کیا اور ان کے سوالات کے جوابات میں انصار کو جرمن احباب کے اسلام سے متعلق خدشات دور کرنے کا موقع میسر آیا۔ اسی طرح اسی روز مجلس Eppelheim اور Osnabrück کے انصار نے بھی تبلیغی سٹال لگایا۔

عمر رسیدہ انصار بھائیوں سے ملاقات

مجلس انصاراللہ جرمنی کے سالانہ پروگرامز میں سے ایک عمر رسیدہ انصار بھائی یا پھر ایسے انصار بھائی جو کسی بیماری کی وجہ سے گھروں سے نہیں نکل سکتے انہیں گھروں میں جا کر ملنا ہے۔ اس سلسلہ میں مؤرخہ 25 فروری کو علاقہ بیت الجامع کی مجلس بیت الواحد اوسٹ کے منتظم ایثار نے زعیم صاحب مجلس کے ساتھ مل کر ایک پروگرام بنایا اور 4 انصار بھائیوں کو گھروں میں جا کر ملے۔ اس موقع پر کچھ تحائف بھی ان انصار بھائیوں کو دیئے گئے۔

متفرق جماعتی سرگرمیاں

Wittlich میں ایک تقریب

مؤرخہ 28 فروری کو وِٹلش میں طاہر احمد ظفر صاحب صدر جماعت کی زیرِ صدارت ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اسلامی نقطہ نگاہ سے“ کے عنوان پر ایک تقریب منعقد ہوئی جس کے انعقاد کی خبر لوکل اخبارات و سوشل میڈیا کے ذریعہ دی گئی۔ پروگرام میں مختلف مکاتبِ فکر کے لوگ شامل ہوئے۔ تلاوتِ قرآن کریم و ترجمہ کے بعد مکرم طارق احمد ظفر صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ جرمنی نے اس موضوع پر جرمن زبان میں تقریر کی اور حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے۔ پروگرام کے آخر میں کھانا پیش کیا گیا۔ اس پروگرام کے ذریعہ اسلام کا پیغام جرمن لوگوں تک بھی پہنچا۔

خدام کی سپورٹس ریلی

مجلس خدام الاحمدیہ ریجن Rheinland-Pfalz Nord کی سپورٹس ریلی Wittlich شہر کے ایک سکول کے ہال میں منعقد ہوئی جس میں 9 مجالس کے خدام شامل ہوئے۔ پروگرام کا آغاز صبح 9 بجے ایک مختصر تقریب سے ہوا جس کے بعد والی بال کے مقابلہ جات ہوئے۔ کھانے کے وقفہ اور نمازوں کی ادائیگی کے بعد خاکسار نے مختصر گذارشات میں خدام کو اپنے جسم اور روح کی حفاظت کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد فٹ بال کے مقابلہ جات ہوئے جس میں خدام نے بھرپور انداز میں کھیل کا مظاہرہ کیا۔ دعا کے ساتھ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (جاوید اقبال ناصر مربی سلسلہ وِٹلش جرمنی)

Wittlich

استقبالیہ تقریب سالِ نو

Bad Marienberg

جماعت احمدیہ باد مارین برگ نے مؤرخہ 29 فروری 2024ء کو نئے سال کے استقبال کی تقریب منعقد کی جس کی تیاری کے سلسلہ میں 500 احباب کو دعوت نامے بھجوائے گئے جن میں پادری، علاقائی سیاستدان، سکول کے پرنسپل اور دیگر احباب شامل تھے۔ اسی طرح سوشل میڈیا کے ذریعہ بھی تشہیر کی گئی۔

تقریب میں 120 سے زائد مہمانوں نے شرکت کی جن میں کارسٹن لِک صاحب ممبر یورپی پارلیمنٹ کے علاوہ 20 سیاستدان، تین ہائی اسکول کے پرنسپل اور مختلف گرجاگھروں کے نمائندگان شامل تھے۔ تمام مہمان اس تقریب سے بہت متاثر ہوئے اور مثبت رائے کا اظہار کرتے ہوئے مستقبل میں بھی ان تقاریب میں شرکت کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ تقریب کے اختتام پر خدام چیریٹی واک سے حاصل کیا گیا دو ہزار یورو کا چیک بچوں کے کینسر کی امداد کے لئے عطیہ کیا گیا۔

(مظفر احمد خواجہ۔ سیکرٹری امور خارجیہ جماعت باد مارین برگ)

بدھ تبتی کمیونٹی کے وفد کا دورہ مسجد فضل عمر

مؤرخہ 5 مارچ 2024ء کو بدھ تبتی کمیونٹی کے چند افراد ایک تنظیم House of Sua کے نمائندگان کے ہمراہ مسجد فضل عمر ہمبرگ میں تشریف لائے۔ ان سے اسلام اور بدھ مت کے درمیان باہم مشترک امور کے متعلق گفتگو کی گئی نیز دنیا میں اَمن پھیلانے کے لئے اپنا کردار ادا کرنے کے سلسلہ میں تبادلہ خیال ہوا۔

(طاہر محمود، ہمبرگ)

Bad Marienberg

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

مکرم ظفر اللہ کاہلوں صاحب

مکرم ظفر اللہ کاہلوں صاحب ابن مکرم عنایت اللہ کاہلوں صاحب طویل علالت کے بعد مؤرخہ 27 فروری 2024ء کو بعمر 68 سال وفات پا گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

مرحوم کا تعلق چھور مغلیاں سانگلہ ہل پاکستان سے تھا۔ پاکستان فوج میں ملازم رہے اور 1992ء میں جرمنی آگئے تھے۔ آپ پنج وقتہ نمازوں کے پابند اور تہجد گزار تھے۔ وصیت کے بابرکت نظام میں شامل تھے۔

مرحوم نے پسماندگان میں تین بیٹے اور دو بیٹیوں کے علاوہ تین بھائی اور چار بہنیں سوگوار چھوڑی ہیں۔

مرحوم کی نماز جنازہ مکرم باسل اسلم صاحب نے مؤرخہ یکم مارچ 2024ء کو بیت الشکور ناصر باغ میں پڑھائی۔ تدفین مؤرخہ 6 مارچ 2024ء کو بہشتی مقبرہ نصیر آباد میں ہوئی۔ (کلیم اللہ کاہلوں جماعت Nauheim)

محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم محمد مسلم کاہلوں صاحب مؤرخہ 4 مارچ 2024 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آپ کا تعلق جماعت Leeheim سے تھا۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور خلافت احمدیہ سے پختہ تعلق رکھنے والی تھیں۔ مالی قربانیوں اور دیگر تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں اور اپنی اولاد کو بھی اس کی تلقین کرتیں۔

آپ نے پسماندگان میں پانچ بیٹے بشارت احمد کاہلوں صاحب، ظفر احمد کاہلوں صاحب، مبارک احمد کاہلوں صاحب، ناصر احمد کاہلوں صاحب، خاکسار ممتاز احمد کاہلوں اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 7 مارچ 2024ء کو امیر صاحب جرمنی عبداللہ واگس ہاوزر صاحب نے ناصر باغ میں پڑھائی اور اگلے روز قبرستان گراس گراؤ میں تدفین عمل میں آئی۔

(ممتاز احمد کاہلوں۔ Stockstadt)

مکرم شفیق اختر بسراء صاحب

خاکسار کے منجھلے بھائی محترم شفیق اختر بسراء صاحب ابن محترم محمد اختر صاحب مؤرخہ 12 جنوری 2024ء کو 74 سال کی عمر میں لاہور میں وفات پا گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

آپ 1949ء میں شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ربوہ سے حاصل کرنے کے بعد لاہور میں تعلیم جاری رکھی اور ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی۔ ابھی عملی زندگی کا آغاز ہی ہوا تھا کہ ایک عجیب وغریب بیماری نے آ پکڑا۔ پاکستان میں علاج میسر نہ ہونے کے باعث 1977ء میں جرمنی آ گئے۔ لیکن یہاں بھی بیماری کا کوئی علاج تجویز نہ ہو سکا۔ مرحوم نے جوانمردی کے ساتھ بیماری کا مقابلہ کیا اور کبھی اس کو خود پر حاوی ہونے نہیں دیا۔

مرحوم بہت خوش اخلاق تھے۔ خدمت خلق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ چنانچہ جب بھی کسی دوست کو ضرورت ہوتی اسے اپنی گاڑی میں دفاتر لے جاتے اور ترجمانی کے فرائض ادا کرتے۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر اپنے گھر میں بہت سے مہمانوں کو ٹھہراتے اور بہت عمدہ مہمان نوازی کرتے۔ چندہ جات کی ادائیگی بہت فکر سے کرتے اور مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ آپ کو شعر وشاعری کا بھی شغف تھا چنانچہ خود بھی شعر کہتے اور مشاعروں میں شرکت بھی کرتے۔

مرحوم نے بیماری کا طویل عرصہ نہایت صبر وشکر سے کاٹا اور کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لائے۔ آپ کی نماز جنازہ احمدیہ مسجد کینٹ لاہور میں ادا کی گئی اور احمدیہ قبرستان لاہور میں تدفین عمل میں آئی۔

(خلیق اختر بسراء، ڈیٹسن باخ)

محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ

خاکسار کی چچی جان محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عزیز احمد باجوہ صاحب مرحوم مؤرخہ یکم مارچ 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحومہ کا تعلق چک 312 ج ب کتھووالی سے تھا اور گذشتہ دو سال سے جرمنی میں مقیم تھیں۔ مرحومہ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔ آپ کے شوہر فوج میں ملازم ہونے کے باعث مختلف شہروں میں تعینات رہتے۔ اس دوران اکیلے گھر سنبھالتیں اور بچوں کا خیال رکھتیں۔ گوجرہ میں آپ کا گھر سب گاؤں والوں کے لئے گویا مہمان خانہ تھا۔ جب بھی کوئی شہر آتا تو واپسی کے لئے سواری کا انتظام ہونے تک اس کا قیام وطعام انہی کے گھر ہوتا۔ اس وقت ’کتھووالی‘ میں رہنے والوں کی ایک نسل جرمنی میں مقیم ہے جن کے لئے طالبعلمی کے زمانہ میں ان کا گھر ایک ہاسٹل کی حیثیت رکھتا تھا۔ مرحومہ کو ذاتی مطالعہ کا بھی بہت شوق تھا۔ جماعتی کتب ورسائل کو زیر مطالعہ رکھتیں اور حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام یاد کرتیں اور بچوں کو سناتیں۔ خود بھی خلافت سے مضبوط تعلق تھا اور اپنی اولاد کو بھی اس کی نصیحت کرتیں۔ گزشتہ سال اگست میں مرحومہ کے اکلوتے بیٹے بابر عزیز باجوہ صاحب اچانک وفات پا گئے جس کا انہیں بہت صدمہ تھا۔

مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کی نماز جنازہ 3 مارچ کو ناصر باغ میں ادا کی گئی جس کے بعد تدفین کے لئے پاکستان لے جایا گیا جہاں 6 مارچ کو مسجد مبارک میں نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد بہشتی مقبرہ نصیر آباد میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحومہ نے پسماندگان میں دو بیٹیاں اور آٹھ پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

(خاور رشید باجوہ۔ Saarbrucken)

محترمہ طیبہ ریحانہ صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ طیّبہ ریحانہ صاحبہ اہلیہ مکرم کرامت اللہ ساہی صاحب مرحوم، حلقہ روڈل ہائیم

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

فرانکفرٹ 25 مارچ کو بعمر 79 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئیں، انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند اور صاحب کشوف و رؤیا تھیں۔ اکثر خواب کے ذریعہ کسی مصیبت کی اطلاع پا کر پہلے ہی سے دعا شروع کر دیتیں کہ اللہ تعالیٰ اس آزمائش سے بچائے۔ خلافت احمدیہ سے ہمیشہ اخلاص و وفا کا تعلق رکھا۔ مرحومہ خوش اخلاق، ملنسار، مہمان نواز، اور شفیق وجود تھیں۔ ہمیشہ اپنوں اور غیروں کے ساتھ ہمدردی کے ساتھ پیش آتیں اور ضرورت مندوں کی مدد بھی کرتیں۔

پسماندگان میں مرحومہ نے تین بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ 27 مارچ کو بیت السبوح میں مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے پڑھائی اور 28 مارچ کو قبرستان Südfriedhof فرانکفرٹ میں تدفین ہوئی۔

(نوراللہ ساہی۔ فرانکفرٹ)

محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ

محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ چودھری عبدالحق صاحب مرحوم جماعت Münster Hessen مؤرخہ 21 مارچ کو بعمر 98 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئیں، انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کا تعلق چک 160 نہر مراد بہاولپور پاکستان سے تھا۔ مرحومہ پابند صوم و صلوٰۃ، دعا گو، خوش اخلاق اور صابر و شاکر وجود تھیں۔ خلافت احمدیہ سے ہمیشہ اخلاص و وفا کا تعلق رکھا۔ مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔

مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 23 مارچ کو بیت السبوح میں طاہر احمد صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی۔ بعد ازاں تدفین کے لئے ربوہ لے جایا گیا۔ جہاں 27 مارچ کو مسجد مبارک ربوہ میں بعد از نماز ظہر جنازہ ادا کرنے کے بعد بہشتی مقبرہ دارالفضل میں تدفین ہوئی۔ (طارق محمود کاہلوں، رائن ہائیم)

محترم ڈاکٹر میاں ظہیر الدین منصور احمد صاحب

محترم ڈاکٹر میاں ظہیر الدین منصور احمد صاحب مؤرخہ 10 مارچ 2024ء کو طویل علالت کے بعد امریکہ میں وفات پا گئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم صاحبزادی امۃ الرشید بیگم اور میاں عبدالرحیم احمد صاحب کے بیٹے تھے۔ ننھیال کی طرف سے آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے پڑنواسے اور حضرت مصلح موعودؓ کے نواسے تھے۔ ددھیال کی طرف سے حضرت پروفیسر علی احمد صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر قریباً 71 برس تھی۔

آپ نے ابتدائی تعلیم تعلیم الاسلام سکول و کالج ربوہ سے حاصل کی بعد ازاں میڈیکل کی ڈگری حاصل کی اور اس کے بعد فوج میں بھی کام کرتے رہے۔ پھر ربوہ میں اپنا کلینک کھولا اور ارد گرد کے غریبوں کی مدد کرتے رہے۔ لوگوں نے ان کے کلینک سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ میں بھی ان کو مہتمم اور قائد کے طور پر خدمات کی توفیق ملتی رہی۔ جب سے امریکہ میں گئے ہیں وہاں ان کو نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن کی خدمت ملی۔

خلافت سے بھی ان کا بے مثال تعلق تھا۔ اطاعت اور عشق کا تعلق تھا۔ خلیفہ وقت کی خدمت میں ہمیشہ دعا کے لیے لکھتے رہتے تھے۔ ہر کام سے پہلے دعا کے لیے کہتے تھے۔ جب بھی خلیفہ وقت کی طرف سے کوئی کام سپرد ہوتا تو اسے پوری محنت اور ذمہ داری سے سرانجام دینے میں دن رات ایک کر دیتے۔

آپ کو قرآن کریم سے بے پناہ محبت تھی اور تلاوت کا بہت اہتمام کرتے تھے۔ کار میں بھی اور سفر کے دوران یا خود تلاوت کرتے یا کوئی ساتھ ہوتا تو بچوں سے کہتے تلاوت کرو اور مجھے سناؤ۔ ایک لمبے عرصہ تک آپ جماعت امریکہ کے نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن رہے، اس دوران آپ نے بڑی محنت اور لگن سے کام کیا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ واقعہ قابل ذکر ہے کہ ایک بار بچپن میں میاں صاحب اپنی والدہ محترمہ صاحبزادی سیّدہ امۃ الرشید صاحبہ مرحومہ کے ساتھ اپنے نانا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے ملنے گئے تو آپؓ نے فرمایا:

''یہ لڑکا بڑا ہو کر ڈاکٹر بنے گا اور اپنے پڑنانا حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کی طرح قرآن کی تعلیم دے گا''۔

(الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 21 اگست 2020ء صفحہ 14)

بچوں کو ہمیشہ نصیحت کرتے کہ سوچ مثبت رکھنی چاہیے، اللہ پر یقین رکھو، حسنِ ظن لوگوں پر کیا کرو اور عاجزی کا مظاہرہ کرو، غلطیوں کو تسلیم کر لو۔ بڑی نرم زبان تھی اور بڑی مہربان فطرت تھی۔ مریضوں کی بڑی خدمت کرنے والے، ان کا خیال رکھنے والے، علاج کے علاوہ اپنی جیب سے ان کو دوائیاں خریدنے کے لیے پیسے بھی دے دیا کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مرحوم کا ذکر خیر ان الفاظ میں فرمایا:

''یہ میرے خالہ زاد بھی تھے۔ غریب پروری اور مہمان نوازی میں خاص طور پہ مَیں نے ان کے گھر جا کے بھی دیکھا ہے۔ جلسے کے دنوں میں بھی ان کی والدہ اور ان کے والد دونوں کا مہمان نوازی بہت خاص وصف تھا۔ میاں بیوی نیک ہوں تبھی آگے بچوں پہ بھی نیکی کا اثر ہوتا ہے۔ جلسے کے دنوں میں اپنا گھر خالی کر دیتے تھے اور خود باہر ٹینٹ لگا کے رہا کرتے تھے اور سارا گھر مہمانوں سے بھرا ہوتا تھا تو یہی نیک فطرت ان میں بھی آئی ہے''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 22 مارچ 2024ء)

ادارہ اخبار احمدیہ جرمنی خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس وجود کی جدائی پر سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور مرحوم کے جملہ افراد خاندان سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کے بچوں کو آپ کا قائمقام بنائے، آمین۔

شعبہ تبلیغ جرمنی کے زیرِانتظام مختلف شہروں میں لگائی جانے والی تبلیغی نمائشوں کے مناظر

Kiel

Ingelheim

Hemer

Idstein

Nidernhausen

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA
VOL 25
ISSUE 04
APRIL 2024
ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir
PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de